

773

ایجاد

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21-جنون 2007

تلاؤت قرآن پاک و ترجمہ

سرکاری کارروائی

گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 2008-09

کے مطالبات زرپر بحث اور رائے شماری

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

جمعرات، 21- جون 2007

(یوم الحنیف 5- جمادی الثانی 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسے میں صبح 10 نج کر 5 منٹ

پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاؤت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ بالله من الشیطین الرجیم ۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

لَيْسَ الْبَرَّ أَنْ يُؤْتُوا

وَمِنْ جُهَّهُكُمْ قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبَرَّ
مَنْ أَمَنَ بِاللّٰهِ وَإِيمَانَهُ أَلَّا خَرُوْنَ الْمُلْكَةَ وَالْكِبْرَى وَ
الْقَبِيبَيْنَ وَأَنَّ الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى
وَالسَّكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّلَكِلَيْنَ وَفِي الْيَقَابِ وَأَقَامَ
الصَّلَاةَ وَأَنَّ الزَّكُوْنَةَ وَالْمُؤْمِنُونَ يَعْهِدُهُمْ إِذَا عَاهَدُوا
وَالظَّاهِرَيْنَ فِي الْبَاسَاءِ وَالضَّرَاءِ وَجَاهُنَ الْبَاسِ
أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝

سُورَةُ الْبَقَرَةِ آیت 177

نیکی ہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کو (قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کرو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور سنتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دین اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرج کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔ اور جب عمد کر لیں تو اس کو پورا کریں۔ اور سختی

اور تکلیف میں اور (معزکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (اللہ سے) ڈرنے والے ہیں (177)

وما علینا الا للبلاغ ۰

جناب ارشد محمود گبو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ارشد محمود گبو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! کل روز نامہ "الاصاف" میں تین کالم میں ایک بڑی خبر چھپی تھی کہ متحده امارات میں پاکستان سے بچوں کو اغوا کر کے سمجھل کیا جاتا ہے اور پھر وہاں پر ان سے جو کام لیتے ہیں۔ میں حکومت پنجاب کے اس اقدام کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے اس میں personally یہ مطلب ادا کیا اور وہ 334 بچوں کو پنجاب گیا اور وہ گورنمنٹ کے حکم سے ان کو وہاں سے لے کر آیا۔ سمجھلوں نے 363 بچے اغوا کئے تھے اور وہ انہوں نے پاکستان میں پہنچائے ہیں۔ میراپوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ اتنا برا ظلم ہے۔ تین بچوں کی روز نامہ "وصاف" میں خبر آئی ہے تین معصوم بچے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بتاہی نہیں ہے کہ ہمارا ماں باپ کون ہے۔

جناب سپیکر: میراپوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اور میں حکومت پنجاب سے آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں انکوائری کی جائے اور سینٹر پولیس افسران پر مشتمل کمیٹی بنائی جائے جو اس بات کا سراج لگائے کہ کون لوگ ہیں جو ان معصوم بچوں کو اغوا کر کے متحده عرب امارات میں فروخت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! انکوائری کر کے ان کے خلاف کوئی قانون بنایا جائے اور ایسے لوگوں کو قرار واقعی سزا دی جائے جس سے آئندہ کوئی ایسی حرکت کرنے کی وجہت نہ کر سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر تو valid نہیں ہے یہ آپ کی تجویز ہے اور وزیر قانون صاحب نے سن لی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحریک التوائے کار up take کرتے ہیں اور یہ تحریک ملک محمد اقبال چڑھا کی طرف سے ہے یہ move ہو چکی ہے اور یہ آج تک کے لئے pending تھی وزیر تعلیم کے متعلقہ تھی۔ وزیر تعلیم تشریف نہیں رکھتے۔ چڑھا صاحب پھر اس کو کل تک کے لئے pending کر دیں۔

ملک محمد اقبال چنڑی: نہیں ہے۔

جناب پسیکر: کل تک کے لئے اس motion کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک بھی ملک محمد اقبال چنڑی صاحب کی طرف سے ہے۔

سید احسان اللہ وقار ص: پواہنٹ آف آرڈر۔

جناب پسیکر: سید احسان اللہ وقار صاحب!

سید احسان اللہ وقار ص: جناب والا! عرض یہ ہے کہ سرکاری ادارکین کو ناشتا بھی یہاں پر فراہم کیا گیا ہے۔ ناشتا دکارنے کے باوجود ممبر ان پھر بھی یہاں پر نہیں آئے۔ میری گزارش ہے کہ انہیں بروقت ایوان میں آنا چاہئے۔ ناشتا بھی انہیں مفت ملا ہے جو سرکار کی طرف سے ناشتا ملا ہے اور مجھے افسوس ہے کہ ہماری خواتین ممبر ان نے بھی یہاں آکر ناشتا کیا ہے ان کے گھروالوں کو بھی ناشتا نہیں ملا ہو گا۔

جناب پسیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ ملک محمد اقبال چنڑی صاحب۔ یہ تحریک التوائے کا move ہو چکی ہے اور آج کے لئے pending تھی۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اس کی کاپی مجھے دے دیں۔

سید مجاهد علی شاہ: پواہنٹ آف آرڈر۔

جناب پسیکر: شاہ صاحب پواہنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید مجاهد علی شاہ: جناب پسیکر! شاہ صاحب جیسڑی گل کر رہے سن کہ ایسہ ناشتا سانوں پچنانہ نہیں۔ سہ بانی کروانہاں نوں وی بھیجو، اسیں انہاں نوں وی ناشتا کروادیئے آں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پواہنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں گزارش کروں گی کہ ---

جناب پسیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم (ایڈوکیٹ): پواہنٹ آف آرڈر۔

جناب پسیکر: جی، میاں محمد اسلم صاحب!

میاں محمد اسلم (ایڈوکیٹ): جناب وزیر خزانہ صاحب تشریف لاچکے ہیں خاندانی آدمی ہیں اور ہم ان کی عزت کرتے ہیں۔ کل انہوں نے اپنی تقریر میں by name فرمایا تھا کہ میاں محمد اسلم

ایمپی اے جو کہ ضلع رحیم یار خان سے ہیں ان کو 03-2002 میں health infrastructure کی مد میں ایک کروڑ دس لاکھ روپے اور 04-2003 میں ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے کے فنڈز ملے ہیں۔ اس سلسلے میں، میں یہ وضات کرنا چاہتا ہوں کہ میرا حلہ 289 ہے۔ اس میں میرے دو ایم این ایز ہیں اور وہ مسلم ایگ (ق) کے ہیں اور گورنمنٹ پارٹی کے ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ فنڈز ان کو ملے ہوں مجھے انہوں نے کوئی فنڈ دیا ہے اور نہ ہی missing facilities میں کوئی ایسا کام ہوا ہے۔ البتہ میرے گھر کا سکول جو ہے اس کی بلڈنگ بھی گری ہوئی ہے وہ بھی آج تک نہیں بنی بلکہ میرے پاس سکولوں کی لست بھی موجود ہے اور میرے گھر کو جو سڑک جاتی ہے اس کی بھی آج تک تعمیر ہوئی اور نہ ہی مجھے آج تک کوئی ترقیاتی فنڈز ملے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے ذکر کیا تھا کہ آپ کی constituency میں ان ساڑھے چار سالوں میں فنڈز میا کئے گئے ہیں۔ خواہ وہ ایم این ایز کی وساطت سے میا کئے گئے ہیں انہوں نے تو جو پیسا وہاں پر خرچ ہوا تھا اس کا ذکر کیا تھا۔

میاں محمد اسلام (ایڈو وکیٹ): جناب والا! یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ انہوں نے آج تک ہم سے ترقیاتی سکیمیں لی ہیں اور نہ ہی کوئی فنڈ دیئے ہیں اگر فنڈز ملے ہیں تو میرے بجائے حکومتی پارٹی کے ایم این ایز نے خرچ کئے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ معزز رکن نے تحریک التوابے کا رکے ذریعے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

ٹی ایم اے بہاولپور کے ٹھیکیدار کا عملہ کی ملی بھگت سے کسانوں سے زبردستی غیر قانونی فیس و صول کرنا

(۔۔۔ جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! معزز رکن نے جس مسئلہ کی نشاندہی کی ہے اس کا جواب ٹی ایم اے بہاولپور سے لیا گیا ہے اور ان کے جواب کے مطابق ٹی ایم اے بہاولپور نے گورنمنٹ آف

پنجاب کی منظوری حاصل کرنے کے بعد گزٹ نوٹیفیکیشن نمبر 505 مورخ 06-06-2007 بذریعہ آرڈر تحصیل ناظم 06-06-2007 شرائط کے مطابق جو معاملہ کیا گیا تمام واجبات جو ٹھیکیدار سے ٹی ایم اے نے وصول کرنے تھے کر لئے ہیں۔ معاملہ میں ٹھیکیدار کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ زرعی مقاصد اور گھریلو سامان کے لئے ٹریکٹر اور ٹرالی سے فیس لینے کا مجاز نہ ہو گا۔ لہذا ٹھیکیدار کسی زرعی مقاصد یا گھریلو سامان والے ٹریکٹر ٹرالیوں سے فیس وصول نہیں کر رہا لیکن اس کے علاوہ اس میں ٹی ایم اے کی طرف سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک وجہ اور بھی ہے کہ کچھ لوگ جو کہ اس اڈہ کے مقابلے میں ایک اور غیر قانونی اڑا قائم کرنا چاہتے تھے ان کے آپس میں جھگڑے کے باعث کوئی confusion ہوا ہے۔ بہر حال میں معزز رکن کو اس بات کا لیقین دلانا چاہتا ہوں کہ ٹی ایم اے نے ٹھیکیدار کے ساتھ جو معاملہ کیا ہے اور جو اس معاملے کی رو سے exemptions کو تینی بنایا جائے گا اور جو exemptions ہیں ان پر وہ لیکن وصول نہیں کرے گا۔ اس کے باوجود اگر وہ وصول کرے گا تو گورنمنٹ کے نوٹس میں یہ بات لائی جائے گی یہ بات متعلقہ ٹی ایم اے کے نوٹس میں لائی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ قواعد و ضوابط کے مطابق ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی۔

جناب پلیکر: شنگر پا

ملک محمد اقبال چڑھا جناب والا! معاهدہ انہوں نے خود پڑھا ہے اور معاهدہ یہ تھا کہ زرعی مقاصد کے لئے ٹریکٹر ٹرالیوں پر ٹھیکیدار ٹیکس وصول نہیں کرے گا لیکن ٹھیکیدار نے پورا سال زبردستی گن پوانٹ پر یہ ٹیکس وصول کیا ہے۔ اس بارے میں کاشتکاروں نے ٹی ایم او کو بھی کئی درخواستیں دیں اور سیکر ٹری لوکل گورنمنٹ کو بھی ایک درخواست دی ہے۔ سیکر ٹری صاحب نے خود کہا ہے کہ یہ تو "ڈیکیتی" ہے اور اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی لیکن ابھی تک اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اب جون کا آخری ہفتہ ہے ایک سال سے ٹھیکیدار گن پوانٹ پر یہ رقم وصول کر رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر آرڈر پلیز۔

ملک محمد اقبال چڑھنے والی حکومت جنوب کی ہے کیا حکومت پنجاب اس سے recovery کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ کیا حکومت جنوب کی ہے اور جگہ ملک وصول کیا ہے اس کے خلاف پرچہ دینے کو تیار ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ تو میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ غیر قانونی ٹیکس کی وصولی اگر ثابت ہو گئی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: وہ فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ قانون کے مطابق کارروائی ہو گی۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا! یہ ثابت ہے کہ ---

جناب سپیکر: وہ یہ دیکھ لیں گے۔ اس کی انکواڑی ہو گی۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا! اب تو جوں بھی ختم ہونے والا ہے 30 جون کو جگہ ٹیکس وصول کرتے ہوئے اس کو ایک سال ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: چنڑ صاحب! انکواڑی تو پہلے سال کی بھی ہو سکتی ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا! یہ مجھے ایوان میں یقین دہانی کروادیں کہ یہ اس مسئلے پر ایک کمیٹی بن دیں گے اور انکواڑی کریں گے اگر ثابت ہو گیا کہ زرعی مقاصد کے لئے استعمال ہونے والی ٹریکٹر ٹرالیوں سے ٹیکس وصول کیا ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف فرماتے ہیں کہ اس کی انکواڑی کروائیں گے اگر وہ لوگ اس میں guilty قرار پائے گئے تو انہیں قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا! اس کی انکواڑی رپورٹ کب تک ایوان میں آجائے گی؟

جناب سپیکر: کوئی roughly اندازہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گورنمنٹ ٹی ایم او کو direction جاری کرے گی کہ وہ اس معاملے کو جلد از جلد نمائیں اور اس انکواڑی کی جو بھی رپورٹ ہو وہ ہمیں بتاویں۔ جب بھی ہمارے نوٹس میں لائیں گے میں معزز کرنے کو بھی بتاویں گا اور میں ان کو یہ ہدایت بھی جاری کرتا ہوں کہ جلد از جلد اس پر انکواڑی کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محرك چونکہ مزید اس کو پر لیں نہیں کرنا چاہتے اس لئے motion disposed of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کارثخ علاوہ الدین صاحب کی طرف سے ہے۔ ان کی طرف سے یہ message ملا ہے کہ اس تحریک کو pending کر دیا جائے لہذا یہ تحریک کل تک

کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس سے اگلی تحریک بھی شخ غلام الدین صاحب کی طرف سے ہے یہ تحریک بھی کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ Next motion چودھری زاہد پرویز صاحب اور لالہ شکیل الرحمن (ایڈوکیٹ) کی طرف سے ہے یہ move ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ یہ منسٹر ایجوکیشن کے متعلق تھی اور محکم بھی تشریف فرما نہیں ہیں لہذا یہ motion کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ Next ہے شخ اعجاز احمد یہ Minister for Industries سے متعلق ہے لیکن شخ صاحب تشریف فرما نہیں ہیں ان کی طرف سے یہ پیغام ملا ہے کہ pending کر لیں لہذا یہ motion کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ Next بھی شخ اعجاز احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ motion بھی کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ Next ہے جناب سید احسان اللہ وقار صاحب! جی، شاہ صاحب!

حافظ آباد کے گاؤں ٹھٹھپناہ میں ٹریکٹر ڈرائیور
کی غفلت سے سکول کے 9 بچوں کی ہلاکت

سید احسان اللہ وقار صاحب: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی متوڑی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کے تمام اخبارات کے مطابق حافظ آباد کے نواحی گاؤں ٹھٹھپناہ میں تیز رفتار ٹریکٹر ٹرالی سکول کی دیوار توڑ کر سکول میں جا گھسی جس کے نتیجے میں سکول کے زیر تعلیم نوچے جان بحق اور 17 بچے زخمی ہو گئے۔ یہ حادثہ سراسر ڈرائیور کی لاپرواہی کے نتیجہ میں ظمور پذیر ہوا۔ ٹریکٹر ٹرالی چلانے والے اکثر ڈرائیور زنو عمر ہوتے ہیں اور ان کا ڈرائیونگ کا کوئی تجربہ نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کے پاس لائسنس ہوتے ہیں اور ٹریکٹر پولیس اس طرح کی صورتحال کو کشفول کرنے کے لئے کوئی اقدامات نہیں کر رہی۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم تشریف فرما نہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے ایجوکیشن!
پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ حادثہ سکول سے باہر main road پر ہوا ہے اس لئے یہ محکمہ تعلیم سے متعلق نہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن نے جس تحریک اتنا تے کار کے ذریعے جس امر کی نشاندہی کی ہے۔ یہ بالکل درست ہے یہ واقعہ ہوا۔ اس کا مقدمہ نمبر 75/2007 مورخہ 2007-04-05 کو تھا نے کی تاریخ درج رجسٹر ہوا اس میں ملزم کو گرفتار کیا گیا۔ ملزم کو گرفتار کرنے کے بعد اس کو جو ڈیش ریمانڈ پر جیل بھیجا گیا۔ پھر اس کے خلاف چالان مکمل کیا گیا اور اب چالان عدالت میں زیر سماعت ہے۔ یہ تو اس ایک specific واقعہ کے متعلق میں عرض کر رہا تھا لیکن اس کے علاوہ معزز رکن نے اجتماعی طور پر جس مسئلہ کی طرف نشاندہی کی ہے یہ بالکل درست ہے کہ rural areas میں ٹریکٹر کے ڈرائیوروں کے پاس عام طور پر لا سنس نہیں ہوتے۔ چونکہ وہ بنیادی طور پر کھیتوں میں کام کرتے ہیں سڑکوں پر بہت کم آتے ہیں لیکن اگر سڑکوں پر آئیں تو مقامی پولیس ان کے خلاف و فتاویٰ کارروائی کرتی رہتی ہے چونکہ یہ معاملہ ایک مخصوص ضلع سے متعلق ہے۔ اس وقت تک اس میں ہم نے یہ کارروائی کی ہے۔ میں وقوع کے بعد صرف تین میںوں کی بات کرتا ہوں۔ وقوع کے بعد ایک میئنے میں ہم نے 155 چالان کئے، دوسرا میئنے 65 چالان کئے اور تیسرا میئنے میں 255 چالان کئے اور حکومت و فتاویٰ اس قسم کے ٹریکٹر روپ کو regulate کرنے کے لئے campaign کرتی رہتی ہے اور اس campaign کے تحت ان لوگوں کے خلاف کارروائی ہوتی رہتی ہے لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کا مکمل طور پر خاتمه نہیں ہو سکا۔ محرک کی تشویش بالکل درست ہے کہ اس پر سختی سے عملدرآمد ہونا چاہئے۔ نہ صرف اس ضلع کی مقامی پولیس بلکہ پورے پنجاب کی ٹریکٹر پولیس کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ وہ ٹریکٹر ٹرائیز یا گلکٹر ٹرانسپورٹ کے جن ڈرائیوروں کے پاس ڈرائیونگ لا سنس نہیں ہے ان کے خلاف سخت کارروائی ہونی چاہئے تاکہ اس قسم کے حادثات سے بچا جاسکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری اس یقین دہانی کے بعد محرک اپنی اس تحریک کو مزید press نہیں فرمائیں گے کیونکہ انہوں نے جس مسئلہ کی نشاندہی کی اس پر بھی گورنمنٹ نے ایکشن لیا اور اس کے علاوہ ہم نے جو چالانی جس کے تحت جو چالان ہوئے وہ بھی میں نے گزارش کی اور آئندہ کے لئے بھی میں اسیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایکشن لیں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ٹھیک ہے۔

سید احسان اللہ وقار ص: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سنگل ایکسل ٹرالیز ہوتی ہیں جبکہ پوری دنیا میں ڈبل ایکسل ٹرالیز چلائی جاتی ہیں ان سنگل ایکسل ٹرالیز کی وجہ سے بھی ہوتے ہیں اور اس معرز ایوان نے یہ قرارداد پاس کی تھی کہ آئندہ سے یہاں پر ڈبل ایکسل ٹرالیز چلائی چاہیئے۔ میں وزیر قانون سے درخواست کروں گا کہ اس بارے میں بھی عمل درآمد کیا جائے اور اس کا بھی اہتمام کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محکمہ مزید اس کو press نہیں کرنا چاہ رہے لہذا motion disposed of ہوتی۔ Next ہے سید احسان اللہ وقار ص 228۔

کاشتکاروں کو نوٹس دیئے بغیر شوگر ملوں کا کرشنگ بند کرنا

سید احسان اللہ وقار ص: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی متوڑی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخ 10 اپریل 2007 کی خبر کے مطابق چونیاں اور تصور میں واقع تمام شوگر ملوں نے کاشتکاروں کو کئی نوٹس دیئے بغیر گنے کی کرشنگ بند کر دی ہے۔ پنجاب شوگر کین ایکٹ کے مطابق تمام شوگر ملیں اس بات کی پابند ہیں کہ وہ اپنا کرشنگ سیزن بند کرنے سے پہلے کاشتکاروں کو 15 دنوں کا نوٹس دیں گی لیکن ضلع تصور میں واقع تمام شوگر ملوں نے باہمی فیصلہ کر کے بغیر کسی نوٹس کے کین کرشنگ بند کر دی ہے جس سے بہت سے کاشتکاروں کا گناہ پائی ہونے کا خدشہ ہے۔ شوگر مل مالکان کے مافیا کی طرف سے من مانے طریقہ سے شوگر کے ریٹ بڑھادیئے جاتے ہیں اور اس سال انہوں نے کین کرشنگ بھی بروقت شروع نہیں کی اور ایک ماہ تقریباً تا خیر سے شروع کی اور جبکہ بغیر نوٹس سے کرشنگ ختم کر کے گئے کے کاشتکاروں کو شدید معافی نقصان پہنچایا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! مجھے کی طرف سے جواب آگیا ہے۔ میں شوگر فیکٹریز ایکٹ پڑھ دیتا ہوں۔ شوگر فیکٹریز ایکٹ کی دفعہ H2 کے مطابق کرشنگ سیزن ہر سال یکم اکتوبر سے شروع ہو کر 30 جون تک ختم ہوتا ہے جبکہ شوگر فیکٹریز ایکٹ کی دفعہ 8 کے مطابق شوگر فیکٹریز کرشنگ سیزن

شروع کرنے سے ایک ماہ قبل نوٹس جاری کرنے اور اس کے اجراء کی تشریف بھی 30۔ نومبر تک ہر حال میں کرشنگ سیزن شروع کرنے کی پابندی ہے۔ پنجاب میں تمام ملزمانے کرشنگ کے قواعد کے مطابق مقررہ میعاد میں شروع کی۔ چونیاں اور قصور میں واقع 3 شوگر ملز برادر شوگر ملز، مکہ شوگر ملز اور پتوکی شوگر ملز نے کرشنگ شروع اور بند کرنے کے نوٹس جاری کئے جن کی نقول برائے ملاحظ لف ہیں۔ مزید وضاحت کی جاتی ہے کہ کرشنگ سیزن کے آغاز اور کرشنگ سیزن کے دوران میں نے پنجاب کے تمام ڈی سی اوصاحاں سے مینگ کر کے گنے کی خرید کے عمل کی نگرانی، کاشتکاروں کو برقت معاوضے کی ادائیگی اور ناجائز کٹوتی کے سد باب کی ہدایت صادر کی۔ جماں تک چینی کی قیمت مقرر کرنے یا اس کی تقسیم کا تعلق ہے یہ ضلعی حکومت کے دائرة اختیار میں ہے جو price control act کے تحت ناجائز قیمت فروخت پر کارروائی کرتی ہیں۔ مزید برآں حکومت پنجاب گنے کے کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے ہر وقت کوشش رہتی ہے اور اس بابت کین کمشر پنجاب کے آفس میں کاشتکاروں کی شکایات کی وصولی اور مسائل کے حل کے لئے help line قائم کی گئی۔ جو تمام کرشنگ سیزن کے دوران صحیح آٹھ بجے سے رات نوچے تک کھلی رہی ہے۔

جناب سپیکر! مجھے سے جو جواب وصول ہوا ہے وہ میں نے پڑھ دیا ہے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ میں نے جواب میں گزارش کی ہے کہ کرشنگ سیزن شروع کرنے کے ایکٹ کے مطابق ملیں پابند ہیں کہ اس کا نوٹس جاری کر کے اس کی تشریف کریں اور کرشنگ سیزن کے بند کرنے کے متعلق ایکٹ میں کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے لیکن پریلنس کے طور پر شوگر ملیں پندرہ دن پہلے نوٹس جاری کرتی ہیں ان کی کاپیاں بھی اس وقت میرے پاس موجود ہیں جو میں محرک کو دکھاتا ہوں۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ اس سال گنے کے ریٹ کے متعلق کامیاب ہے میرے پاس چارٹ موجود ہے کہ پورے پنجاب میں گورنمنٹ کی سپورٹ پر اس۔ 60 روپے تھی اس سے کم ریٹ ادا کرنے کی کمیں بھی شکایت ملی ہے اور نہ ہی سیزن بند ہونے پر کاشتکاروں کی طرف سے کسی قسم کی شکایت موصول ہوئی ہے کہ گناہ بھی فیلڈ میں موجود ہے اور ملیں بند کردی گئی ہیں لہذا میں سمجھتا ہوں کہ محرک مطمئن ہوں گے اور تحریک کو پریس نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

سید احسان اللہ وقاراں: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کرشنگ سیزن کے آغاز کے موقع پر اور بند کرنے کے موقع پر وہ نوٹس کی کاپی بنا کر صرف دفتر میں بھیج دیتے ہیں اور عام افراد کو نہیں

دیتے۔ اس کا اہتمام کیا جائے کہ اخبارات اور ریڈیو پاکستان کے ذریعے آغاز اور اختتام کا اعلان ہوا کرے تاکہ کاشتکاروں کو بروقت اس کی اطلاع ہو جائے۔

جناب سپیکر: یہ بات ٹھیک ہے کہ سیزن شروع ہونے سے پہلے اور سیزن ختم ہونے پر اطلاع عام کر دیا کریں۔

وزیر خوارک: جناب سپیکر! اطلاع عام کی جاتی ہے۔ اس میں ہمارے کین کمشنر اس کو یقینی بناتے ہیں ویسے یہ تحریک کسی کاشتکار کی شکایت پر پیش نہیں کی گئی بلکہ یہ ایک اخباری خبر پر پیش کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محرك اس کو مزید پالیس نہیں کرنا چاہ رہے اس لئے اس تحریک کو disposed of کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ گوشوارہ بحث برائے سال 2007-08 کے مطالبات زر

پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ اب گوشوارہ سالانہ بحث برائے سال 2007-08 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔ سال 2007-08 کے سالانہ بحث پر مطالبات زر کی تعداد 41 ہے۔ مورخہ 19 جون 2007 کو ہونے والی بنس ایڈوانسزی کیمیٹی کی میٹنگ میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ 41 مطالبات زر میں سے چار مطالبات زر میں حسب ذیل ترتیب سے کٹوتی کی تحریک پیش کی جائیں گی۔ مطالبه نمبر PC-21016 خدمات صحت، مطالبه نمبر PC-21018 زراعت، مطالبه نمبر PC-21015 تعلیم اور مطالبه نمبر PC-21013 پولیس cut motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی کل مورخہ 22 جون 2007 کو دوپہر 11 بجے تک جاری رہے گی اور باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد اضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4) 144 کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے

ہیں۔ جی، وزیر خزانہ!

مطالبه زر نمبر 21016

وزیر خزانہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 8- ارب 85 کروڑ 35 لاکھ 81 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 2007-08 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے مساوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدد مددات "صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 8- ارب 85 کروڑ 35 لاکھ 81 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 2007-08 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے مساوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدد مددات "صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

DR. SYED WASEEM AKHTAR: I oppose it

SYED EHSAN ULLAH WAQAS: I oppose it

جناب سپیکر: مطالبه زر نمبر PC-21016 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے جناب قاسم خیاء، رانا شناہ اللہ خان، رانا آفتاب احمد خان، جناب ارشد محمود گو، جناب سمیع اللہ خان، سید ناظم حسین شاہ، شیخ ابیاز احمد، سید احسان اللہ وقار، راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈ وو کیٹ)، جناب عامر فدا پر اچہ، جناب اشتیاق احمد مرزا، جناب جمانزیب امیاز گل، راجہ ریاض احمد، ملک اصغر علی قیصر، سید حسن مر تقی، لالہ شکیل الرحمن (ایڈ وو کیٹ)، جناب ابیاز احمد سمال، جناب تنور اشرف کارئہ، ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب احسان الحق احسن نوازیا، محترمہ عظمی زاہد بخاری، محترمہ فرزانہ راجہ، محترمہ فائزہ احمد، جناب پرویز رفیق، ڈاکٹر اسد اشرف، جناب مجتبی شجاع الرحمن، رانا مشود احمد خان، جناب افضل سلطان ڈو گر، چودھری اصغر علی گجر، ڈاکٹر سید ویسیم اختر، راجہ محمد طارق کیانی، بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن، جناب محمد افضل مرزا (ایڈ وو کیٹ)،

ڈاکٹر نادیہ عزیز، جناب ریاض شاہد، ڈاکٹر اسد معظم، جناب فیض اللہ کموکا، جناب علی حسن رضا قاضی، چودھری زاہد پروین، میاں سعید حسن ڈار، چودھری محمد شبیر مر، میجر (رٹیارڈ) احسان الی چودھری، جناب طاہر اختر ملک، حاجی محمد اعجاز، جناب مشتاق احمد (ایڈوکیٹ)، سید مظفر حسین کاظمی، جناب محمد اشرف خان، ملک محمد اسحاق بچہ، ملک محمد ارشد جوہر رال، مخدوم سید مختار حسین شاہ، پیر مشتاق احمد شاہ، میاں سیف اللہ اویسی، راؤ اعجاز علی خان، جناب محمد یار مونکا، جناب شاہد انجم، میاں محمد اسلام (ایڈوکیٹ)، انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، جناب جاوید حسن گجر، شیخ عزیز اسلام، محترمہ نشاط افزاء، محترمہ صغیرہ اسلام، محترمہ طلعت یعقوب، محترمہ شمینہ نوید (ایڈوکیٹ)، محترمہ نور النساء ملک، محترمہ بھجنی سلیم، محترمہ صیحہ بیگم، محترمہ صائمہ بخاری، محترمہ عذر اباو، جناب نوید عامر، راجہ محمد علی، راجہ ارشد محمود، چودھری محمد ایاز، ملک ابراہم، شیخ تنویر احمد، جناب محمد نواز ملک، جناب عمران اشرف، جناب بلال یاسین، جناب محمد آجام شریف، مراثیان احمد، چودھری عبدالغفور خان، جناب محمد افضل کوکھر، چودھری سجاد حیدر گجر، میاں یاور زمان، بابو نفیس احمد انصاری، ڈاکٹر نذیر احمد ممٹھوڑو گر، مرا اعجاز احمد اچلانہ، ملک محمد اقبال چنڑ، چودھری محمد شفیق انور، محترمہ پروین مسعود بھٹی، محترمہ انشاں فاروق، محترمہ خالدہ منصور، محترمہ نگست پروین میر، محترمہ شمناز سلیم، جناب کارمان مائیکل، جناب محمد وقار، چودھری محمد شوکت، محترمہ طاہرہ منیر، محترمہ زیب النساء قریشی! ڈاکٹر سید و سیم اختر صاحب کٹوئی کی تحریک پیش کریں گے۔

ڈاکٹر سید و سیم اختر: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"8۔ ارب 85 کروڑ 35 لاکھ 81 ہزار روپے کی کل رقم بدلہ مطالبه نمبر

PC-21016 خدمات صحت کم کر کے ایک روپیہ کرداری جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"8۔ ارب 85 کروڑ 35 لاکھ 81 ہزار روپے کی کل رقم بدلہ مطالبة نمبر

PC-21016 خدمات صحت کم کر کے ایک روپیہ کرداری جائے۔"

MINISTER FOR HEALTH: Sir I oppose it.

جناب سپیکر: وزیر صحت اس کو oppose کرتے ہیں۔ جی، ڈاکٹر سید و سیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید و سیم اختر: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ چیف منسٹر صاحب کا صحت اور ایجوکیشن پر بھی بہت سارا stress ہے تو اس سلسلے میں کچھ اچھے اقدامات ہیں مثلاً ایم بر جنسی میدیکل

سر و سر زیچنگ انٹیشیوشن کے اندر میا کی گئی ہیں۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب پسیکر! آپ نے نام نہیں بولے۔

جناب پسیکر: رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ یہ کافی نام ہیں چہ جائیکہ دوبارہ پھر ان کو دہرا یا جائے۔

جو اس کٹ موشن پر معزز اکین اسمبلی بات کرنا چاہ رہے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوادیں تاکہ ان کے نام ہی میں بولوں۔ میرا مقصد ہے کہ جو بھی بات کرنا چاہتا ہے مجھے پتا ہو۔ ویسے تو یہ سارے نام مجھے دہرانے پڑیں گے۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب پسیکر! یہ بجٹ میں ریکارڈ کا حصہ ہوتا ہے تو ہمارے دوستوں کے نام

آجائیں گے تو یہ ریکارڈ کا ایک حصہ بن جائیں گے۔

جناب پسیکر: نام تو آگئے ہیں۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب پسیکر! یہ پڑھ لئے جائیں اور جو اگلا مطالبہ زرآئے تو اس میں بھی پڑھ لئے جائیں۔ بات تو ایک یادو نے ہی کرنی ہے۔

جناب پسیکر: گبو صاحب! یہ تو کوئی ریکارڈ میں آنے والی بات نہیں ہے کہ پسیکر نے نام بولے اور کسی نے بات نہیں کی، یہ تو کوئی اچھا ریکارڈ نہیں ہو گا لیکن جو بات کرنا چاہ رہے ہیں وہ اپنے نام

بھجوادیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جی، آپ کی بات درست ہے۔

جناب پسیکر: تو پھر مجھے چٹ بھجوادیں۔ جی، ڈاکٹر سید و سیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید و سیم اختر: جناب پسیکر! بہت سارے اخراجات صحت پر کرنے کے باوجود ہمارے صوبہ پنجاب میں صحت کا شعبہ مختلف ڈیپارٹمنٹ کی نسبت گھبیر مسائل کا شکار ہے۔

جناب پسیکر: آرڈر پلیز۔ خاموشی اختیار کریں اور سنیں کہ ڈاکٹر صاحب کیا کہہ رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید و سیم اختر: جناب پسیکر! اس سے اہم ترین مسئلہ جو اس وقت ملکہ صحت کے اندر موجود ہے جس کو پانچ سال سے مختلف طریقوں سے اسمبلی کے اندر اٹھایا جاتا رہا ہے وہ ڈاکٹر ز کی regularization کا مسئلہ ہے۔ اس کے بہت سارے نقصانات ہیں، پہلا نقصان اس کا یہ ہوتا ہے جو ڈاکٹر ز کنٹریکٹ پر ہیں وہ مسلسل ایک بے یقینی کی کیفیت سے دوچار رہتے ہیں اور ان کے کنٹریکٹ میں یہ بات لکھی ہوئی ہوتی ہے کہ ہیڈ آف انٹیشیوشن کوئی وجہ بتائے بغیر اسے یک جنبش

قلم نوکری سے نکال سکتا ہے۔ یہ جو نوکری سے برخاستگی کی تلوار اس کے سر پر مسلسل لٹکتی رہتی ہے جس وجہ سے وہ بہتر طریقے سے اپنی ڈیوٹی perform نہیں کر سکتا اور ہر وقت اس تلاش میں رہتا ہے کہ کوئی بہتر جگہ اسے میسر آجائے تو وہ وہاں چلا جائے۔ جب آدمی بہتر جگہ تلاش کرتا رہتا ہے تو موقع بھی ملتے رہتے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کروں گا کہ امریکہ اور انگلینڈ میں صحت کے سڑک پر میں بہت زیادہ contribution Sub Continent کے ڈاکٹرز کی ہے۔ یہاں پر جو ایجنسی ڈاکٹرز ہیں اگر وہ وہاں apply کرتے ہیں تو بڑی آسانی کے ساتھ انہیں دیزے مل جاتے ہیں اور وہ وہاں جا کر اپنی صلاحیتیں ان کی خدمات کے لئے صرف کرتے ہیں۔ یہاں پر ایک بے یقینی کی جو تلوار لٹکتی رہتی ہے اس کے نتیجے میں اگر انہیں باہر موقع ملتے ہیں تو وہاں چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح Gulf کے اندر بہت سارے موقع ملتے ہیں اور ڈاکٹرز وہاں چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے جو سپیشلائزڈ پبلک back up کا ہے اس میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ میں ایک مثال یہاں پیش کروں گا کہ بہاولپور میں ہمارے ایک دوست بھائی ڈاکٹر ہیں انہوں نے گیسٹرو انٹرولوچی اور میڈیسین میں بھی سپیشلائزڈ کی ہے تو یہاں پر کنٹریکٹ سسٹم کی وجہ سے وہ بڑی بے یقینی کی کیفیت کا مشکار تھے تو ان کو سعودی عرب کے ایک ہسپتال سے بہت ہی بہتر offer ہوئی جس کی تجوہ دو تین لاکھ روپے تھی، وہ اس کو شش میں ختم کر چلے جائیں، اس دوران ان کا میرے ساتھ تعارف ہوا اور ان سے بات ہوئی تو ان کو میں نے convince کیا کہ یہاں پر کوئی بہتر حالات بن جائیں گے تو آپ میری بانی کریں نہ جائیں، بڑی مشکل کے ساتھ انہیں detain کیا اور اب اس وقت وہ میڈیکل کالج بہاولپور میں گیسٹرو انٹرولوچی کی یونیورسٹی سے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ میں نے ایک چھوٹی سی مثال آپ کے سامنے پیش کی ہے کہ کس طرح ڈاکٹرز باہر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے ملک میں بہت سارے پرائیویٹ میڈیکل کالج بھی کھل گئے ہیں۔ جب سرکاری شعبے میں بھی contractual system ہے اور ان کی سروں کو ریگولر نہیں کیا جاتا تو پرائیویٹ میڈیکل کالج والے بہتر معاملات اور تجوہیں دیتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ محلہ صحت میں سے پروفیسرز کی ایک تعداد ایسی ہے جو ریگولر ہیں لیکن وہ وہاں سے ایک لمبی چھٹی پر لے کر کسی نہ کسی پرائیویٹ میڈیکل کے اندر سرو سز فراہم کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کنٹریکٹ پر ہمارے ڈاکٹرز میڈیکل کالج میں appoint کئے جاتے ہیں، اسی uncertainty کی وجہ سے نتیجہ یہ لکھتا ہے کہ وہ سرکاری ملازمت جو کنٹریکٹ پر ہوتی ہے، کو چھوڑ کر پرائیویٹ میڈیکل کالج میں

چلے جاتے ہیں کیونکہ سرکاری میدیا کالجوں میں ان کی تھواہ کم ہوتی ہے اور پرائیویٹ میدیا کل کالج ان کو زیادہ تھواہ دیتا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کروں گا کہ میں نے دو تین سیشن پلے سنہ اسٹبلی کی وہ قرارداد، وہ ایکٹ جوانوں نے 2003 میں پاس کیا اور صوبہ سنہ کے جتنے بھی ڈاکٹرز تھے ان کے کنٹریکٹ کو ریگولر میں تبدیل کر دیا اس لئے میں نے بھی اسٹبلی میں کما تھا، اس وقت ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب وزیر صحت تھے تو میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ آپ دیکھ لیں کہ سنہ اسٹبلی کے اندر بھی (ق) لیگ کی حکومت ہے تو وہاں پر پسلے ہی سال سنہ اسٹبلی نے ایکٹ پاس کر کے ڈاکٹرز کو ریگولر کر دیا۔ اسی طرح مجلس عمل کی حکومت جو صوبہ سرحد کے اندر ہے انوں نے بھی پسلے ہی سال تمام کنٹریکٹ ڈاکٹرز کو ریگولر کر دیا اور اسی طرح بلوچستان اسٹبلی نے بھی کیا یعنی بلوچستان کے اندر بھی اس وقت کوئی ڈاکٹر کنٹریکٹ پر بھرتی نہیں ہے۔ اس حوالے سے سارا یہ ظلم و ستم پنجاب کے اندر ہی ہے۔ یہاں بڑے دعوے کئے جاتے ہیں کہ ہم صحت پر بہت زیادہ اخراجات کر رہے ہیں اور صحت کا شعبہ ہماری priority ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید محترم وزیر اعلیٰ یہ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹرز کو ریگولر کر بھی دیا جائے، اسی حوالے سے انوں نے ایک تقریب میں ڈاکٹرز کو ریگولر کرنے کا باقاعدہ اعلان بھی کیا اور اس کے تیجے میں مجھے یاد ہے کہ ڈاکٹر سامیہ امجد نے وزیر اعلیٰ کے لئے باقاعدہ ایک قرارداد تحسین پیش کی کہ انوں نے کنٹریکٹ ڈاکٹرز کو ریگولر کرنے کے لئے باقاعدہ اعلان کیا ہے۔ یہاں پر قرارداد پیش ہوئی اور اس قرارداد تحسین کو ہم نے بھی اور گورنمنٹ نے بھی متفقہ طور پر پاس کیا کہ یہ ایک بڑا اچھا اقدام ہے جو وزیر اعلیٰ کی طرف سے اعلان کیا گیا اور ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ اس کے اوپر جلد عملدرآمد ہو گا لیکن گزارش یہ ہے کہ دو سال گزر گئے ہیں لیکن ان کا وہ اعلان شرمندہ تغیری نہیں ہو رہا۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اگر سرحد، سنہ اور بلوچستان کے اندر تمام ڈاکٹرز کو ریگولر کر دیا گیا ہے تو پنجاب کے اندر کیا مصیبت ہے کہ ان کنٹریکٹ ڈاکٹرز کو ریگولر کیوں نہیں کیا جاتا؟ اس حوالے سے جتنی بھی ڈاکٹرز کی تنظیمیں چاہے وہ سرکاری ہیں یا غیر سرکاری، مسلسل ان کی طرف سے مطالبات بھی آتے رہتے ہیں اور مختلف events کی ہڑتالیں بھی کرتے ہیں لیکن یہ تمام احتجاج کیسی ریکارڈ پر نہیں آرہے۔ یہاں پنجاب اسٹبلی میں قرارداد کے بعد بھی وفات فتا جب بھی حکم صحت کے حوالے سے سوالات کا دن ہوتا ہے یا صحت پر عام بحث رکھی جاتی ہے تو اس موقع پر بھی یہی مطالباہ کیا گیا ہے کہ یہاں ہمارے کنٹریکٹ ڈاکٹرز کو ریگولر کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کیونکہ آج مطالبات زر پر کٹوئی کی تحریک

پیش ہو رہی ہیں اور وزیر صحت محترم چودھری اقبال صاحب جو بڑے اہل اور attentive میں ان سے یہ توقع کروں گا کہ یہ آج یہاں تاریخی اعلان کر دیں کہ آج کی تاریخ سے ہم تمام ڈاکٹرز کو ریگولر کر رہے ہیں تو میں اس حوالے سے ان کو بڑی تحسین پیش کروں گا اور میں انشاء اللہ تعالیٰ تمام ڈاکٹرز کی طرف سے چودھری اقبال صاحب کو اگلے اجلاس میں گولڈ میڈل پہناؤں گا لیکن وہ ان ڈاکٹرز پر مر بانی فرمائیں۔ اس سلسلے میں، میں یہ عرض کروں گا کہ یہ پنجاب کے اندر بھی جو mushroom پرائیویٹ میڈیکل کالجز کی growth ہے اور میڈیکل کالجز کھل رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ملکہ صحت پنجاب بھی ان کی proper monitoring نہیں کر رہا۔ مرکز کی میں بات نہیں کر رہا حالانکہ ان کی بھی اس سلسلے میں ذمہ داری نہیں ہے۔ میڈیکل کالجز کا ایک بزرگ بن گیا ہے اور لاکھوں روپے کی فیسیں پرائیویٹ میڈیکل کالجز وصول کرتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ اب یہ کیفیت ہے کہ چنانا میں ہمارے بہت سارے طالب علم میڈیکل اور انیسٹیوٹ کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ چنانا کے اندر میڈیکل اور MBBS کی تعلیم ہمارے پاکستان کے اندر جو پرائیویٹ میڈیکل کالجز کھل رہے ہیں کے مقابلے میں سستی ہے۔ یہاں فیسیں اس حوالے سے بہت زیادہ ہیں۔ اس چیز کو بھی میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو چیک کرنے کی ضرورت ہے اور یہ کیونکہ نوٹ کمانے کی گنگا ہے۔ اس کے تینجے میں میڈیکل فیکٹری کے بعض ریگولر لوگ بھی میڈیکل کالجز کھوں رہے ہیں۔ کوئی برادرست اور کوئی پیچھے بیٹھ کر میڈیکل کالجز کو چلا رہے ہیں۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دوں گا کہ فیصل آباد میں ایک پروفیسر ہیں جن کا نام ریاض حسین ڈب ہے اور ان کی ریٹائرمنٹ میں بھی تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے۔ (قطعہ کلامیاں)

جناب سپیکر: معزز ارکین سے گزارش ہے کہ براد مر بانی خاموشی اختیار کریں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ڈاکٹر صاحب کیا کہہ رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید و سیم اختر: جناب سپیکر! یہ پروفیسر صاحب فیصل آباد میں ایک پرائیویٹ میڈیکل کالج چالا رہے ہیں اور اب باقاعدہ فیصل آباد کے میڈیکل کالج میں وہ پرنسپل گنتا چاہتے ہیں اور اس حوالے سے وہ بڑا پریشر ڈال رہے ہیں۔ وہ ایک ٹاپ سینٹر بیور و کریٹ کے قریبی عزیز بھی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو پرائیویٹ میڈیکل کالج ہیں اس بارے میں بھی کوئی رول زائیڈر گولی شہزادے بنائے جائیں۔ ان کی مانیسٹر نگ کی جائے، ان کی فیس کو دیکھا جائے کہ وہ لاکھوں روپے جو اس طرح غریب لوگوں سے بٹورنے کی بات کرتے ہیں اس پر کوئی چیک ہو اور کوئی باقاعدہ ستم اس حوالے سے

بنانے کی کوشش کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بھی عرض کروں گا کہ حکومت پنجاب کا جو محکمہ صحت ہے وہ پچھلے چار سال کے دوران Para medics کی تعداد کو بڑھانے میں ناکام رہا ہے۔ اب بھی کیفیت یہ ہے کہ میں بہاولپور کی بات کرتا ہوں کہ قائد اعظم میڈیکل کالج کے اندر ہر پانچ چھ مینے کے بعد اشتخار دیا جاتا ہے، پر نسل کی طرف سے نرسز کے لئے اشتخار آتا ہے لیکن صورتحال یہ ہوتی ہے کہ ہر دفعہ جتنی اسامیاں required ہوتی ہیں، جتنی اسامیاں create کر کے یا جتنی اسامیوں کا اشتخار دیا جاتا ہے اس سے کم لوگ apply کرتے ہیں، کم نرسز apply کرتی ہیں اور اس کے نتیجے میں پھر بھی بہت ساری اسامیاں غالی رہ جاتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں یہ ہوتا ہے کہ جو کوئی غریب ہسپتال میں داخل ہوتا ہے یا آؤٹ ڈور میں یا ایک جنسی میں treatment کے لئے آتا ہے تو اس کی proper look after نہیں ہو سکتی کیونکہ ڈاکٹر نے اپنا کام کرنا ہے، ڈسپنسر نے اپنا کام کرنا ہے اور نرس نے اپنا کام کرنا ہے۔ جب یہ تینوں collaborate کرتے ہیں تو پھر ایک بہتر سروس غریب عوام کو دی جاسکتی ہے۔ ان تینوں میں سے کوئی ایک miss ہوتا ہے تو اس کے نتیجے میں جو بہتر سروسز ہیں وہ ان کو provide نہیں کی جاسکتیں اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ حکومت کو اس طرف بھی خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ایک عرصہ ہو گیا ہے کہ بنی کینٹلیگری کے حوالے سے انہوں نے پابندی لگائی ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ میں باقی پنجاب کی کیفیت اور پورے ملک کی یہ کیفیت ہے کہ جس کے پاس بنی کینٹلیگری ہے وہ یہ کرتا ہے کہ اپنے سرٹیفیکیٹ کو چھ میڈیکل سٹورز کو دے دیتا ہے۔ وہ اپنے سٹورز پر فریم کروا کر اس کو چسپاں کر دیتے ہیں کہ جناب یہ trained person اس میڈیکل سٹور پر کام کرتا ہے۔ وہ چھ میڈیکل سٹورز سے ماہوار پانچ پانچ ہزار روپیہ وصول کرتا ہے اور وہ خود تو وہاں پر موجود نہیں ہوتا اور وہ کسی بھی سٹور پر موجود نہیں ہوتا۔ وہ موجود کرتا ہے اور وہاں پر بالکل untrained لوگ اور بعض اوقات ان پڑھ لوگ میڈیکل سٹور کو چلا رہے ہوتے ہیں اور جب کوئی چھاپر پڑتا ہے تو ڈرگ اسپکٹر منتقلی لے کر گھر آ جاتا ہے اور سرٹیفیکیٹ وہیں پر چسپاں ہی رہتا ہے۔

جناب سپیکر! میں خود کو practicing ڈاکٹر ہوں۔ میں نے بارہا اس کو نوٹ کیا ہے کہ میں نے کوئی دوائی لکھی ہے اور دوائی میں نے سر درد کی لکھی ہے تو وہاں پر جوبندہ بیٹھا ہے چونکہ اس کو پوری معلومات نہیں ہیں اور وہ پڑھ نہیں سکتا اس کے نتیجے میں وہ مریض جو میر انہیں لے کر گیا ہے اس نے مریض سے پوچھا ہے کہ تمہیں کیا تکلیف ہے۔ وہ جو دوائی لکھی ہوئی ہے اس کے پاس

موجود نہیں ہے، وہ اس کو پڑھ بھی نہیں سکا اس سے پوچھ کر اور اپنی سمجھ کے مطابق اس نے اس میں تبدیلی کر کے کوئی اور دوائی دے دی ہے۔ اگر کوئی مریض آسکر پورٹ کرتا ہے تو پھر ہی وہ چیک ہوتا ہے کہ یہ کیا سلسلہ ہے۔ میں یہ التماس کروں گا کہ اس حوالے سے کوئی مناسب منصوبہ بندی جو سال ہے چار سال میں نہ ہوئی ہے اس حوالے سے کچھ نہ کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ میدیکل سٹورز جو ہیں ان کی جو ڈرگ انپکٹر زکی پوری چین ہوتی ہے اس کا کام چیک کرنا ہوتا ہے کہ میدیکل سٹورز پر جو ادویات ہیں وہ proper temperature پر ہوں گے یہیں کہ نہیں۔ بیشتر ادویات جو بازار میں موجود ہیں، چونکہ میں ایک ڈاکٹر ہوں وہ اس کے leaflet پر، اس کی ڈبی پر لکھا ہوتا ہے کہ ان کی پانچ سینٹی گریڈ کے درمیان ٹھپر پیچر میں storage ہونی چاہئے یا 15 یا 20 سینٹی گریڈ تک اس کی regulate کرنے کا کوئی سمسم نہیں ہوتا اور صح کے وقت جب سورج نکل رہا ہوتا ہے اور جب سورج غروب ہو رہا ہوتا ہے۔ میں نے بارہا کئی میدیکل سٹورز میں دیکھا ہے کہ سورج کی جو شعاعیں ہیں بر اہ راست ان ریکس پر پڑھی ہوتی ہیں جہاں پر ادویات پڑی ہوتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں ان کا ٹھپر پیچر بت rise کرتا ہے اور نتیجتاً یہ ہوتا ہے کہ وہ ڈرگ کی potency بھی کم ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ سورج کی شعاعوں کی روشنی میں اس دوائی، اس سیرپ یا اس انجیکشن کے اندر کوئی تبدیلی بھی ہو جائے اور وہ ڈرگ بجائے فائدے کے نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اسی طرح انسولین ایک ایسی دوائی ہے جو باقاعدہ فریج میں سٹور ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ذرا مختصر کریں۔

ڈاکٹر سید و سیم اختر: جناب سپیکر! میں مختصر کر رہا ہوں۔ ہمارے ملک میں جو بھلی کی صورتحال ہے۔ بعض میدیکل سٹورز میں تو فریج نہیں ہوتی۔ جہاں فریج ہوتی ہے وہاں بھلی کا ہمارا نظام آپ دیکھتے ہیں کہ رات کے اگر چار پانچ چھٹے بھلی غائب رہے تو فریج کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور میدیکل سٹورز کے پاس اس حوالے سے کوئی سمسم موجود نہیں ہے، کوئی جزیئر ز موجود نہیں ہیں کہ وہ ٹھپر پیچر maintain کر سکیں۔ یہ چیزیں چودھری اقبال صاحب اور ملکہ صحت کو اس حوالے سے دیکھنی چاہیں اور ایک بہت بڑی مشکل جو ہے وہ غریب عوام کے لئے quackery ہے یعنی بہت سارے ان پڑھ لوگ کسی نہ کسی ڈاکٹر کے ساتھ کچھ عرصہ کام کرتے ہیں، کسی میدیکل سٹور پر کچھ

عمر صہ کام کرنے کے نتیجہ میں دبیمات کے اندر اپنے کلینک کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور وہاں پر مریضوں کو الٹی سیدھی دوائی دیتے رہتے ہیں۔ یہ ڈرگ انپکٹر صاحبان کے ریڈیز ان کے ریڈیز کر رہے ہیں، پکڑ رہے ہیں، جیلوں میں دے رہے ہیں، جرمانے ہو رہے ہیں یہ سارے قصے کہانیاں اخبارات کے اندر ہم پڑھتے ہیں لیکن میرے نوٹس میں براہ راست یہ بات ہے کہ ان ساری کارروائیوں کے باوجود کوئی ایک بھی quack اس کاروبار کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہے کیونکہ ہمارا سُمُّ اتنا faulty ہے اس کے نتیجے کے اندر پہلے مرحلہ میں ڈرگ انپکٹر صاحبان کی منتھلیاں اور مک مکا ہوتا ہے۔ وہ ایک دفعہ نکلتا ہے اور وہ تمام میڈیکل سٹورز کا سر کاری گاڑی پر راہنمکر کے منتھلی وصول کر کے آ جاتا ہے۔ جب اوپر سے کوئی پریشر آتا ہے اور پوچھ کچھ ہوتی ہے کچھ cosmetically ہو جاتی ہے اور میڈیکل سٹورز سیل بھی کئے جاتے ہیں لیکن کچھ عمر صہ کے بعد ان کی سیل بھی ہٹ جاتی ہے اور اسی طرح وہ اپنے کاروبار کو جاری رکھتے ہیں۔ اس حوالے سے سب سے اہم نکتہ میں یہ عرض کروں گا اور میں up wind کر رہا ہوں کہ ریسرچ کا ففداں ہے یعنی یہ جو بیماریاں ہیں، نئی نئی بیماریاں evolve ہو رہی ہیں۔ ہم antibiotics ادویات لوگوں کو دیتے ہیں لیکن جراثیم آہستہ آہستہ resistant ہو جاتے ہیں کوئی نئی strains آ جاتی ہیں لیکن اس حوالے سے جو ہمارا میڈیکل profession ہے اس میں ریسرچ کا کوئی سلسلہ موجود نہیں ہے اور وہی ادویات بار بار repeat کرتے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں ریسرچ پر بہت سارے اپیسا خرچ کیا جاتا ہے اس حوالے سے ضرورت اس بات کی ہے کہ ریسرچ کرنے کے لئے کوئی خاطر خواہ فنڈز فراہم کئے جائیں اور کوئی سلسلہ اس حوالے سے شروع کیا جائے۔

جناب پیکر! میں آخر میں یہ بات بھی عرض کروں گا کہ یہ جو بات شروع ہوئی ہے کہ تمام ادویات ہم ہسپتالوں میں مفت مہیا کر رہے ہیں۔ آؤٹ ڈور میں بھی، ان ڈور میں بھی یہ بہت اچھی بات ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ اگر کسی مریض کو افیکشن ہو جاتی ہے اور میں دو تین ایسے مریض جانتا ہوں۔ مثلاً بہاولپور ہسپتال میں ایک وارڈ میں ایک مریض ہے اس کو جیسٹ کے اندر افیکشن تھی۔ اس کے سینے میں پھیپھڑے میں پانی بھر گیا تھا۔ میں دو تین دفعہ اس کو visit کرنے لگیں۔ پروفیسر صاحب نے کہا کہ جناب گزارش یہ ہے کہ میں تو باہر سے دولائی نہیں لکھ سکتا۔ میں نے culture sensitivity کا score کروائی۔ اس نے اس کا culture sensitivity سرکاری score کروائی۔ اس کا available antibiotic ہسپتال میں اور جو اس وقت یہاں پر ہے اس کا آپا کہ وہ

resistant ہے۔ اس دوائی سے اس جراثیم کا علاج نہیں ہو سکتا ہے تو ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا کہ جناب یہ بھی سامنے ہے لیکن چونکہ مجھے اختیار نہیں ہے، میں نے توکری کرنی ہے، میں نے کسی سزا سے بچنا ہے لہذا میں باہر سے دوائی نہیں لکھوں گا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ایک جنسی مریض تھا، ہی دوائی جو ہسپتال میں موجود تھی دی جاتی رہی اور چار پانچ روز کے بعد وہ مر یعنی مر گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ذمہ داری پنجاب کے محکمہ صحت پر عائد ہوتی ہے۔ اس حوالے سے کوئی سمسم بنانا چاہئے اور اگر کوئی culture sensitivity کے نتیجے کے اندر ہسپتال کی دوائی کام نہیں کر رہی تو پروفیسر زکی، رجسٹر کی، ڈی ایم ایس کی، اے ایم ایس کی کوئی کمیٹی نہادی جائے اور یہ تین چار حضرات بیٹھ کر مریض کی رپورٹ دیکھ لیں اور اس کے بعد انہیں allow کیا جائے کہ باہر سے ادویات فراہم کی جائیں۔ غریب مریض کو ایک مشکل یہ ہے کہ اندر زکوٰۃ فندز سے ادویات دی جاتی ہیں لیکن سو شش ویلفیر والے ان سے کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ طلب کرتے ہیں۔

جناب والا آج بھی میں وفاقی وزیر محنت غلام سرور خان کا انٹرویو پڑھ رہا تھا، ان کا بیان کہ نادرانے کوئی کام نہیں کیا ہے اور ایکشن کمیشن کے figures بھی ہمارے سامنے ہیں کہ انہوں نے 2 کروڑ ووٹر نئی لسٹوں میں کم کر دیئے ہیں۔ اس کی وجہ ایکشن کمیشن نے یہ بیان کی ہے کہ لوگوں کے پاس کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ نہیں ہیں۔ اب یہ چیز اگر موجود نہیں ہے اور حکومت اسے provide نہیں کر سکی ہے تو اس کے نتیجے میں غریب مریض کا کیا قصور ہے؟ میں وزیر صحت چودھری اقبال صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اس نکتے کے بارے آپ بات کریں اور ہسپتالوں کو ہدایات کریں کہ اگر کوئی مریض آگیا ہے اور اس کے پاس کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ نہیں ہے اور پرانا شناختی کارڈ موجود ہے تو کم از کم اس حوالے سے اور باقی کاموں کو میں چھوڑتا ہوں کہ باقی معاملات کے اندر شناختی کارڈ کی ضرورت ہوتی ہے، وہ جاری رہے لیکن کم از کم ہسپتالوں کے اندر اگر کوئی غریب مریض آ جاتا ہے تو پرانے شناختی کارڈ پر بھی اس کو allow کیا جائے کہ وہ دوائی لے سکے۔

جناب سپیکر! سب سے آخری بات یہ ہے کہ پانچ سال ایک طالب علم میڈیکل کالج میں پڑھتا ہے اور پانچ سال کے بعد وہ پاس ہو جاتا ہے اور اسے ایم بی بی ایس کی ڈگری مل جاتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سرجی اور میڈیسن کے اندر میچلر اور وہ میچلر آف میڈیسن اینڈ میچلر آف

سر جری ہو گیا ہے۔ اب وہ پریمیشن کر سکتا ہے لیکن اس کا سارا نالج کتابی ہوتا ہے اور اسے ہاؤس جاب کی ضرورت ہے۔ ٹھیک ہے کہ اس کے اندر improvement ہوئی ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ اس فیصلے کو لاگو کرنے کی ضرورت ہے کہ ایم بی بی ایس کی ڈگری پانچ سال فائل پروفیشنل کرنے کے بعد نہ دی جائے اور کم از کم ایک سال ہاؤس جاب جس میں میدیسین، سر جری، ای این ٹی اور کوئی نہ کوئی اسے نالج ہو اور پریمیشنل ہسپتال کا نالج ہو تو پھر چھ سال بعد اس کو پرو ڈگری پروفیشنل سرٹیفیکٹ میدیکل کالج کی طرف سے جاری ہو۔ حکومت اس بات کا بندوبست کرے کہ صد فیصد ڈاکٹر جو میدیکل کالج سے نکل رہے ہیں، ان کو ہاؤس جاب provide کی جائے اور اسی طرح پرائیویٹ میدیکل کالج سے کھیپ فیلڈ کے اندر آرہی ہے انہیں بھی اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ صد فیصد گریجویٹ کو ہاؤس جاب provide کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنی بڑی رقم ملکہ صحت کو دی گئی ہے تو یہ بالکل ناجائز ہے اور یہ اس کام کے اندر اس طرح حق ادا نہیں کر رہے اس لئے اتنی رقم کو ختم کر کے صرف ایک روپیہ دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ بات توکلو تی کی تحریک پر کر رہے تھے لیکن آپ کی بات سے ایسا تاثر مل رہا تھا کہ جیسے آپ مزید فنڈ کی ڈیمانڈ کر رہے ہیں بلکہ آپ نے بات کرتے ہوئے ہیلٹھ ڈیپارٹمنٹ میں ایک ونگ کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اس کو مزید فنڈ دیئے جائیں کیونکہ یہ آپ کی کٹوڑی کی تحریک تھی اور میں نے یہ اس لئے کہا ہے کہ ابھی ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب نے بھی بات کرنی ہے تو یہ بھی ذرا اپنے ذہن میں رکھیں کہ topic کیا ہے اور کس issue پر بات کر رہے ہیں؟ جی، ڈاکٹر صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج حکومتی اعداد و شمار کے ذریعے آپ کی خدمت میں اور ہاؤس کے سامنے یہ ثابت کروں گا کہ حکومت پنجاب کا بجٹ مختص کرتے وقت یہ جو دعویٰ ہے کہ ہم نے یہ فنڈ اس لئے اتنا رکھا ہے تاکہ پنجاب میں عوام تک صحت کی بنیادی سہولتیں فراہم کی جاسکیں۔ اسی طرح ہیلٹھ ایجو کیشن، میدیکل ایجو کیشن کے لئے رکھا ہے تو اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ میدیکل کالجوں کو فنڈ زدیئے جائیں تاکہ وہاں سے اچھے ڈاکٹرز نکل سکیں اور وہ قوم کی خدمت کر سکیں۔ اگر تو ان دونوں قاصد میں موجودہ حکومت ماضی میں بھی اور اس سال کے بجٹ میں بھی کامیاب رہی ہے تو یقیناً ان کو پورا فنڈ ملنا چاہئے بلکہ اور بھی ملنا چاہئے لیکن اگر میں بجٹ پڑھنے کے بعد یہ ثابت کر سکوں کہ موجودہ حکومت کو جو فنڈ ملا ہے وہ فنڈ انہوں نے اس مقصد کے

لئے استعمال ہی نہیں کیا کہ جس سے پنجاب کے سڑھے آٹھ کروڑ عوام کو صحت کی بنیادی سولتیں فراہم ہو سکیں اور فنڈر کی تقسیم انہوں نے غیر منصفانہ کی ہے۔ کسی ضلع میں چھ، چھارب اور نو، نو ارب روپے کے صحت کے پر جیکٹس رکھے ہیں اور کئی کمی اضلاع میں چھ ہزار یا چھ لاکھ بھی نہیں رکھا گیا۔ اس طرح سے فنڈر کا استعمال صحت کی سولتوں کی فراہمی کرنے کے لئے پورے پنجاب کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ کچھ مخصوص اضلاع کے لئے ہے اور اس فنڈر کی اصل روح یہ تھی کہ پورے پنجاب کے سڑھے آٹھ کروڑ عوام کو صحت کی سولتیں ملتیں، چونکہ یہ فراہم کرنے میں ناکام رہے ہیں امداد میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں بالکل اس فنڈر کے استعمال پر کوئی حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں زبانی کلامی باتیں کرنے کی بجائے کوئی چیزیں آپ کی اور وزیر صحت کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مثال کے طور پر انہوں نے ایک اچھا کام جسے یہ شمار کرتے ہیں کارڈیاوجی ملتان کا لیکن اس میں آپ دیکھیں کہ صرف ضلع لاہور میں اور میں نے بجٹ تقریر میں کما تھا کہ پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ میں 1071 ملین روپے ہیں، کینسر ہسپتال لاہور 1000 ملین روپے، پیدی یاڑک ہسپتال 2244 ملین روپے، لاہور سروسر انسٹیٹیوٹ میڈیکل سائنس لاہور 1244 ملین روپے، حزل ہسپتال لاہور 1000 ملین روپے، میو ہسپتال 1400 ملین روپے equipment کی تیاری کے لئے لاہور میں پر جیکٹس بنا رہے ہیں جس کے لئے 1000 ملین روپے، سروسر ہسپتال کے لئے 1000 ملین روپے ہیں۔ یہ میں صرف ایک ضلع کی ایک شعبہ کی بات بتاتا ہوں اور مزید دیکھیں کہ انہوں نے بجٹ کو استعمال کرنے کے لئے 56 منصوبے میلتھے کے رکھے ہیں۔ اس سے آپ اندازہ کریں کہ ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان تین ڈیگریوں کے لئے انہوں نے 33 منصوبے رکھے ہیں۔ ایک ضلع لاہور میں 56 منصوبے ہیں اور کما جاتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت ہے تو ہمیں بھی بہت پیارا ہے کیونکہ ہمارے صوبے کا حصہ ہے اور ملک کا حصہ ہے اور ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں چونکہ جس علاقے کا نمائندہ ہوں اور میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ اگر وہاں پر حکومت کی طرف سے کوئی زیادتی ہو رہی ہے، کوئی نااصافی ہو رہی ہے تو ایک اس پر اپنا احتجاج ریکارڈ کرواؤں اور دوسرا حکومت کی خدمت میں request کروں کہ آپ مربانی کریں کہ وہاں کے لوگ بھی آپ ہی کے صوبے کا حصہ ہیں اور آپ ہی کے ملک کا حصہ ہیں۔ انہیں صحت سے محروم کر کے آپ کوئی انصاف فراہم نہیں کر رہے۔ چونکہ آپ پنجاب کے لوگوں کو مساوی صحت کی سولتوں کی فراہمی کے لئے مساوی فنڈر تقسیم کرنے میں

کامیاب نہیں رہے اور آپ کی کتابیں بچھنچ کریے کہہ رہی ہیں کہ فنڈز کی جو یہ ایلو کیشن کی گئی ہے، یہ جو بجٹ کی تقسیم ہے، اس سے چند لوگوں کو، چند اصلاح کو اور چند مخصوص من پسند تحسیلوں کو تو فائدہ مل رہا ہے لیکن بست سے ایسے اصلاح ہیں اور کئی کروڑ لوگ ایسے ہیں جنہیں صرف خانہ پری کے طور پر صحت کی سولتیں دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے ایک مثال آپ کو دی ہے اور دوسری مثال دیکھیں کہ جب یہ کہتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر زہپتال ملتان بنے گا تو آپ دیکھیں کہ چار سو ملین کا پراجیکٹ ہے جس کا وزیر اعلیٰ پنجاب نے 2003 میں ملتان کے پہلے دورہ کے موقع پر اعلان کیا تھا اور میں اب 2007 میں کھڑا تقریر کر رہا ہوں اور آپ بجٹ کی کتاب اٹھا کر دیکھ لیں کہ چار سو ملین کا پراجیکٹ ہے اور اس مالی سال میں پانچ ملین رکھے گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ 2010 میں جا کر یہ مکمل ہو گا۔ کیا یہ 10/10 سالہ پراجیکٹ ہے کہ 200 بسترتوں کا ہیڈ کوارٹر زہپتال بنارہے ہیں اور اپنی حکومت ختم ہونے تک پانچ سالوں میں صرف 5 ملین اس سال رکھے ہیں اور 2010 تک اسے مکمل کریں گے۔

جناب سپیکر! اسی طرح لوڈھراں میں جو ڈی ایچ گیو بنارہے ہیں وہ بھی چار سو ملین کا ہے اور اس میں بھی انہی کی کتاب میں کہا گیا ہے کہ 2010 تک مکمل ہو گا۔ ابھی اتنے سال گزر جانے کے باوجود بھی 11 فیصد کام کیا گیا ہے اس مالی سال میں بھی کہتے ہیں کہ 11 فیصد ہو گا اور باقی 78 فیصد کرتے کرتے کہتے ہیں کہ 2010 میں جا کر مکمل ہو گا۔ تھی حال ڈی جی خان کے ڈی ایچ گیو کے ہسپتال کا ہے کہ 437 ملین روپے سے انہوں نے یہ پراجیکٹ بنایا ہے اور 07-2006 میں 10 ملین روپے رکھے گئے اور 08-2007 میں 20 ملین روپیہ رکھا ہے۔ میہاں مجھ پر اعتراض ہوتا ہے کہ میں صرف گورنمنٹ کی اچھائیاں بیان نہیں کرتا بلکہ میں تو دونوں رخ رکھ رہا ہوں۔ جماں جماں گورنمنٹ جو کچھ دے رہی ہے۔ میں نے کہا ہے پچھلے سال دس ملین دیا تھا اس سال بیس ملین دیا۔ 437 ملین کے پراجیکٹ میں ان دو سالوں میں 30 ملین روپے دے کر باقی کہتے ہیں کہ تقسیم کرتے کرتے 2010 میں جا کر دیں گے۔ میری مراد یہ ہے کہ صحت کی سولتوں کے پراجیکٹ جب حکومت نے announce کئے ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ انہوں نے جنوبی پنجاب میں announce کیا لیکن ان میں فنڈز کا استعمال اس قدر قلیل ہے کہ تقریر کے ذریعے نام تو لئے ہیں کہ ہم یہ کر رہے ہیں، ہم یہ کر رہے ہیں، ہم یہ کر رہے ہیں کہ جو جا سکتا ہے لیکن جب ان کے اعداد و شمار اور فکر زہم دیکھتے ہیں تو اس میں یہ نظر آ رہا ہے کہ اس کا استعمال مناسب نہیں ہے۔

ایک دو اور باتیں نا انصافی کی میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میدیکل کالجوں کے لئے یہاں ایک ہماری معزز رکن نے قرارداد متفقہ طور پر پاس کر دیا تھا کہ جس طرح کمی کالجوں کو یونیورسٹی بنایا ہے اسی طرح نشرٹ کو بھی یونیورسٹی بنایا جائے۔ اپوزیشن نے اعتراض کیا تھا حکومتی بخوبی نے اعتراض کیا یہ متفقہ قرارداد پاس ہوئی اور حکومت پنجاب کو گئی کہ نشرٹ میدیکل کالج کو بھی یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے لیکن حکومت پنجاب کا کچھ عرصہ بعد جواب آیا کہ نہیں ابھی ہم اس کو مناسب نہیں سمجھتے کسی مناسب موقع پر اس پر غور و خوض کریں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات آپ یہ دیکھیں کہ جب نشرٹ میدیکل کالج ملتان کا بچہ، رحیم یار خان کے میدیکل کالج شیخ زید کا بچہ، بہاولپور میدیکل کالج کا بچہ کسی ایک سبجیکٹ میں جب پانچ نمبروں سے کم پر فیل ہو جائے تو اسے گریس مارکس نہیں دیتے۔ یہ وزیر تعلیم نوٹ فرمانیں میں ہیلتحہ یونیورسٹی کے واٹس چانسلر کو ملا ہوں انہوں نے کہا کہ جنوبی پنجاب کے میدیکل کالجوں کے سٹوڈنٹس کے لئے کوئی گریس مارکس نہیں ہیں میں نے کہا کیوں نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ کا آرڈر ہے۔ میں چپ کر کے واپس آگیا میں ریکارڈ پر لا رہا ہوں پچھلے سال کنگ ایڈورڈ میدیکل کالج کے 41 طلباء و طالبات کو گریس مارکس دے کر پاس کیا گیا ہے یعنی جب لاہور میں پڑھنے والا طالب علم ہو تو اس پر سپریم کورٹ کی ڈائریکشن لاؤ گو نہیں ہے اور جب یونیورسٹی آف ہیلتحہ سامنسز کا بچہ ہو، ہمارے نشرٹ میدیکل کالج کے بچے ہوں، ہمارے رحیم یار خان کے بچے ہوں، بہاولپور میں پڑھنے والے بچے ہوں حالانکہ ان میں تو کئی لاہور سے بھی گئے ہوئے ہوتے ہیں تو یہ نا انصافی کو نوٹ کیا جائے اور اس کو چیک کیا جائے کہ اگر گریس مارکس 41 بخوبی کے لئے ہیں تو جنوبی پنجاب کے میدیکل کالج کے سٹوڈنٹس اس سے کیوں محروم ہیں؟ کیونکہ ایک سے زائد کیس کے سلسلے میں میں خود جا کر مل آیا ہوں۔

جناب سپیکر! تمیری بات یہ ہے کہ انٹری ٹیکسٹ کی باتیں کافی دیر سے ہو رہی ہیں اور اس میں حکومت کی نیک نامی نہیں ہے۔ حکومت نے ایک اچھا قدم اٹھایا ہے کہ جس میں انہوں نے آہستہ آہستہ نمبر بڑھانے شروع کر دیتے ہیں، انٹری ٹیکسٹ کے نمبر کم کرنا شروع کئے ہیں میں اس میں صرف ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ جب لڑکا یا لڑکی ایف ایس سی کر لیتی ہے تو اس نے بہت محنت کی ہوتی ہے میں خود ڈاکٹر ہوں اس میں دوبارہ انٹری ٹیکسٹ میں بٹھا کر من پسند رزلٹ لینا وہ

مناسب نہیں ہے ہمیں اپنے تعلیمی اسجو کیشن بورڈ کے رزلٹ پر اعتماد کرنا چاہئے اگر کوئی کی ہے تو اس کو بہتر کرنا چاہئے۔ اس کی سزا میدیلکل کالج کے لاکھوں سٹوڈنٹس کو نہیں دینی چاہئے کہ انہیں آپ ایک اور عذاب میں بتلا کر کے انٹری ٹیسٹ لیتے ہیں اس لئے میری تجویز ہے کہ انٹری ٹیسٹ منسوج کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف ایک بات کر کے آپ سے اجازت چاہتا ہوں، ہیلٹھ میں فنڈنگ کرتے وقت آبادی کو یقیناً نظر رکھا جائے، اب کوئی میراد وست کھدا ہو کر کے گا کہ موجودہ حکومت نے میں ہی کہہ دیتا ہوں کہ کارڈیاوجی شروع کیا ہے یہ ٹھیک ہے کہ ابھی تک وہ آٹو ڈورڈ سپنسری ہے اس میں ابھی ان ڈور شروع نہیں ہوا وہ بھی ہو جائے گا کوئی بات نہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے Unit Burn بنایا ہے ابھی بلڈنگ بن رہی ہے چار سال ہو گئے ہیں ٹھیک ہے انہوں نے ایک جنگی وارڈ شروع کیا ہے۔ موجودہ حکومت نے ملتان میں ہیلٹھ کے تین چار منصوبے منظور کئے ہیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ان پر implementation کی رفتار، فنڈنگ کی distribution، ان میں سوتون کی فراہمی اس قدرست ہے جس سے محسوس ہوتا ہے کہ خجانے یہ پراجیکٹ کب مکمل ہوں گے۔ میری وزیر صحت کی خدمت میں یہ بھی تجویز ہے کہ پاکستان بیت المال پنجاب کے مریضوں کے لئے ہے اگرچہ وہ پنجاب حکومت کا نہیں ہے لیکن اس کے پاس اربوں روپے کے فنڈنگ ہوتے ہیں۔ جب ہسپتال میں کوئی مریض ایڈمٹ ہو تو وہاں سے لاکھ روپے کا علاج، پچاس ہزار کا علاج ہو اگر وہاں کے ڈاکٹر سے لکھو اکر بھجوائیں تو وہ چیک بھی جاری کر دیتے ہیں لیکن جناب! اتنی دیر گل جاتی ہے کہ اس دوران بے چارے مریض کی death ہو جاتی ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اپنی وزارت کے ذریعے پاکستان بیت المال سے ہیلٹھ کی مد میں غریبوں کی امداد کے لئے ان سے negotiate کر کے فنڈنگ allocate کرو اکر ہسپتال کو بھجوادیا کریں تاکہ جس مریض کو جتنے فنڈنگ کی ضرورت ہو اس کا استعمال ہو سکے۔ کنٹریکٹ پالیسی پر ڈاکٹر صاحب نے بڑی مفصل بات کی ہے میں بالکل ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ جب تک ڈاکٹرز کی اپنی نوکری کنفرم نہیں ہو گی اپنا اور اپنے بچوں کا مستقبل ان کو کنفرم نہیں ہو گا ان کے اوپر کنٹریکٹ کی تلوار لٹکا کر آپ رکھیں گے تو وہ یکسوئی اور concentration کے ساتھ عوام کی خدمت نہیں کر سکتے۔ drain جو ہے وہ ہو رہا ہے ڈاکٹرز پڑھنے اور ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد انگلینڈ، سعودی عرب اور امریکہ جا رہے ہیں۔ اس

ہونے والے drain کو روکنے کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ ایسے قابل لوگوں کو جو cream of the Nation ہیں ان کو ہمارا پرکھا جائے، روکا جائے اور بہتر سوlutions دی جائیں۔ خاص طور پر دیہات میں جو ڈاکٹرز کام کرتے ہیں ان کو اتنا اچھا incentive دیا جائے کہ اگر دور دراز علاقہ ہے تو ان کے پاس ایک بولینس موجود ہوتی ہیں اگر ڈاکٹرز، لیڈری ڈاکٹر اور سٹاف کو پک اینڈ ڈرپ کی سولت چاہئے تو وہ بھی دی جائے تاکہ وہ دیہات کے مریضوں کو بہتر سوlutions فراہم کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں جو بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے ہر مجھے کی طرح صحت کے مجھے پر بھی جو ڈی ایم جی گروپ کا تھاندار ہے جس کو کوئی پتا نہیں کہ مریض کی کیا ضروریات ہیں کبھی وہ بیمار نہیں ہوا کبھی اس کو پتا نہیں ہے کہ دیہات میں رُول ڈسپنسری میں کیا problems ہوتی ہیں اس کو کسی یقین کا علم نہیں ہے وہ DC لگا، وہ DC چڑھو دیکھ رہی بن گیا پھر وہ سیکرٹری وہاں پر رعب کے ساتھ اپیورڈ قسم کی نائی لگا کر بیٹھ جاتا ہے اور ادھر ہمارا پروفسر اور میدیکل پرنسپل جو 22 دیکھ رہا ہے میں نے دیکھا ہے کہ وہ باہر بیٹھا ہوتا ہے اور ہیلتھ سیکرٹری صاحب کے پاس اس سے ملنے کا وقت نہیں ہوتا۔ یہ ہمارے اساتذہ کی بے حرمتی ہے، ڈاکٹرز کی بے حرمتی ہے، پیشے کی بے حرمتی ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس وقت تک ہیلتھ میں بہتری نہیں لائی جاسکتی جب تک ہیلتھ میں خدمات دینے والا میں سال، پچیس سال، تیس سال کا تجربہ کارڈاکٹر میرٹ پر اور تجربہ پر جب تک آپ ہیلتھ سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹری نہیں لگائیں گے اس وقت تک ہیلتھ میں کوئی سوlutions میسر نہیں آ سکتیں یہ CSP افسر کا خاص طور پر ہیلتھ کے اندر اور امبوگیشن میں دونوں میں کوئی کردار نہیں ہے لہذا مریبانی کی جائے ان کو ڈی سی لگایا جائے، ڈی سی او لگایا جائے، ڈی پی او لگایا جائے لیکن صحت کے مجھے کو کم از کم ان سے جان چھڑو اکریں اس پر competent، محنتی اور تجربہ کار لوگوں کو ہیلتھ سیکرٹری لگائیں۔ جتنی پالیسیاں اب تک حکومت پنجاب نے ہمیں ظاہر کی ہیں اس سے یہ لگتا ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ فنڈز کو صحیح اور منصفانہ طریقے سے استعمال کرنے میں ناکام رہے ہیں بلکہ انہوں نے فنڈز غیر منصفانہ بنیاد پر تقسیم کئے ہیں لہذا میں نہیں سمجھتا کہ ان کو فنڈز allocate کئے جائیں۔ ان کی ماضی کی کارکردگی کی بنیاد پر اور بجٹ پر allocation کی بنیاد پر میں سمجھتا ہوں ان کو بالکل فنڈز نہ دیئے جائیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک روپے کی سفارش کی ہے اگر رول زا جائزت دیتے تو میں تو سمجھتا ہوں ان کے لئے

چار آنے بھی بڑے ہیں۔ بہت شکریہ
رانا ناناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ناناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ آج جمعرات ہے اور ساڑھے گیارہ بنے اور جو ہائی کورٹ بار ایسو سی ایشن وکلاء کا جلوس اسمبلی کے سامنے چیز نگ کر اس پر آ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وکلاء کی جو تحریک ہے وہ اس معاشرے اور ملک کے مستقبل کے لئے کیونکہ وہ روں آفلاء چاہتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں عدیہ آزاد ہو، وہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کو بولوں سے نجات ملے اس لئے ہم ان کو ویکم کرنے کے لئے جانا چاہتے ہیں اگر آپ ہمارا بنس پندرہ بیس منٹ کے لئے pending کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس نیک تحریک میں آپ کا بھی حصہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ رانا صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ محمد وقار صاحب! رانا صاحب! آپ کی ٹرن کب ہے؟

رانا ناناء اللہ خان: میں نے ہمیلٹھ پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے پہلے آپ بات کر لیں۔ رانا ناناء اللہ خان!
رانے منصب علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانے صاحب!

رانے منصب علی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ابھی میرے معزز دوست جناب صدیقی صاحب نے بڑی دھواں دار بات کی ہے حالانکہ ان کو مخفی بات کرنی چاہئے تھی تو میں جناب کی وساطت سے ان کی خدمت میں تھوڑا عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانے صاحب! اس کا منسٹر صاحب جواب دیں گے۔

رانے منصب علی: جناب سپیکر! صرف ایک بات ہے صرف ایک گزارش سن لجھئے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال متنان نہیں بن رہا یہ غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ رانٹناء اللہ خان!

رانٹناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو مطالبہ زر 8۔ ارب 85 کروڑ 35 لاکھ 81 ہزار روپے سے متعلق ہے انہوں نے پچھلے سال اسی مدد میں یعنی current expenditure میں چودھری صاحب کے علم میں یہ بات ہو گی کہ آپ نے 6۔ ارب روپے اور کچھ روپے کی منظوری لی تھی لیکن سال کے آخر کو پہنچتے پہنچتے آپ نے 6۔ ارب روپے کی بجائے اس میں آپ نے جو خرچ کیا ہے وہ 9۔ ارب روپے ہیں یعنی یہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کی mismanagement ہے اور آپ نے رولز کو observe نہیں کیا۔۔۔

ایک معزز ممبر: وہ سپلیمنٹری میں ہے۔

رانٹناء اللہ خان: نہیں، سپلیمنٹری میں نہیں۔ اب آپ جو کہ رہے ہیں کہ یہ دیکھیں کہ آپ نے پچھلے سال 6.04۔ ارب روپے ہیلیتھ سروسز کے مطالبہ زر میں یہاں سے منظوری لی تھی۔ اس کو revise کر کے 9.49۔ ارب روپے آپ نے خرچ کیا ہے۔ تقریباً 3۔ ارب روپیہ زیادہ خرچ کیا ہے اور اس سال آپ نے 8.85۔ ارب کا مطالبہ کیا ہے تو جب پچھلے سال آپ کے پاس جاریہ اخراجات کے لئے available amount جو تھی وہ 6۔ ارب روپے تھی اور آپ نے خرچ 9۔ ارب روپے سے اوپر کیا ہے تو اس سال 8۔ ارب روپے کا آپ جو کہ رہے ہیں تو اس میں بھی آپ نہیں رہیں گے اور آپ کا جو خرچ ہے وہ کم از کم تقریباً 10,11۔ ارب روپے اس ڈیپارٹمنٹ کا ہو گا جس میں کہ صرف تنخواہیں یا الاؤنسنر ہیں۔ پھر دوسرا میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جو ایک بہت اہم چیز ہے وہ یہ ہے کہ یہ جو آپ نے تفصیل دی ہے اس میں جو current expenditure ہے اس کے والیم 2 پر صفحہ نمبر 959 ہے اور اس کے بعد یہ آگے تین صفحات پر جاتا ہے اس میں جو double digit figures ہیں یعنی ایک ارب تو انہوں نے صرف میو ہسپتال کو دیا ہے۔ اب جو میو ہسپتال کو انہوں نے ایک ارب روپیہ دیا ہے اس کی تفصیل صفحہ نمبر 1020 سے شروع ہوتی ہے۔ اب آپ یہ دیکھ لیں کہ یہ کس طرح سے یہاں پر لوگوں کی جویہ کہ رہے ہیں کہ ہم باہتری کر رہے ہیں؟ یہ صفحہ نمبر 1020 سے شروع ہوتا ہے اور یہ آگے 1033 پر جاتا ہے۔ اس میں ایک روپے کی بھی کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جس سے متعلق ہم یہ کہہ سکیں کہ اس سے کسی مریض کو فائدہ پہنچا ہو۔ یہ سب تنخواہیں ہیں یا یہ الاؤنسنر، یو ٹیلیٹی بلز ہیں اور اس میں قطعی طور پر کوئی ایک روپیہ ایسا نہیں ہے کہ جس سے یہ کما جائے کہ اس سے indirectly وہ کسی مریض کو

فائدہ پہنچا ہو۔ اب یہ ایک ارب روپیہ تو میو ہسپتال کو چلا یا گیا ہے جبکہ پہلے اس گورنمنٹ کا یہ بھی ارادہ تھا کہ ہم اس کو شاید autonomous درجہ دے رہے ہیں اور یہ no profit no loss پر چلا یا جائے گا۔ اب اس کے علاوہ 48 کروڑ روپیہ ہے، 57 کروڑ روپیہ ہے، 22 کروڑ روپیہ ہے اور یہ جو 8۔ ارب 85 کروڑ روپیہ ہے، اس میں سے میں نے یہ rough calculation کی ہے اس میں 7۔ ارب روپیہ صرف Lahore based Institution کو جاتا ہے۔ اب آپ یہ دیکھ لیں کہ پورے پنجاب میں، آخر ہیں تو یہ تنخوا ہیں، یو ٹیلی بیز اور الاؤئنر لیکن آپ اسی سے اندازہ لگالیں کہ اگر ایک ڈاکٹر کسی جگہ پر بیٹھے گا تو ہیں پر بیٹھ کر ہی وہ کسی مریض کو دیکھے گا، اگر ایک آدمی بیٹھا ہے تو وہ اگر دس مریضوں کو دیکھتا ہے تو اگر دو بیٹھیں گے تو ہیں کو دیکھیں گے تو یہ جو آپ نے تقریباً 9۔ ارب روپے کا پچھلے سال خرچ کیا ہے اور اس سال 8.85 کا جو آپ کہہ رہے ہیں اس میں سے 7۔ ارب روپیہ جو ہے وہ صرف اور صرف اور حصہ سے ہے جو rough calculation کی ہیں جس کو آپ نے مختلف نام دیئے ہوئے ہیں، اس کی میں نے ہے، اس میں کوئی پنج دس کروڑ روپے کا فرق ہو گا لیکن یہ 7۔ ارب روپیہ صرف آپ نے لاہور کو دیا ہے۔ اب پھر یہ آپ کس طرح سے کہتے ہیں کہ ہم علاقائی تفریق کو ختم کر دیں گے کہ آپ کے جو current expenditure ہیں وہ بھی آپ کے تقریباً 90 فیصد لاہور میں ہونے ہیں تو اسی حساب سے پھر ڈولیپمنٹ سائیڈ جاتی ہے۔ اب اس کا جو دوسرا پہلو ہے، جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی تشویشناک ہے کہ اب یہ current expenditure پر آپ نے 6۔ ارب روپیہ پچھلے سال ماگا تھا اور آپ نے 9۔ ارب روپیہ خرچ کیا ہے، 3۔ ارب روپیہ زیادہ خرچ کیا ہے۔ اب تنخوا ہیں تو آپ 9۔ ارب روپے دے رہے ہیں، یو ٹیلی بیز جو اس میں سارا کچھ شامل ہے تو یہ جو ڈولیپمنٹ سائیڈ پر جاتے ہیں، ڈولیپمنٹ سائیڈ پر آپ نے پچھلے سال 4۔ ارب روپے فنڈر کھا تھا اور وہ بھی آپ پورا خرچ نہیں کر سکے۔

یہ آپ کی جو سالانہ بجٹ سٹیمینٹ ہے، اب مجھے بتا نہیں کہ وزیر خزانہ کی طرح چودھری صاحب بھی کہیں کہ یہاں پر ہم figures نہیں لکھتے، وہ بعد میں ہم کسی اور جگہ سے اگر فنڈز یہاں سے ایگر لیکھ کے لئے منظور ہوں تو بعد میں ہم خرچ ایجو کیشن پر کر دیتے ہیں۔ آپ کی یہ figures کہہ رہی ہیں کہ آپ نے 4.2۔ ارب روپیہ، سیلٹھ میں ڈولیپمنٹ سائیڈ پر رکھا تھا لیکن کچھ 3۔ ارب روپیہ آپ نے خرچ کیا ہے اور ایک ارب روپیہ، جب آپ اخراجات کرتے ہیں

تو پھر تو آپ 6۔ ارب روپے کی بجائے 9۔ ارب روپے کرتے ہیں، جب آپ ڈویلپمنٹ سائیڈ پر آتے ہیں تو پھر آپ 4۔ ارب روپے کی بجائے نیچے کو آ جاتے ہیں۔ اس میں اور زیادہ پریشانی والی بات یہ ہے کہ اس میں جو ہسپتال سرو سز ہیں اس میں آپ نے یہ ایک ارب روپیہ جو کم کیا ہے وہ دوسری جو بلڈنگ سائیڈ ہے اس میں آپ نے تقریباً پورے کر دیئے ہیں لیکن جو ہسپتال سرو سز ہے اس میں آپ نے 2.4۔ ارب روپے کی بجائے 1.7۔ ارب روپے خرچ کیا ہے، اس میں ایک ارب روپے کی آپ نے کمی کی ہے۔

جناب سپیکر! اب آپ ڈویلپمنٹ سائیڈ پر آ جائیں اس میں بھی انہوں نے یہی کیا ہے کہ اربوں روپے تنخواہ لینے کے بعد یہ خرچ آپ دیکھیں کہ کس طرح سے کرتے ہیں؟ جماں کمیں بھی اس میں three digit figure 45 کروڑ روپے کی provision ہے تو یہ figure ہے اب اس میں کوئی نہیں لکھا کہ in the Punjab for missing facilities in the Punjab سے کیا مراد ہے، یہ پنجاب میں کماں خرچ ہو گی اور کس ڈسٹرکٹ میں خرچ ہو گی؟ اب جو رقم لاہور میں خرچ ہونی ہے وہ بہاں پر سارا لکھا ہوا ہے کہ اپ گریدیشن آف میو ہسپتال وہاں پر یہ ایک کروڑ روپے دے رہے ہیں۔ اس کے بعد پھر میو ہسپتال میں یہ پانچ کروڑ روپے دے رہے ہیں۔ پھر اس کے بعد کوئی completion medical facilities کی ہے اس میں یہ ایک کروڑ 28 لاکھ روپے دے رہے ہیں۔ اسی طرح renovation کے لئے دے رہے ہیں۔ اسی طرح سے لیڈی و لینگڈن ہسپتال ہے اس میں بھی ایک کروڑ 35 لاکھ روپے دے رہے ہیں۔ اسی طرح سرو سز ہسپتال میں O.P.D construction of ہے اس میں تین کروڑ روپے دے رہے ہیں۔ اسی طرح آنگرام ہسپتال میں improvement of water supply کے لئے ایک کروڑ 89 لاکھ روپے دے رہے ہیں۔ ڈویلپمنٹ میں بھی انہوں نے جو رقم رکھی ہے اس میں بھی تقریباً 75 فیصد جو ہے وہ Lahore based Institutions کو دے رہے ہیں۔ اس میں باقاعدہ اس سکیم کا نام ہے کہ کون ساوارڈ بنے گا، کون سی بلڈنگ بنے گی اور اس کے آگے رقم دی ہوئی ہے۔ باقی جو رقم ہے اس میں وہ قطعی طور پر اس بات کا ذکر نہیں کرتے کہ وہ اگر پنجاب میں انہوں نے خرچ کرنی ہے، یہ لمبی لست ہے، لاہور کے جوانسٹیلو شنز ہیں ان میں یہ purchase of equipment ہے، اسی طرح سے یہ لاہور میں کوئی ہو میں ہے، اسی طرح سے یہ میو ہسپتال میں three digit Establishment of Punjab Institute

دس کروڑ روپے کی ہے، یہاں پر پھر block allocation for implementation of master plan for upgradation of D.H.Q, T.H.Q لکھا ہوا ہے۔ آگے جا کر پھر ایک جگہ پر ہے میں 10 کروڑ کی فگر ہے تو یہاں پر پھر لکھا ہوا ہے block allocation for implementation of master plan for upgradation of DHQ/THQ hospitals in urban areas. یعنی یہ بھی پورے پنجاب میں ان کی discretion ہے کہ کس ضلعے میں دیں، کس تحریک میں دیں، یہاں پر کسی کا ذکر نہیں ہے جبکہ یہ جو سکیم ہے ان میں باقاعدہ نام لکھا ہوا ہے کہ جی فلاں جگہ کے لئے 10 کروڑ روپے ہیں، فلاں جگہ کے لئے 2 کروڑ روپے ہیں اور فلاں جگہ کے لئے ڈیڑھ کروڑ روپے ہیں لیکن باقی یہاں پر انہوں نے block allocation ہوئی ہے۔ اسی طرح سے پچھلے سال انہوں نے یہ کما تھا کہ:

Establishment of Emergency Services Academies in major cities of Punjab.

یعنی میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو اس قسم کی discretion or amount رکھتے ہیں، ایک camouflage ہے۔ یہ اس طرح سے amount کو identify کرتے کہ وہ کسی سکیم کو نہیں کرتی، کسی ضلع کو identify نہیں کرتی اور بعد میں پورا سال گزرنے کے بعد اس کو پھر یہ گول کر دیتے ہیں۔ جیسے میں نے کہا کہ major cities میں انہوں نے 10 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ اب پچھلے سال انہوں نے Establishment of Emergency Services Academies in major cities of Punjab. یہ 10 کروڑ روپے کی رقم رکھی تھی اور اس میں سے خرچ کتنا کیا ہے صرف 45 لاکھ روپے خرچ کے ہیں۔ اس کی کافی لمبی تحریک ہے۔ اس میں آپ دیکھیں کہ جس سکیم کے جس سکیم کے against آپ نے پیسے رکھے ہیں وہ آپ نے خرچ کئے ہیں اور جو آپ نے in lump sum رکھے ہیں پچھلے سال کا track record یہ ہے کہ وہ آپ نے خرچ نہیں کئے۔ میں آپ کی سولت کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اس کا صفحہ نمبر 1609 ہے اور اس کے نمبر 4 پر یہ آتا ہے کہ آپ نے Establishment of Emergency Services Academies in major cities of Punjab. کے لئے 10 کروڑ روپے کی رقم رکھی تھی اور یہ کما تھا کہ major cities میں خرچ ہو گی۔ کس major city میں خرچ ہو گی؟ یہ کوئی بتا نہیں۔ اس میں سے آپ نے صرف 45 لاکھ روپے خرچ کے ہیں، 9.5 کروڑ روپے خرچ نہیں کئے جبکہ اس سال آپ نے اس میں کوئی رقم نہیں رکھی تو یہ آپ کی صورتحال ہے کہ

آپ اس رقم کا اس طرح سے ضمایع کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر میو ہسپتال کو یہ اسی بات پر چھوڑ دیں کہ میو ہسپتال والے جو ڈاکٹر صاحب ہیں وہ جس طرح کا وہاں پر علاج کرتے ہیں وہ no profit no loss basis سے ادویات اور میڈیکل سروالت دے سکیں گے۔ یہ ایک ارب روپیہ جو کہ taxes سے ان کو جاتا ہے کم از کم نجح جائے گا۔ یہ سامنے ہنگارام ہسپتال کی ایم جنسی وارڈ ہے۔ ایم جنسی وارڈ کو آپ اگر باہر سے دیکھیں تو آپ کو ایسے لگتا ہے کہ جیسے یہ بہت بڑا ہسپتال ہے اور لوگوں کو یہاں پر بہت بڑی سروالت حاصل ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کا جتنا ایریا ہے اگر آپ اس کا اندازہ لگائیں اور جتنی اس پر خوبصورت بلڈنگ بنی ہے اس کا اندازہ لگائیں تو یقیناً وہ اربوں روپے کی لگات کی ایک پر اپرٹی میں کل 35/40 beds ہیں۔ یہ اربوں روپے کی پر اپرٹی، اربوں روپے خرچ کرنے کے بعد اس کی ایم جنسی وارڈ جماں پر مریض جا کر induct ہوتے ہیں۔ تین دن پہلے مجھے وہاں پر جانے کا اتفاق ہوا تو آپ یقین کریں کہ وہاں پر انجمنشن گوانے کے لئے بھی آدمی کے بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں ہے۔ یعنی مریض زیادہ ہیں اور beds جو اس وقت پڑے تھے زیادہ سے زیادہ 35/40 کے قریب ہوں گے۔ آپ میو ہسپتال پر ایک ارب روپے کا خرچہ کرتے ہیں۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ آپ نے ایک ارب روپے کی تنوڑیں لینے کے بعد ڈاکٹر صاحب ہن لوگوں کو facilities کیا ہے؟ ایک ارب روپے کی تنوڑیں لینے کے بعد ڈاکٹر صاحب ہن لوگوں کو facilities کیا دے رہے ہیں؟ اگر یہاں پر ہنگارام کی ایم جنسی میں آپ نے 3 یا 4 ارب روپے لگائے ہیں، اس کی بہت خوبصورت عمارت ہے تو اس کے بعد آپ کتنے مریضوں کو وہاں پر علاج کی سروالت دیتے ہیں۔ وہاں پر 35 بیڈز ہیں یا کہ 350؟ دیکھنے والی بات تو یہ ہے۔

جناب والا! میرا یہ خیال ہے کہ یہ جوانوں نے 9۔ ارب روپے کا خرچہ پچھلے سال کیا ہے اس amount کے تناظر میں، اس کے against، اگر ہم اس amount کو confront کریں ان سروالتوں سے جو کہ اس ڈیپارٹمنٹ نے لوگوں کو دی ہیں تو وہ بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں اور یہ خرچہ بالکل زیادہ ہوا ہے، اس کا غیب ہوا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس مطالباً زر کو منظور نہیں کرنا چاہئے۔ دوسرا میں چودھری صاحب کے نوٹس میں یہ بات بھی لاوں گا کہ آپ کے جو بڑے ہسپتال ہیں ان میں غریب آدمی کا علاج مفت نہیں کیا جاتا۔ مثال کے طور پر یہ جو پنجاب

انسٹیٹیوٹ آف کارڈیاولوگی ہے۔ اس کا معیار no doubt بہتر ہے اور وہاں پر لوگوں کے آپریشن بہتر ہوتے ہیں، لوگ وہاں پر بھی کرتے ہیں۔ پائیویٹ ہسپتال کے مقابلے میں وہاں پر لوگ prefer کرتے ہیں لیکن وہاں پر حالت یہ ہے کہ اب ہارٹ سرجری کے لئے کم از کم ڈیڑھ دولاکھ یا تین لاکھ روپے کا خرچ ہے۔ وہاں پر جب کوئی غریب آدمی جاتا ہے تو اس کو ایک ایک سال انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے فنڈز آپ کوز کوٹہ فنڈز سے یا بیت المال سے آنے ہوتے ہیں۔ بیت المال یا زکوٰۃ فنڈز سے منظوری لینے کے لئے لمبی لائن لگی ہوتی ہے اس کے لئے سال سال انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اپریل میں آکر وہ جواب دینا شروع کر دیتے ہیں کہ جی ہمارے پاس فنڈز ختم ہو گئے ہیں۔ میرے حلقے کی ایک بھی تھی اس کی عمر تقریباً 8/10 سال ہے۔ Diagnose ہوا کہ اس کے دل میں سوراخ ہے اس کے آپریشن کے لئے میں نے وہاں پر انچارج ڈاکٹر جواد صاحب سے رابطہ کیا تو انھوں نے کہا کہ جی ہمارے پاس زکوٰۃ فنڈز ختم ہو گیا ہے۔ ایک تو اس کا اتنا مبارہ ہے کہ اس کی منظوری آتے آتے چھ ماہ لگ جاتے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ اگر منظوری آجائی ہے تو اس کے بعد فنڈز جوں سے تین چار ماہ پہلے ختم ہو جاتے ہیں۔ وہ privately ہدردی کے ناتے کوشش کرتے ہیں اور پائیویٹ ڈاؤنرز کو درخواست کر کے لوگوں کو آپریشن کی سہولت دلاتے ہیں۔ یعنی غریب آدمی کو وہاں پر چھ ماہ، سال سال انتظار کرنا پڑتا ہے۔ تو اس سلسلے میں بھی ان کو توجہ دینی چاہئے کہ جب آپ ایک انسٹیٹیوٹ کسی آدمی کو انچارج بناتے ہیں اور اس کی disposal current expenditure پر کروڑ روپے رکھتے ہیں تو پھر زکوٰۃ فنڈز کے پیسے بھی ان کی disposal پر کھیں کہ وہ جس مریض کو سمجھیں کہ یہ مستحق ہے اسے دیں۔ اسی کو اس بات کا اختیار ہو کہ اس فنڈز سے disbursement ہو جائے اور اس مریض کو آپریشن کے لئے چھ ماہ انتظار نہ کرنا پڑے تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ اس محکمہ کو no profit no loss basis پر ان ڈاکٹر صاحبان کو lease پر دے دیا جائے جو کہ وہاں پر کام کرتے ہیں اور یہ 9۔ ارب روپے چاکر کسی اور بہتر سیکم یا اس صوبے کے عوام کی بہتری کے لئے خرچ کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محمد وقار صاحب!

محترمہ صباصادق: پرانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صباصادق صاحبہ! فرمائیں۔

محترمہ صباصادق: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ آج اس جانب مبذول کرانا چاہوں گی کہ اپوزیشن بخوبی کی طرف سے بہت دیدہ دلیری کے ساتھ جھوٹ بولا جاتا ہے۔ میں ہیلٹھ پر بحث کروں گی نہ ہی میں ان کی بات کا یہاں پر جواب دوں گی۔ وزیر صحت بیٹھے ہیں وہ جواب دیں گے۔ سب لوگ بڑی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس وقت ہمارے صوبہ پنجاب کے ہسپتاں والوں اور ایم بر جنی کی کیا پوزیشن ہے۔ جناب! جو علاج ایک وزیر کو ملتا ہے وہی ایک فقیر کو بھی ملتا ہے۔ یہ وہ انصاف ہے جو کہ خلافائے راشدین نے دیا تھا۔

جناب سپیکر! آج کا ایک موقر اخبار اس بات کا ثبوت ہے اور گواہی ہے کہ یہ اپوزیشن کے لوگ کتنا اسلام پسند ہیں، یہ کتنا پاکستان کے محب وطن ہیں، یہ کتنا پاکستانی عوام کے ساتھ پیار کرتے ہیں۔ جس ہستی کے لئے یہ دو جماں بنائے گئے، جن پر ہمارے ماں باپ قربان، ہماری اولاد قربان اور ہم خود قربان۔

جناب والا بی بی بے نظیر بھٹو جو اس وقت باہر مغرب زدہ قوم کے ساتھ ہیں میں آپ سے درخواست کروں گی کہ ان کو ہاؤس آف کامن یا ہاؤس آف لارڈز کا ممبر بنائ کر ان کی خواہش کو پورا کر دیا جائے کیونکہ وہ اقتدار کی ہوس میں، ان کو خوش کرنے کے لئے آقاۓ دو جماں ملٹی لائیٹ کی بجائے وہ شام مر رسول کی وکالت کر رہی ہیں۔ اس پر نہ صرف میں بلکہ پوری قوم احتجاج کرتی ہے۔

معزز ممبر ان حزب اقتدار: شیم، شیم۔

محترمہ صباصادق: میں ان سے یہ پوچھتی ہوں کہ یہ وکلاء کی وکالت کرتے ہیں۔ کیا ہمارے مذہب اسلام میں کوئی قاضی غلط فیصلہ کرے تو اس کا احتساب ہمارے قرآن پاک میں نہیں، ہماری سنت میں نہیں اور ہماری شریعت میں نہیں۔ یہ کیوں اس بات کو آگے لے کر چلتے ہیں۔ میں بے نظیر بھٹو سے اس بات کا جواب چاہتی ہوں، پوری عوام کی طرف سے، امت مسلم کی طرف سے کہ انھوں نے سلمان رشدی کی وکالت کر کے کیوں ایسا ثبوت دیا؟

جناب سپیکر! یہ ہمارے پاکستان کی اپوزیشن ہے، یہ پنجاب کی اپوزیشن ہے اگر ان کو اسلام کے ساتھ مجت ہوتی اگر ان کو آقاۓ دو جماں کے ساتھ عقیدت ہوتی تو پھر آج اخبار کی یہ زینت نہ بنتا۔ پہلے شاہ محمود قریشی نے بات کی اور اس نے کہا کہ میں نے تردید نہیں کرنی لیکن جب یہاں ہاؤس میں پاکستان اور اسلام پسند لوگوں نے احتجاج کیا تو انھیں مجبور اسٹردا دید کرنا پڑی۔ نواز شریف کو ہاؤس آف کامن میں لے جائیں اور بے نظیر بھٹو کو ہاؤس آف لارڈ میں لے جائیں تاکہ ان کے اقتدار کی

خواہش پوری ہو لیکن پاکستانی عوام انھیں پاکستان میں نہیں آنے دے گی۔ ہم ان کو اجازت دیں گے اور نہ ہی ان کو برداشت کریں گے۔ (نصرہ ہائے تحسین)

رانا شناہ اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں باہر جا رہا تھا میں ان کی کسی بات کا جواب نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر: ان کا جواب تو سماں صاحب دیں گے۔

رانا شناہ اللہ خان: میں محترمہ کی خدمت میں صرف یہی عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ انھوں نے فرمایا کہ [*****]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! مجھے ان کی بات کا جواب دے لینے دیں۔

جناب سپیکر: جی، سماں صاحب! محترمہ اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

محترمہ صبا صادق: جناب والا! انھوں نے میرے متعلق بات کی ہے لہذا مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں اپنے ایمان کو حاظر ناظر جان کر کھٹی ہوں کہ میں ان کو کہتی رہی کہ آپ ہاؤس میں بیٹھ کر عوام کی نمائندگی کریں، آپ اپنی سکیمیں دیں اور عوام کے لئے تجاویز دیں لیکن میں وہاں بیٹھ کر ہمیشہ زندہ باد، مردہ باد کا نعرہ نہیں لگا سکتی تھی اس لئے میں نے اپنے ضمیر کے ساتھ یہ فیصلہ کیا۔ (نصرہ ہائے تحسین)

میں نے ان لوگوں کا ساتھ دیا جنھوں نے ملک و قوم کی ترقی کے لئے دن رات محنت کی، جنھوں نے غریب عوام کی بے حالی کو خوشحالی میں بد لئے کے لئے کام کیا۔ میں نے چودھری پرویزالی کا ساتھ دیا کیونکہ وہ غریبوں کا ہمدرد ہے اور وہ پنجاب کی عوام کا ہمدرد ہے۔ میں نے جزل پرویز مشرف کا ساتھ دیا۔

جناب سپیکر! میں نے 22 سال سیاسی جدوجہد کی۔ آج سے پہلے مجھ سمت کسی سیاسی عورت کو یہ موقع نصیب نہیں ہوا تھا کہ وہ اسمبلی کے floor پر آسکے۔

* بجم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد وقار صوبائی پنجاب پاہنٹ آف آرڈر۔

جناب پسیکر: وقار صاحب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ صبا صادق: جناب پسیکر! یہ کس منہ سے بات کرتے ہیں۔ راتانشاء اللہ کا کیا سفر ہے؟ میں نے ان کو چھوڑ دیا اور اب عوام نے بھی ان کو چھوڑ دیا۔

جناب پسیکر: جی، شکریہ۔ سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: شکریہ۔ جناب پسیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ پیپلز پارٹی قطعاً اسلام کے خلاف نہیں ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہر آدمی کا ایک ذاتی معاملہ ہے۔

معزز ممبر ان حزب اقتدار: یہ کسی کا ذاتی معاملہ نہیں ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: لیکن محض اخباری خبر کی بنیاد پر بغیر تصدیق کئے یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ بے نظیر بھٹو یا شاہ محمود قریشی نے یہ بیان دیا۔

جناب پسیکر: اس معاملے پر کافی بات ہو چکی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: میں endorse کرتا ہوں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور شاہ محمود قریشی نے اسلام کے خلاف یار شدی کے حق میں بیان نہیں دیا۔ محض سیاسی خبر بنانے اور اخبار کی زینت بننے کے لئے یہ لوگ بغیر کسی منطق اور بغیر کسی logic کے ایوان میں اپنا نام لینا چاہتے ہیں۔ ہم لوگ مسلمان ہیں۔ اسلام ہماری جان ہے اور اس کے لئے ہم قربان بھی ہونا چاہتے ہیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ، شاہ محمود قریشی اور ہماری پارٹی رشدی کے سر کے خطاب کی تائید کرتی ہے اور نہ ہی ایسے بیان دیئے ہیں۔ میں ایوان میں صرف مخالفت کی وجہ سے یہ بات کر رہے ہیں۔

جناب والا بنا تھا، دیکھیں کہ پندرھویں صدی میں جس وقت ابن رشد پسین کا چیفت جسٹس تھا اور جب اس کے سامنے عیسائی ایڈو کیٹ پیش ہوئے تو اس نے یہ کہا تھا کہ آپ مذہب کا ناول مت سنائیں بلکہ آپ logic کی بات کریں۔ ہم لوگ سب کچھ اسلام کے مطابق چاہتے ہیں۔ ہماری زندگی اسلام کے مطابق ہے لیکن منطقی انجام چاہتے ہیں۔ ہم اور ہماری پارٹی کسی ایسی بات کو support نہیں کرتی جو رسول پاک ﷺ، آل رسول یا اسلام کے خلاف ہو۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب کا اتنا character ہے تو اپنے من کے اندر جھانکنا چاہئے کہ کس آدمی کی کیا زندگی ہے؟

جناب پسیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، مخدوم اشفاعت صاحب!

وزیر انسانی حقوق: جناب پیغمبر! محترمہ بے نظر بھٹو صاحب نے جو بیان دیا ہے اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ سب جانتے ہیں کہ وہ امریکہ کی یا تراپر کئی مرتبہ گئی ہیں اور وہ دنیا اور اپنے آفاؤن کو یہ تاثر دیتی ہیں کہ terrorism کو صرف وہی کنٹرول کر سکتی ہیں۔ ان کو یہ انتہائی غلط فہمی ہے۔ اگر terrorism کو کوئی کنٹرول کر سکتا ہے تو وہ پرویز مشرف ہے اس سے بہتر کوئی آدمی نہیں ہے۔ انہوں نے جو بیان دیا ہے اس کی قطعی ضرورت نہیں تھی۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ اس پیغام پر پیپلز پارٹی کے لوگ شرمند ہیں اس لئے آج وہ ایوان میں آئے ہی نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب پیغمبر: جی، شکریہ

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب پیغمبر! مخدوم اشراق صاحب کے بھائی مخدوم الطاف کی روح بھی ان پر شرمند ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب پیغمبر: سماں صاحب! پلیز جی، چودھری صاحب!

جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈ و کیٹ): جناب پیغمبر!

تیرے نام پر کروں جان فدا
یہ جان کیا دو جہاں فدا
دو جہاں سے نہیں جی بھرا
کروں کیا کہ کروڑوں جہاں نہیں

جناب پیغمبر! وہ شخصیت، وہ ذات جو معرض وجود کائنات کا منبع ہے وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے غبار را کو بختا فروع وادی سینا۔ نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر، وہی قرآن وہی فرقان، وہی یسیں وہ طرا۔ آقائے دو عالم ﷺ کی ذات گرامی وہ ذات ہے جس پر پوری کائنات فدا کی جاسکتی ہے۔ کسی ایک ذات کا مسئلہ نہیں لیکن محترمہ بے نظر بھٹو نے اپنے سیاہ نامہ اعمال میں ایک اور اضافہ کر لیا ہے۔ میں آپ کی اجازت سے یہ بات کہ دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے علمائے حق نے آج تک ایک تاریخ رقم کر کھی ہے۔ جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے لے کر آج تک جتنے علمائے حق گزرے ہیں ان کا اس بات پر متفقہ فیصلہ ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ کے نعلین مبارک کو جائزی کرنے والا ادارہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

آقاۓ دو عالم ﷺ کی شان کی بات کرتے ہوئے چھوٹا منہ بڑی بات ہے اور عشق کرام نے یہ بات کہی ہے کہ:

ہزار بار بشویم دھن ز عطر و گلاب
ہنوز نام تیرا گویم کمال بے ادبی ایست

آقاۓ دو عالم ﷺ کی ذات با برکات کی نسبت سے یہ کائنات قائم ہے۔ یہ شمس و قمر قائم ہیں۔ کائنات میں تو سچ انہی کی ذات سے ہے۔ جناب احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں جو فتاوےٰ جاری کئے ہیں وہ فتاویٰ رضویہ میں موجود ہیں۔ تمام علمائے حق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جناب رسالت آب ﷺ کی شان میں عدم اگستاخی کرنے والا، سمواگستاخی کرنے والا اور اشارے کنائے سے بات کرنے والا دائرہ اسلام میں نہیں رہتا۔ آقاۓ دو عالم ﷺ کے خلاف جو کتاب لکھی گئی ہے۔ اس سلمان رشدی کی ہاں میں ہاں ملانے والے لوگ اپنی عاقبت کی فکر کریں۔

جناب سپیکر! یہ زندگی آنی جانی ہے میں وزیر اعلیٰ کی موجودگی میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جس حکومت نے رشدی کو سرکار خطاب دیا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ اس سرکو اتارنے کے لئے فنڈز مختص کرے اور وہ قبیلہ تشکیل دیا جائے جو سلمان رشدی کو نوچ کر کھالے اور اس سے اس دنیا میں رہنے کا حق چھسین لیا جائے۔ اسلام میں خود کش حملہ قطعاً ناجائز ہے لیکن میں پنجاب حکومت سے گزارش کرتا ہوں اور میں جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس مقصد کے لئے فنڈز مختص کریں۔ جیسے ریاض بسرا کے سرکی قیمت مقرر کی گئی تھی، سلمان رشدی کے سرکی قیمت بھی مقرر کی جائے۔ میں انہی الفاظ پر اتفاق کرتے ہوئے اجازت چاہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پچھلے تین چار دن سے مسلسل اس معززاً یوان میں یہ معاملہ اٹھایا جاتا رہا ہے اور ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ پاکستان پبلیک پارٹی کے ساتھ تعلق رکھنے والے دوست جو ہیں وہ دہری پالیسی اپنائے ہوئے ہیں۔ پہلے دو دن مسلسل ہمارے ایم ایم اے کے دوستوں کی طرف سے یہ مسئلہ اٹھایا گیا اور دو دن مسلسل ہمارے احتجاج کرنے پر انہوں نے شاہ محمود قریشی صاحب کی طرف سے ایک مسمم سی تردید دینے پر تیار ہوئے اور اس کے بعد آج انتہائی افسوس کی بات ہے کہ جب کل ہی اس معززاً یوان میں موققہ طور

پر صحافیوں کے ساتھ مل کر احتجاج کیا اور آج محترمہ بے نظیر بھٹو کی طرف سے یہ بیان آنکہ رشدی کے معاملے پر جو پاکستان گورنمنٹ کا اور گورنمنٹ آف پاکستان میں اس لئے کہتا ہوں کہ اعجاز الحق فرد واحد نہیں ہیں۔ اعجاز الحق مذہبی امور کے وزیر ہیں اور گورنمنٹ آف پاکستان کی نمائندگی کرتے ہیں اور ان کا موقف جو ہے وہ گورنمنٹ آف پاکستان کا موقف ہے وہ اعجاز الحق کا ذاتی موقف نہیں ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ فارن آفس نے بھی اس کو condemned کیا ہے اور یہ حقیقت ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت پاکستان کے موقف کے بر عکس کوئی موقف دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم مغرب کی تقلید میں اتنے اندھے ہو چکے ہیں کہ ہم آقائے دو جہاں کی شان میں جو گستاخی کی گئی ہے اس کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں جو کہ انتہائی قابل مذمت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کل اس معزز ایوان میں ایک انتہائی اہم اقدام اٹھایا اور متفقہ طور پر یہ احتجاج کیا اور آج پیپلز پارٹی کے اس دہرے رو عمل پر مناقشانہ رو یہ پر اور ایک دہری پالیسی پر ہم احتجاج کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی بھی پاکستانی کو اور خاص طور پر ان لوگوں کو جو ایک پارٹی کے سربراہ بھی ہوں اور وہ یہ کہ اور ایک وکیل کا کردار ادا کرنے پر احتجاج کو کن واک آؤٹ کرتے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی اس پالیسی پر اور ان کی قائد کی اس پالیسی پر ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں اور میں درخواست کروں گا ایم ایم اے کے بھائیوں سے کہ ان کے کہنے پر یہ معاملہ اس معزز ایوان میں اٹھایا گیا تمام ایوان نے ان کے ساتھ اتفاق کیا اور آج وہ اس پورے ایوان کے ساتھ ان لوگوں کے خلاف احتجاج میں شامل ہوں جو رشدی کی وکالت کر رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: رشدی کے وکیل مردہ باد۔ رشدی کی وکیل مردہ باد۔

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الی وزراء اور حکومتی پارٹی

کے تمام معزز اکین نے ٹوکن واک آؤٹ کیا)

(اسی مرحلہ پر پیپلز پارٹی پارلیمنٹریں کی رکن عظمی بخاری

اور محترمہ صغیرہ اسلام نے نعرے لگائے کہ پرویز الی عزاب الی)

(اس مرحلہ پر جواب میں حکومتی بخوبی سے خواتین ارکین نے

بے نظیر بے ضمیر کے نعرے لگائے)

جناب ارشد محمود گبو: پاہنٹ آف آرڈر۔

جناب پسیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ جی، ارشد محمود گبو صاحب!

جناب ارشد محمود گبو: جناب والا! میرا پاہنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ لاءِ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ایم ایم اے کا جو مطالبہ تھا اس پر ہم نے اور پورے ہاؤس نے ان کا یہ مطالبہ منظور کیا تھا اور اس پر پورے ہاؤس نے احتیاج بھی کیا تھا۔ اس حد تک تو اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر فرد نے اتفاق کیا تھا اور اس میں پیپلز پارٹی مسلم لیگ (ن) اور مسلم لیگ (ق) کے دوستوں نے مشترک طور پر قرارداد کی بھی حمایت کی تھی۔ جماں تک ان کا بے نظیر صاحبہ کے متعلق۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! اس معاملے پر ہم راجہ صاحب کی بات سے اتفاق نہیں کرتے کہ ہمیں بھی ان کے ساتھ واک آؤٹ کرنا چاہتے۔ ہم اس پر اتفاق نہیں کرتے کہ جو راجہ بشارت صاحب نے یہ کہا ہے کہ ہم پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن محترمہ بے نظیر بھٹو کے خلاف جوانوں نے سٹیممنٹ دی ہے، ہم اس کو درست نہیں سمجھتے۔ جب اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہر فرد نے اس کی مذمت کی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ اب اس لیوں پر یہ روشن کوئی اچھی روشن نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب پسیکر: میں آپ کو نام نہیں دے رہا، تشریف رکھیں۔ محمد وقار صاحب!

جناب محمد وقار صاحب: جناب پسیکر! میں اس ایوان میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ شان رسالت پر راجہ بشارت صاحب نے جو سٹینڈ لیا ہے بالکل ٹھیک لیا ہے اور اس پر ہم کوئی compromise نہیں کر سکتے اور ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کی طرف سے ایم ایم اے نے ٹوکن واک آؤٹ کیا)

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! ایم ایم اے کے ہمارے بھائی جو واک آؤٹ کر کے باہر تشریف لے گئے ہیں ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اب صرف رشدی کی وکیل یہاں پر بیٹھی رہ گئی ہیں۔ گستاخ رسول۔۔۔

جناب پسیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ تمام ارکین اسمبلی سے یہ گزارش ہے کہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ سید احسان اللہ وقار صاحب۔ اپنی تحریک پر بات کریں۔ تشریف رکھیں کافی باتیں ہو گئی ہیں۔ سید احسان اللہ وقار صاحب! (قطع کلامیاں)

رانا شنا، اللہ خان: جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب کی بات کرنی ہے کافی باتیں ہو گئی ہیں؟ (قطع کلامیاں)

رانا شنا، اللہ خان: جناب والا! مختصر اعرض کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: کافی بات ہو گئی ہے۔ (قطع کلامیاں)

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! ہمیں بات کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: رانا صاحب بیٹھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! بات تو کرنے دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تشریف تور کھیں۔ آپ بیٹھیں۔ پلیز۔ بیٹھیں۔ تمام اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ پلیز اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ رانا آفتاب احمد خان بات کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! (قطع کلامیاں)

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! ہاؤس کو order in کریں۔ آپ ہاؤس کو order in کریں گے تو میں بات کروں گا۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلے پر حکومتی اور اپوزیشن اراکین اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو کر ایک دوسرے کے خلاف مسلسل نعرے بازی کرنے لگے)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ تمام اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! آپ نے حکومتی اراکین کو بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ اب ہمیں بھی اپنی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ میربانی فرما کر اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ تمام اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔ آرڈر پلیز۔ جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ ہاؤس کو order in کریں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم وکلاء کے ساتھ اظہار تکھتی کے لئے ہاؤس سے باہر گئے ہوئے تھے۔ پتا چلا ہے کہ میں اس پر کوئی point raise ہوا ہے۔ ہر مسلمان سلمان رشدی کو سر کا خطاب دینے کی مذمت کرتا ہے۔ آپ کسی بھی مذہب والے پر خود کش حملہ کی اجازت دیتے ہیں؟ آپ خود کش حملہ جائز قرار دیتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب بیٹھے ہوئے ہیں آپ مجھے صرف یہ بتادیں کہ کیا کسی کا یہ بیان دینا کہ اس پر خود کش حملہ کیا جائے یہ جائز ہے؟ آپ اس کی وضاحت فرمادیں۔ اس کے بعد میں بات کرتا ہوں۔ اسلام میں کہیں بھی یہ اجازت نہیں ہے۔ اسلام میں tolerance ہے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہم نے اور ہماری پارٹی نے سب سے پہلے condemn کیا ہے۔ پھر ہاؤس میں بات ہوتی رہی۔ شاہ محمود قریشی کی statement بھی آئی ہے۔ وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز! جی، وزیر قانون!
وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جناب سپیکر! یہی ایک روایہ ہے جس رویے کی ہم نے مذمت کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایک گستاخ رسول ﷺ ہے۔ میں کہنا چاہوں گا کہ اس پر ایک خود کش حملہ نہیں، لاکھوں جانیں اس ذات پر قربان لیکن ان کا سی روایہ ہے جس کی ہم نے مذمت کی ہے۔
رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! مجھے یہ کسی کتاب میں، کسی فقہ میں دکھادیں کہ خود کش حملہ جائز ہے۔ آپ endorise کر دیں۔ آپ رونگ دیں کہ کیا کسی پر خود کش حملہ کرنا جائز ہے، وہ صدر، جنرل یا کوئی عام آدمی ہو۔ کیا اس پر خود کش حملہ کرنا جائز ہے جس میں بے گناہ لوگ مارے جائیں؟ یہ ان کا حال ہے۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ رانا آفتاب صاحب فرما

رہے تھے کہ خود کش حملہ جائز ہے یا ناجائز۔ مجھے جائز ناجائز سے سروکار نہیں۔ یہ کون ہوتے ہیں رشدی کے وکیل بن کر اس کے خلاف خود کش حملے کی مخالفت کرنے والے کون ہوتے ہیں، یہ کون ہوتے ہیں؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! جس نے رشدی کو سر کا خطاب دیا ہم اس پر بھی لعنت بھیجتے ہیں۔ رشدی پر بھی لعنت بھیجتے ہیں اور جو کوئی اس کا دفاع کرے ہم اس پر بھی لعنت بھیجتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! لا الله الا الله محمد رسول الله۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ بتائیں مرتد کی سزا کیا ہے۔ رانا صاحب! آپ رشدی کی وکیل کے وکیل نہ بنیں۔ (شور و غوغل)

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! لا الله الا الله محمد رسول الله۔ ہم رشدی پر ہزاروں لعنتیں بھیجتے ہیں۔ مگر میر اسوال یہ ہے کہ ہم اور ہماری پارٹی اسے condemn کرتی ہے اور اس پر لعنت بھیجی ہے جو اس کو بے نظر بھٹو سے منسوب کرتا ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر حکومتی اور اپوزیشن اراکین اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو کر ایک دوسرے کے خلاف مسلسل نعرے بازی کرنے لگے)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز! میری اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ پلیز! خاموشی اختیار کریں۔ خاموشی اختیار کریں پلیز! قاسم ضیاء صاحب!

(اس مرحلہ پر محترمہ زینت خان حکومتی بخپز سے اٹھ کر اپوزیشن بخپز پر جا کر اپوزیشن کی رکن اسمبلی محترمہ عظمی زادہ بخاری پر حملہ آور ہو گئیں)

جناب سپیکر: میں معزز اراکین اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ تمام معزز ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ میں کسی بھی معزز رکن کو یہ اجازت نہیں دوں گا کہ وہ حکومتی بخوں سے اٹھ کر اپوزیشن کے بخوں کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے۔ میں ہر گز اجازت نہیں دوں گا۔ کوئی معزز رکن حکومتی بخوں کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے۔ میں ہر گز اجازت نہیں دوں گا۔ اگر اس کی کسی نے خلاف ورزی کی تو جو سپیکر کے اختیارات ہیں وہ انشاء اللہ میں استعمال کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے خود دیکھا ہے کہ فاضل رکن پر آکر انہوں نے حملہ

کیا ہے، کیا یہ حملہ جائز ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جناب ارشد محمود گبو! (قطع کلامیاں)

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اتحاج کرنا یا مخالفت میں گفتگو کرنا ہر فاضل ممبر کا حق ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، گبو صاحب!

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس اسمبلی میں سخت سے سخت باتیں بھی ہوئی ہیں اور ہر معزز ممبر نے اپنا موقوف بیان کیا ہے۔ آپ نے خود دیکھا کہ ایک خاتون حکومتی بخوبی کی physically force کرنے کی کوشش کی اور دوسرا سے یہاں پر آئیں اور انہوں نے یہاں پر فاضل ممبر آغا صاحب ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں، دوست ہیں یہ کسی صورت بھی جو ان مردی نہیں ہے کہ کسی خاتون ممبر کو اونٹ کر کے اور پنسل مار کر کے کہ آپ بیٹھ جائیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ صورت حال ٹھیک نہیں ہے۔ اس ہاؤس میں اتحاج تو ہم بھی کر رہے ہیں، وہ بھی کر رہے ہیں اور کرنا بھی چاہئے۔ ان کا حق ہے کہ اگر انہوں نے باہیکاٹ کیا ہے اور اپنا موقوف بیان کیا ہے لیکن یہ کون سی جمورویت ہے یہ کون سا ضابط ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں آپ کوئی نہ کوئی ایکشن ضرور لیں۔

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! آج سے پہلے بھی اس ہاؤس میں اختلاف رائے ہوتا رہا ہے یہ بھی اپوزیشن کے خلاف بات کرتے رہے ہیں اور ہم بھی حکومتی بخوبی کے خلاف بات کرتے رہے ہیں لیکن اس بات پر میں بعد میں آؤں گا جس بات پر انہوں نے بات کی ہے لیکن پہلی بات دیکھنے کی یہ ہے کہ اس دن بجٹ اجلاس میں بھی آپ نے دیکھا کہ کس طرح ایک حکومتی وزیر نے پیپر چھینا اور بات بڑھی اور آج آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ایک حکومتی معزز ممبر میں انھیں معزز ہی کموں گا کیونکہ اس ہاؤس کی ممبر ہیں۔ انھیں یہ زیب نہیں دیتا کہ اپنے بخوبی سے انھیں اور اپوزیشن کے بخوبی پر آکر ہماری ایمپلائے پر حملہ آور ہوں۔

جناب سپیکر! اس پر میں آپ کی روئیگ چاہوں گا کہ آپ ان کے بارے میں کیا فیصلہ

کرتے ہیں۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ ایک عورت اور عورت لڑے بات ہے لیکن ان کے ایمپی اے کی یہ کیا جواں مردی ہے کہ ہماری خواتین ممبرز کے ساتھ آکر بد تیزی کی جائے اور انھیں پنسليں ماری جائیں۔ اگر یہ اتنی بد معاشری چاہتے ہیں تو ہمیں بتائیں اور پھر آپ یہ ہاؤس ختم کریں، ہم باہر کھڑے ہو کر لڑنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ انھوں نے ہم سے لڑنا ہے تو پھر ٹھیک ہے یہ ہاؤس ختم کریں اور ہم باہر جاتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں سے کون ہمارے ساتھ لڑنا چاہتا ہے لیکن یہ کوئی طریقہ ہے اور نہ ہم اس کی اجازت دیں گے۔ اس پر بھی آپ کی روانگی چاہئے۔

جناب سپیکر! جس بات پر حکومت نے بائیکاٹ کیا میں اس پر چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ ہم سب مسلمان ہیں، ہم سب کلمہ پڑھتے ہیں لیکن میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں گا کہ کون سے اسلام میں یہ بات جائز ہے کہ آپ دشمنوں کے ساتھ بھی قتل و غارت کی بات کریں اور نفرت کی بات کریں۔ ہمارا مذہب امن پسند ہے امن کی تلقین کرتا ہے۔

جناب سپیکر! جس نے غلطی کی ہے اس کو سزا ملنی چاہئے۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ ناموس رسالت پر ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری جان بھی قربان ہے لیکن یہ کہنا کہ اس کو سزادینے کی بجائے یہ تلقین کرنا کہ آپ خود کش محلہ شروع کر دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پوری مسلم امہ کے خلاف یہ ایک سازش کی جارہی ہے کہ پوری دنیا کٹھی ہو اور مسلم امہ کے خلاف لڑائی اور جنگ چھیر دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے وزیروں کا غیر ذمہ درانہ رویہ اور بیان کی مذمت ہونی چاہئے۔ جماں تک ناموس رسالت کی بات ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم کسی کو یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کیا یہ سب سب بھول گئے ہیں کہ جو حضور ﷺ نے ہمیں خود پڑھایا ہے۔ حضور ﷺ تو اس کو بھی دعائیں دیتے تھے جو عورت ان پر کوڑا پھینکتی تھی۔ یہ بات نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ اسلام بھائی چارے کا مذہب ہے، اسلام نفرت کا مذہب نہیں ہے۔ اگر آج ان کے وزیر نفرت کا پیغام دنیا کو دینا چاہتے ہیں تو ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! واک آؤٹ کرنا ان کا حق ہے لیکن دنیا فیصلہ کرے گی، عوام فیصلہ کرے گی کہ محترمہ کا بیان دنیا میں مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے کو روکنے کے مترادف ہے یا ناموس رسالت کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، چودھری ظسیر صاحب!

وزیر مواصلات و تغیرات: جناب سپیکر اقا مسعود حزب انتلاف کے بعد آپ نے مجھے اجازت فرمائی ہے۔ میں سب سے پہلے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جس ذات بابرکات کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ اس پر درود وسلام بھجنے کے لئے کہ:

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ جس نے فیض کے موئی بکھیرے ہیں
سلام اس پر کہ جس نے فرمایا یہ میرے ہیں

اب یہ بات ہو رہی ہے اور لیدر آف اپوزیشن فرمارہے ہیں کہ اسلام بھائی چارے کا مذہب ہے۔ بھائی چارہ مرتد کے ساتھ نہیں ہوتا۔ مرتد کے بارے میں ہمارا ان کے ساتھ بھائی چارہ نہیں ہے۔ ہم واضح کرتے ہیں کہ رشدی کے ساتھ ہمارا بھائی چارہ نہیں ہو سکتا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آج بے نظیر کے بیان کی مذمت کریں اور مرتد کی سزا پر کوئی compromise ہو گا۔ یہ دو باتیں کہیں کہ بے نظیر نے غلط بات کی ہے اور دوسری بات کہ مرتد کی سزا جو ہمارے مذہب میں ہے وہی ملے گی اور رسالت مآب کی ذات پر کوئی compromise نہیں ہو گا۔ اس کے بعد میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔

جناب محمدوارث کلوپاؤ انتہ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کلو صاحب!

جناب محمدوارث کلوپاؤ: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ قاسم خیاء صاحب نے کہما کہ اعجاز الحق صاحب نے یہ کیوں بات کی۔ میں ان کے الفاظ درست کرنا چاہتا ہوں کہ مرتد رشدی جس وقت شاتم رسول کملایا اس وقت سے ہمارے ہمسایہ ملک ایران نے اس کے خلاف اس کو قتل کرنے کا باقاعدہ طور پر فتویٰ جاری کر دیا جو فتویٰ پورے عالم اسلام میں جاری ہوا، پورے عالم اسلام نے مل کر ایک آواز اٹھائی، اس کے سر کی قیمت لگائی گئی اور یہ ہمارے مذہب میں جائز ہے۔ اگر یہ ان کو نہیں پہنچویہ دیتی کتابیں پڑھیں کہ جو مرتد ہے وہ واجب القتل ہے۔ اگر اعجاز الحق صاحب نے یہ کہا ہے کہ اس مرتد کو مارنے کے لئے خود کش حملہ جائز ہے تو خدا کی قسم! میں کہتا ہوں کہ اس نے ایک بندے کو کہا ہے ہمارے تولاکھوں مرنے کے لئے تیار ہیں، لاکھوں خود کش حملے کرنے کے لئے

تیار ہیں۔ اگر حضرت محمد ﷺ کی ناموس پر ہماری جان چلی جائے تو اس سے بڑی خوش بختی ہمارے لئے اور کیا ہو گی۔ آخر پر میری ایک بات سنیں کہ آج اس اسمبلی میں مذمت سے کام نہیں چلتا، آج اسمبلی سے ایک قرارداد آنی چاہئے اس کے لئے میں راجح صاحب سے request کروں گا کہ یہ آج قرارداد پیش کریں کہ یہاں سے بے نظر کے خلاف ریفرنس جائے گا کہ بے نظر پر پاکستان میں سیاست کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند ہونے چاہیں، ہمیشہ کے لئے بند ہونے چاہیں، ہمیشہ کے لئے بند ہونے چاہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، قاسم ضیاء صاحب! بھی مختصر کریں۔

جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈو وکیٹ) پونٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ میں نے قاسم ضیاء صاحب کو Floor دیا ہے۔

جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈو وکیٹ): جناب سپیکر! عالم اسلام میں جو مثال ملتی ہے کہ ایک یہودی اور ایک نہاد مسلمان کے درمیان پانی کا تنازع پیدا ہوا اور اس نام نہاد مسلمان نے جناب رسالت آب حضرت محمد ﷺ کے فیصلے پر عدم اطمینان کا انظمار کیا۔ سورہ النساء شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات اتاریں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت وقت سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو باتیں ان کے ممبر ان کر رہے ہیں، کیا ان کا یہ موقف ہے کہ دنیا میں خود کش حملہ کرنا جائز ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ واضح بیان دیں کہ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں خود کش حملہ کرنا جائز ہے، یہ کس کی بات کرتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ اس پر حکومت کا موقف آئے اور حکومت کی جو پالیسی ہے یہ واضح کریں کہ کیا یہ آج دنیا میں خود کش حملہ کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

وزیر صحت: پونٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب پاہنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ آپ کی توجہ چاہوں گا۔ بڑے ہی افسوس کا مقام ہے کہ اتنا ہم مسئلہ ہے اور میں حیران ہوں کہ وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے پاکستان کی قیادت کرنے کا موقع دیا اور دو دفعہ وہ پاکستان کی وزیر اعظم رہی ہیں۔ ان کا پاکستان کے باہر اس طرح کا موقف کہ رسول پاک ﷺ جن کے اوپر ہماری جان، مال اور بچے قربان ہیں، ان کے بارے میں وہ باہر بیٹھ کر گستاخ رسول کی وکالت کر رہی ہیں اور پھر وہ یہ کہیں کہ ہم پاکستان کی لیدر ہیں تو کیا ہماری قیادت کا یہ رویہ ہونا چاہئے؟

جناب سپیکر! اس سے تو میرا خیال ہے کہ موت بہتر ہے۔ میں تو قسم ضیاء صاحب سے اور ان کی پوری پارٹی سے یہ توقع کرتا تھا جیسے کل ناظم شاہ صاحب نے بات کی تھی اور کل انہوں نے کتنا positive رویہ اختیار کیا تھا کہ اگر شاہ محمود قریشی صاحب نے یہ بات کی ہوگی تو ہم ان کے ساتھی نہیں ہیں، شاہ محمود قریشی صاحب اگر اس کی تردید کریں گے تو ہم ان کے ساتھ ہوں گے ورنہ ہم اپنی لیدر سے اس کو تردید کروائیں گے۔ اگر وہ تردید نہیں کریں گی تو ہم ان کی پارٹی چھوڑ دیں گے ان کے رویے اس طرح کے ہونے چاہیں تھے لیکن ان کا یہ رویہ ہے کہ وہ رشدی کی وکیل کو support کر رہے ہیں۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: معززدار اکین سے گزارش ہے کہ پلیز اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ سمیع اللہ صاحب! آپ بھی بیٹھیں۔ میں تمام اراکین سے کہہ رہا ہوں کہ تشریف رکھیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ قاسم ضیاء صاحب! منتحر کریں۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! اکیا یہ حکومت سمجھتی ہے کہ خود کش حملہ کرنا جائز ہے میں اس پر حکومت سے جواب چاہتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہیں وہ اس کا جواب دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تمام معززدار اکین سے گزارش ہے کہ پلیز اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ سمیع اللہ صاحب! اپلیز آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پاہنٹ آف آرڈر۔ مجھے بات کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ اپلیز آپ بھی بیٹھ جائیں۔ تمام ارکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ پلیز! خاموشی اختیار کریں۔ میں تمام ارکین اسمبلی سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ سب لوگ اس چیز کے شاہد ہیں کہ پچھلے تقریباً سال ہے چار سال یا پونے پانچ سال کا عرصہ ہوا ہے، میں نے اپوزیشن کو بھی کھل کر بات کرنے کا موقع دیا ہے اور حکومتی بخوبی پر بیٹھ ہوئے دوستوں کو بھی بڑے کھلے دل سے سنائے۔ میں یہ بات وثوق کے ساتھ کرتا ہوں کہ سوائے چند ایک معزز ارکین اسمبلی کے باقی سب نے ہمیشہ قواعد و ضوابط سے ہٹ کر بات کی ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہم نے اس معزز ایوان میں پہلے دن سے یہ حلف لیا ہوا ہے کہ ہم اس اسمبلی کی کارروائی کو اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے مطابق چلا کیں گے اور اس حلف کا ہمیں قطعاً پاس نہیں ہے۔ میں صرف اس معزز ایوان سے یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آج سے پہلے جیسے میں نے عرض کیا کہ جو بھی باتیں ہوئیں جو بھی کسی نے بات کی میں نے خود بھی بڑے صبر کے ساتھ سنی اور دوستوں کو بھی یہ تلقین کی کہ اگر کسی دوست نے کوئی اخلاق کے دائرے سے ہٹ کر بھی بات کر دی ہے تو وہ میں نے کارروائی سے حذف کر دی اور اس سے گزارش کی کہ آپ اخلاق کے دائرہ میں رہ کر بات کریں اور جس کے خلاف بات کی گئی، کسی پارٹی کے خلاف بات کی گئی یا کسی قیادت کے خلاف بات کی گئی تو ان سے بھی میں نے گزارش کی کہ آپ درگزر کریں اور ہاؤس کی کارروائی smoothly چلنے دیں۔ یہ جو آج کا issue ہے یہ کوئی عام issue نہیں ہے، یہ ایک مذہبی issue ہے اور ہم سب مسلمان ہیں اس پر قطعاً میں compromise کرنے کو تیار نہیں اور رانا آفتاب احمد خان نے یہ رو لنگ چاہی کہ آپ رو لنگ دیں کہ اسلام میں خود کش حملہ جائز ہے؟ قاسم ضیاء صاحب نے کہا کہ میں حکومتی بخوبی پر بیٹھے ہوئے دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا خود کش حملہ جائز ہے؟ میں detail کے ساتھ اتنی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ میں کوئی عالم فاضل آدمی نہیں ہوں لیکن میں اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ جو گستاخ رسول ہے وہ واجب القتل ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر حکومتی بخوبی سے معزز ممبران نے نعرہ تکمیر، اللہ اکبر کے نعرے لگائے) اور واجب القتل جو انسان ہو جس کو قتل کیا جائے ایسی سینکڑوں نہیں ہزاروں مثالیں ہیں کہ جو آدمی کسی کو قتل کرتا ہے وہ خود بھی اپنے آپ کو شوت کر لیتا ہے۔ ایسی کئی مثالیں پاکستان میں ملیں گی، ہر شر میں مل جائیں گی کہ ایک آدمی نے دو قتل کئے اور بعد میں اپنے آپ کو بھی مار دیا۔ یہ قتل کرنے والے کی صوابید پر ہے کہ وہ اپنی جان پر بھی کھلی جاتا ہے یا صرف قتل کر کے اپنے آپ

کرتا ہے۔ defend

(اس مرحلہ پر حکومتی بخوبی سے معزز ممبران نے نعرہ تکبیر، اللہ اکبر

اور نعرہ رسالت کے نعرے لگائے)

میں پورے ایوان سے گزارش کروں گا کہ دونوں اطراف سے رانا آفتاب احمد خان صاحب نے بھی کھل کر بات کر لی، قاسم ضیاء صاحب نے بھی بات کر لی، حکومتی بخوبی پر بیٹھے ہوئے دوستوں نے بھی بات کر لی۔ یہ ایک مذہبی مسئلہ ہے خدا نے کرے کہ کوئی اشتغال میں آکر ایسا کلمہ کہ دے کہ ہم اسلام کے دائرہ سے ہی خارج ہو جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو آج کا بزنس ہے ہم اس کی طرف آتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ و رانہ و انتظامی ترقی: جناب سپیکر! ---

جناب سپیکر: بریگیڈیر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ضرورت نہیں ہے۔ آپ ہاؤس کی کارروائی چلنے دیں۔ جی، رانا شاہ اللہ خان صاحب (قطع کلامیاں)

رانا شاہ اللہ خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں کافی دیر سے۔ --- (قطع کلامیاں)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ---

جناب سپیکر: محترمہ! براہ مریانی آپ تشریف رکھیں۔ قاسم ضیاء صاحب نے بات کر لی ہے، رانا آفتاب احمد خان صاحب نے بات کر لی ہے۔ آپ کو اپنی قیادت پر بھی اختلاف نہیں ہے۔ جب یہاں نے بات کر لی تو پوری پارٹی کی طرف سے بات ہو گئی۔ حاجی اعجاز صاحب نے بات کر لی ہے، رانا آفتاب احمد خان نے بات کر لی ہے، قاسم ضیاء نے بات کر لی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ بھی خیال کیا کریں۔ اس معزز ایوان میں جو کارڈ آپ نے اس دن دکھائے تھے۔ وہ بھی ذرا آپ خیال کریں نا۔ جی، رانا شاہ اللہ خان صاحب! (قطع کلامیاں)

رانا شاہ اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے لیڈر آف دی اپوزیشن کے جس سوال کے جواب میں آپ نے جو فرمایا ہے۔ ویسے جس چیز پر آپ بیٹھے ہیں، جس مرتبے پر بیٹھے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی طرف سے کوئی ایسی سٹیئمنٹ نہیں آئی چاہئے کہ جس میں ابہام رہ جائے۔ اگر آپ یہ فرمائیں ہیں کہ اسلام سے دشمنی یار رسول پاک ﷺ سے گستاخی واجب القتل ہے۔ یہ درست ہے لیکن کسی کے واجب القتل ہونے کا فیصلہ میں اپنے طور پر کر سکتا ہوں نہ آپ اپنے طور پر کر سکتے ہیں۔ اس

کافیصلہ آخر کسی فورم سے ہونا ہے نال یعنی اس کافیصلہ کسی فورم سے ہونا ہے۔ اب جتنے بھی خود کش حملہ کرتے ہیں جنہوں نے جزل مشرف پر خود کش حملہ کیا، جنہوں نے وزیر اعظم پر خود کش حملہ کیا، جنہوں نے لاہور میں، کراچی میں، پشاور میں خود کش حملے کئے۔ وہ اپنے ذہن کے مطابق جن کے اوپر انہوں نے خود کش حملے کئے ان کو وہ اسلام دشمن سمجھتے ہیں اور ان کو وہ اسی طرح سے واجب القتل سمجھتے ہیں۔ جس کو میں، آپ یا کوئی آدمی واجب القتل سمجھ سکتا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر جو معاملہ زیر بحث تھا محترمہ بے نظر بھٹو کے بیان کو کوئی مسترد کرے، ٹھیک ہے انہیں حق پہنچتا ہے، کوئی defend کرے یہ بھی ان کا حق ہے لیکن بات یہ ہے کہ آپ نے آج اس دوران اس سے پہلے ٹھیک ہے یہاں پر protest ہوتا رہا ہے، دھمکی پیل ہوتی رہی ہے لیکن اس حد تک کہ کوئی ممبر intentionally باہر جائے اور اس پر چکر نکال کر یہاں پر آ کر اپوزیشن کی سیٹوں پر حملہ آور ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی قطعی طور پر اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ (قطعہ کلامیاں)

جناب سپیکر: بالکل یہ بات مناسب نہیں ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! یہ چیز آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ اس میں کسی قسم کی evidence کی ضرورت نہیں ہے۔ جماں تک آغا صاحب کا تعلق ہے انہوں نے کماکہ انہوں نے یہ حرکت کی ہے، پنسلیں ماری ہیں، بد تمیزی کی ہے۔ آغا صاحب نے کماکہ نہیں، جی یہ جھوٹ ہے میں نے نہیں کی۔ چلے اس میں آپ انکو اڑی چاہتے ہوں گے لیکن یہ جو حملہ ہے یہ تو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اس لئے آپ کو چاہئے کہ آپ اپنی غیر جانبداری کو برقرار رکھتے ہوئے اس معزز رکن پر جس نے اپوزیشن: پنجوں پر آکر حملہ کیا ہے ان کو اسی وقت رو لز کے مطابق آپ کی پاور ہے۔ ان کو ہاؤس سے نکالیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب فیاض الحسن چوہان: جناب سپیکر! ---

جناب سپیکر: چوہان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! نے فرمایا ہے کہ سپیکر کی طرف سے اس قسم کی کوئی سٹیٹمنٹ نہیں آئی چاہئے تھی جو میں نے دی ہے۔ پہلے تو میں رانا صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے میں مسلمان ہوں بعد میں سپیکر ہوں۔ یہ عمدے آنے جانے

والی چیز ہے اور جو میں نے بات کی ہے یہ میرے اندر کی بات ہے۔ مجھ سے رونگ بھی مانگی گئی تھی اس حوالے سے میں نے یہ بات کر دی تھی۔ اس میں کوئی سیاسی مصلحت نہیں کہ کسی کو یہ اچھی چیز لگتی ہے یا بری لگتی ہے۔ جو لفظ میں نے کہے ہیں اس پر انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل کرم سے قائم ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز مبران نے نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت کے نعرے لگائے اور افضل سماں زندہ باد کے نعرے لگائے گئے)

باتی آپ کی بات یہ ٹھیک ہے کہ جو بد مزگی ہوئی یہ نہیں ہونی چاہئے تھی۔ اس کو میں دیکھ لیتا ہوں۔ اب ہاؤس کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔

رانا شناہ اللہ خان: پونٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ آپ کو ان الفاظ پر بھی قائم رکھے اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اسلام میں جب ایک چیز واجب ہو جاتی ہے تو پھر سب سے پہلے اس کا کام یہ ہے کہ وہ دنیا داری کو چھوڑے اور اسلام پر قائم ہو۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اور چودھری ظسیر صاحب باتی کام چھوڑیں، امریکہ روانہ ہوں اور جا کر رشدی کو قتل کر کے پھر والپیں آجائیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! آپ پر اور چودھری ظسیر الدین پر کھانا بھی حرام ہے اور سونا بھی حرام ہے۔ جو آپ نے گفتگو کی ہے آپ جائیں اور رشدی کو قتل کر کے آئیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

(اس مرحلہ پر حکومتی معزز مبران نے نعرہ تکبیر، اللہ اکبر کے نعرے لگائے)

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ماشاء اللہ عالم فاضل آدمی ہیں۔ آپ فتویٰ دے سکتے ہیں لیکن کیونکہ میں اتنا اسلامی علم نہیں رکھتا اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی ایسے الفاظ میری زبان سے نکل جائیں جو کہ خدا نخواستہ اسلامی نقطہ نظر سے مجھے نہیں کہنے چاہیں لیکن میں یہ وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر وہ بندہ میرے سامنے ہو تو میں ضرور آپ کی یہ حسرت پوری کر دوں۔ جی، سید احسان اللہ وقاراں!

جناب سمیع اللہ خان: پونٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں! سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جس حاس issue پر آج اس ہاؤس میں بات ہو رہی ہے۔ آپ نے بھی یہاں رانا شناہ اللہ صاحب، قاسم ضیاء صاحب نے اسی طرح ادھر سے چودھری ظسیر الدین صاحب نے اور دیگر ممبر ان نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور آپ نے بھی اس چیز پر اس چیز سے ہٹ کے اپنے ذاتی ایمانی خیالات کا اظہار کیا ہے لیکن ہاؤس میں جو issue آیا ہے اور یہ کوئی کسی ملہ یا گاؤں کی کوئی بیٹھک نہیں ہے اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس پر پاکستان کا جو area diplomatic ہے، اس ایسا کے اندر اس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ اعجاز الحق صاحب، سٹیٹ کی وفاقی کابینہ کے ایک منسٹر ہیں اور انہوں نے ایک statement اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سب سے پہلے پاکستان کے diplomatic areas کے وارث وفاقی کابینہ، وزیر اعظم اور صدر ہوتے ہیں اور جس طرح رانا شناہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی دوسرے پر خود کش حملہ کرتا ہے تو اس کے نزدیک وہ دوسرا شخص واجب القتل ہوتا ہے۔ اسی پاکستان میں جزل پر ویز مشرف پر قاتلانہ حملہ ہوا، جس نے کیا وہ اسی طرح جس طرح آج یہ ہاؤس، اس میں بیٹھے حکومتی بخوبی کے ممبر یہ سمجھتے ہیں کہ سلمان رشدی پر خود کش حملہ جائز ہے۔ اسی طرح اس بمبارے، اس خود کش حملہ کرنے والے نے [*****]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ خان صاحب! خود سمجھ لینے سے نہیں کہ بندہ سمجھ لے کہ یہ واجب القتل ہے۔ جو گستاخ رسول ہے وہ واجب القتل ہے یہ نہیں کہ جو بندہ خود سے سمجھ لے۔ (شور و غل)

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! یہ ڈیکورم خراب کیا گیا ہے اور ہم چاہیں گے کہ آپ اس پر فیصلہ دیں کیونکہ جب تک وہ ممبر اس ہاؤس میں بیٹھی ہیں تو ہم اس کارروائی کو آگے نہیں چلنے دیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ نے فیصلہ نہیں دینا اور پھر آپ ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم ہاؤس کی کارروائی چھوڑ کر واک آؤٹ کر کے باہر چلے جائیں۔

* بحکم جناب پیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: رو لنگ ریز رو رکھنے کا مجھے اختیار ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ میں اپنی رو لنگ ریز رو رکھتا ہوں اور بعد میں فیصلہ دوں گا۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! جب تک آپ رو لنگ نہیں دیتے تو ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ان حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

(اس مرحلہ پر حکومتی بخوبی سے غلام ہیں غلام ہیں،

رسول کے غلام ہیں اور دیگر نعرے لگائے گئے)

جناب سپیکر: اب ہم کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ جناب قاسم ضیاء!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، رانا آفتاب احمد خان صاحب بھی تشریف فرمانہیں ہیں، ارشد محمود گو صاحب بھی تشریف فرمانہیں ہیں، سمیع اللہ خان صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے، سید ناظم حسین شاہ صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، شیخ اعجاز احمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، سید احسان اللہ وقار صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈو وکیٹ)!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، عامر فدا پراچہ صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، جناب اشتیاق احمد مرزا! بہانزیب امیاز گل صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، راجہ ریاض احمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، ملک اصغر علی قیصر صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، سید حسن مرتفعی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، لالہ شکیل الرحمن (ایڈو وکیٹ)!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، چودھری اعجاز احمد سماں صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، تنور اشرف کاڑہ صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب!۔۔۔ نہیں رکھتے، احسان الحق احسن نوازیا صاحب!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، محترمہ عظمی زاہد بخاری صاحبہ!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، محترمہ فائزہ احمد صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، پرویز رفیق صاحب!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، جناب مجتبی شجاع الرحمن!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، رانا مشود احمد خان صاحب!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، افضل سلطان ڈو گر صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، چودھری اصغر علی گجر صاحب!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، ڈاکٹر سید وسیم اختر!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، راجہ محمد طارق کیانی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن صاحب!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، جناب محمد افضل

مرزا!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، محمد ریاض شاہد صاحب!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، ڈاکٹر اسد معظم صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، فیض اللہ کوکا صاحب!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، جناب علی حسن رضا قاضی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، چودھری زاہد پرویز صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، میاں سعود حسن ڈار صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، چودھری محمد شبیر مرزا!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، میجر (ریٹائرڈ) احسان اللہ چودھری!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، جناب طاہر اختر ملک!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، حاجی محمد اعجاز صاحب!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، جناب مشتاق احمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

(اس مرحلہ پر ایم ایم کے ارکین اسمبلی واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لائے)
معزز ممبر ان حزب اقتدار: خوش آمدید۔

جناب سپیکر: سید مظفر حسین کاظمی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، جناب محمد اشرف خان سوہنا!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، ملک محمد اسحاق بچہ صاحب!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، ملک محمد ارشد جٹ راں!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، مخدوم سید محمد مختار حسین صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، بیبری مشتاق احمد شاہ صاحب!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، میاں سیف اللہ اویسی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، راؤ اعجاز علی خان!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، جناب محمد یار مونا!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، جناب شاہد انجم!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، میاں محمد اسلام (ایڈو وکیٹ)!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، انجینئر جاوید اکبر ڈھلوان!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، جناب جاوید حسن گجر!۔۔۔ تشریف فرمانہیں رکھتے، شیخ عزیز اسلام صاحب!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، محترمہ نشاط افزاء!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، محترمہ صغیرہ اسلام!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، محترمہ طاعت یعقوب صاحبہ!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈو وکیٹ)!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، محترمہ نور النساء ملک!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، محترمہ نجی سلیم!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، محترمہ صیحہ بیگم!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں، محترمہ صائمہ بخاری صاحبہ۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ عذر ابا نو۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ جناب نوید عامر۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ راجہ محمد علی،۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ راجہ ارشد محمود،۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری محمد ایاز۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ملک ابرار احمد،۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ شیخ تنوری۔۔۔

احمد۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد نواز ملک، ۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب عمران اشرف۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب ملال یسین۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد آجاسم شریف۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ مراشتیاق احمد۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری عبدالغفور خان۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد افضل کھوکھر۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری سجاد حیدر گجر۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں یاور زمان۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ بابو نفیس احمد انصاری۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر نذیر احمد مسٹھوڑو گر۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ مرا عباز احمد اچلانہ۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ملک محمد اقبال چنڑ۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری محمد شفیق انور۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ پروین مسعود بھٹی۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ انشاں فاروق۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ خالدہ منصور۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ نگمت پروین میر۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ شہناز سلیم۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ جناب کامران ماںیکل۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد وقار!

جناب محمد وقار: جی، جناب سپیکر! میں اپنی بات سے پہلے ذرا ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے وضاحت نہ کریں آپ اپنی بات کٹوٹی پر کریں۔

جناب محمد وقار: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! جہاں تک تعلق ہے رسول اللہ ﷺ کی عزت اور حرمت کا اس پر آپ نے جو بات کی ہے اس کو ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور وہ ایک مسلمان کی آواز ہے اور الحمد للہ یہ ہمیں اطمینان ہے کہ یہ ملک مسلمانوں کا ملک ہے۔ ہم نے جو وہ اک آؤٹ کیا تھا وہ ایک خاتون کے ساتھ جو بد تیزی ہوئی تھی اس پر کیا تھا، میں صرف یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا۔ اب میں صحت کی کٹوٹی پر آتا ہوں۔ (نثرہ ہائے تحسین)

جناب ارشد محمود گبو: پاؤ ائٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! جس طرح یہ بحث تقاریر ہوئی ہیں اس میں اپوزیشن اور حکومتی بخوبی کے تمام معزز اکان کی رائے تھی کہ آپ نے اس ہادس کو سائز ہے چار سال بڑے احسن طریقے سے چلایا اور میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اس میں آپ نے اپوزیشن کو بھرپور طریقے سے participation کے لئے وقت بھی دیا اور ہر طریقے سے ان کو جو responsibility ہے اسی چاہئے تھی

وہ بھی آپ نے دی ہے۔ بعض دفعہ ایسا بحران ہاؤس میں پیدا ہو جاتا ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اور راجہ بشارت صاحب بڑے اچھے طریقے سے settle کر سکتے ہیں اور اس کو manage کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! جماں تک آپ کا فتویٰ ہے جس طرح انہوں نے کہا ہے یہ آپ کا فتویٰ نہیں ہے یہ آپ کی رائے نہیں بلکہ یہ قرآن و سنت کی ہے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک یہودی اور مسلمان گئے اور وہاں جا کر مسلمان نے کہا کہ یہ ذرہ کا معاملہ ہے میں آپ سے فیصلہ کروانا چاہتا ہوں۔ یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف اتنا کہا کہ اے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس فحیلے کو تمہارے نبی ﷺ میرے حق میں کرچکے ہیں اس نے صرف اتنی بات کہی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھ کر اندر چلے گئے اور اندر سے توارے کر آئے اور اس مسلمان کا سر تن سے جدا کر دیا۔

جناب سپیکر! یہ ایمان کی بات ہے، یہ قانون کی بات نہیں ہے اور اس پر فتاوے بھی موجود ہیں۔ دنیا کے سب سے بڑے عالم دین یوسف کرزاوی نے اس پر فتویٰ دیا ہے انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ خود کش حملہ نہیں ہے جب مسلمان چاروں طرف سے دیکھتا ہے کہ اس کے پاس کوئی حل نہیں ہے تو یہ بھی شادت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پر جس طرح آپ نے کہا یہ دنیاداری کی بات نہیں ہے میں اس کو دنیاداری کہتا ہی نہیں ہوں۔ یہ ہمارے اندر کی بات ہے، یہ ہمارے ایمان کی بات ہے، یہ ہمارے اسلام جو ہمارے اندر ہے یہ اس کی بات ہے لیکن ہم نے جو بائیکاٹ کیا ہے جس طرح کہ وقار صاحب نے بھی کہا ہے کہ یہ آپ نے ساڑھے چار سال میں پہلی دفعہ دیکھا کہ ایک ممبر وہاں سے یہاں آکر اور بڑی دیدہ دلیری سے اور یہ خاتون سوائے لڑائی کے آپ ان کا ریکارڈ ملاحظہ فرمائیں کہ جب بھی کوئی لڑائی کا موقع ہوتا ہے یہ بازو اپ کر کے لڑنے کے لئے میدان میں آ جاتی ہے۔ آپ نے اس پر رولنگ محفوظ رکھی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اپوزیشن باہر بیٹھی ہے، ہم نے اس وجہ سے بائیکاٹ کیا ہے کہ جو خاتون پر حملہ ہوا ہے تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ راجہ بشارت صاحب کو اور ایک دو منسٹر زکو بھیجیں اور وہ اپوزیشن کو لے کر آئیں اور راجہ صاحب اس واقعہ کے متعلق جو ہوا ہے اور یہ افسوسناک واقعہ ہے اس کو آپ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ افسوسناک واقعہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے راجہ بشارت صاحب اس پر اظہار کریں جو بھی طریقے کار وہاں adopt کریں تاکہ اپوزیشن اس بزنس

میں شامل ہو سکے یہ گورنمنٹ کا بڑنس ہے اس کٹوئی کی تحریکوں میں زیادہ تر تو اپوزیشن نے ہی بولنا ہے تو یہ بجٹ تو ایک گھنٹے میں ہی پورا ہو جائے گا لیکن یہ اچھاتا ثر نہیں ہے۔ یہاں قائد ایوان بھی میٹھے ہیں میں آپ سے اور وزیر اعلیٰ سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ راجہ بشارت صاحب اور ایک دو منسٹر ز کو بھیجیں اور جو افسوسناک واقعہ ہوا ہے اس میں ہماری تربیت ہونی چاہئے ہم بہت زیادہ جذباتی بھی ہو جاتے ہیں اور جس طرح آپ نے فرمایا کہ ہم رولز کو بھی ایک طرف رکھ دیتے ہیں لیکن جہاں آپ نے سماں چار سال رولز آف بڑنس سے درگزر کیا ہے اور آپ ہمیں موقع بھی دیتے ہیں اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ راجہ بشارت صاحب اور منسٹر صاحبان کو بھیجیں تاکہ وہ اپوزیشن کو اندر لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ میں نے یہ فیصلہ محفوظ رکھا ہے اور جو incident ہوا ہے اس پر میں اپنا فیصلہ انشاء اللہ دوں گا اور یہ سپیکر کو اختیار ہے کہ وہ اپنا فیصلہ ریزرو رکھ سکتا ہے۔ باقی رہی بات ان کو واپس لانے کی تو یہ میں لاے منسٹر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر وہ آنا چاہتے ہیں تو۔۔۔

جناب محمد وارث کلو: پونٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کلو صاحب!

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ جو بگو صاحب نے بات کی ہے یہ معاملہ پہلے سے طے ہو گیا تھا جو میدم ادھر سے گئی تھیں اس کی بات انہوں نے پہلے سے کر لی تھی اس پر آپ نے اپنی confusion reserved judgment reserved کھی ہوئی تھی اب جو انہوں نے بائیکاٹ کیا ہے اس کو یہ کر رہے ہیں۔ جو انہوں نے بائیکاٹ کیا ہے جو سمیع اللہ نے بات کی ہے اس پر انہوں نے بائیکاٹ کیا ہے۔

کتھے مر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آج یہ ہماری قوم، آج ہمارا یہ ہاؤس confused کیوں ہے؟ آج ناموس رسالت پر بات ہو رہی ہے اور اس پر پیپلز پارٹی کے لوگ بجائے اس کے، پرسوں ان کارویہ ٹھیک تھا کہ انہوں نے شاہ محمود قریشی کے رویے کو یہ کما کہ یہ بات

نہیں ہو سکتی۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب محمد وارث کلویہ settle down ہونا چاہئے۔ یہ نظریاتی مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر! جی، تشریف رکھیں۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ میرے خیال میں اب ایسا بہام تو ہے کوئی نہیں اور جس طرح ارشد بگو صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ ابھی ان کا جو وہ آٹھ ہے وہ ایک particular issue پر ہے کہ ایک مختار مدد کے متعلق جو وہ فرمار ہے تھے کہ انہوں نے ایک دوسری خاتون کے ساتھ زیادتی کی۔ اس میں آپ کی بڑی واضح روشنگ آچکی ہے کہ آپ اس بات کا نوٹس لیں گے اور آپ اس پر detailed ruling provide کرنے کا assurance کے بعد ان کو والپیں آجانا چاہئے کیونکہ سپیکر کو اس بات پر compel کرنے کا then there and وہ فیصلہ فرمادیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب رویہ نہیں ہے۔ آپ کو موقع دینا چاہئے اور ابھی نماز کا وقت ہونے والا ہے، وہ آپ کے ساتھ بیٹھیں، بات کریں اور آپ صاحب انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں detailed ruling بھی دیں گے اور ان کو والپیں آجانا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اس معزز ایوان کے لئے بھی اور پر لیں کی consumption کے لئے بھی کہ یہ ہمارے دوست جو پسلے ہی جس بات پر احتجاج کر رہے تھے وہ خود کش حملے کو confuse کر رہے تھے۔ وہ بات کر رہے تھے کہ اسلام میں خود کش حملہ کرے تو کماں جائز ہے؟ ہم مانتے ہیں کہ اسلام میں مسلمان، مسلمان کے خلاف خود کش حملہ کرے تو جائز نہیں، رشدی کے معاملے میں کماں جائز اور ناجائز والی بات ہے؟ وہ تو مرتد ہے اور جس طرح آپ نے روشنگ دی، میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے بالکل درست فرمایا اور ہر شخص نے اس کو کیا اور ان کو بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہاں appreciate کیا، اپوزیشن نے appreciate کیا اور ان کو بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہاں not confusion تھے۔ بلکہ اپنے جذبہ ایمان کے لئے، اپنے ایمان کے لئے اور اپنے مسلمان ہونے کے ناتے ان کو ایک show کرنی چاہئے اور اس کو ان کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے۔ اگر مختار مدد بے نظیر بھٹونے ایک غلط بات کی ہے تو ان کو gracefully کہنا چاہئے کہ یہ غلط بات کی ہے، ہم ان سے کہیں گے کہ اس کی وضاحت کریں، بات ختم۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی confusion تھے نہیں۔ وہ رشدی کی ولیل بن گئی ہیں۔ ہم نے احتجاج اس لئے کیا کہ ان کو

ایک گستاخ رسول کی وکالت نہیں کرنی چاہئے تھی۔ جب مسلمان اپنے جذبات کا اظہار اس گستاخ رسول کے خلاف کر رہے ہیں تو اس کے آگے صحیح یا غلط ہونے کا ان کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ ہمارے جذبہ ایمانی کی بات ہے۔ اس کی وضاحت کرنے والی، اس کو جائز قرار دینے والی، اس کو غلط قرار دینے والی وہ کون ہوتی ہیں؟ ہم نے اس بات پر واک آؤٹ کیا تھا۔ میں ایم ایم اے کے بھائیوں کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمارے مؤقف کی تائید کی۔ اب بھی وہ اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ انہوں نے جو واک آؤٹ کیا ہے وہ کسی اور issue پر کیا ہے، اس issue پر ان کا موقف ہمارے ساتھ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کو مزید issue نہیں بنانا چاہئے۔ ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلانا چاہئے اور ان سے بھی آپ دوستوں کو request کرنی چاہئے کہ وہ والپس تشریف لائیں اس لئے کہ اس پر سپیکر صاحب پلے ہی اس کا نوٹس لے چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ سپیکر صاحب کی طرف سے روئنگ بھی آئے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقہ نماز ہوتا ہے اور ہاؤس آدھ گھنٹے کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر وقہ برائے نماز ظہر کے بعد ایک نج گر 50 منٹ پر

جناب سپیکر کری صدارت پر منعکن ہوئے)

جناب ارشد محمود گبو: پونٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! میں نے گزارش کی تھی کہ آج Cut Motions ہیں اور جموروی سسٹم میں یہ ضروری ہے کہ اپوزیشن ہاؤس میں موجود ہواں لئے میری آپ سے پھر درخواست ہے کہ کچھ منظر کو کہا جائے کہ اپوزیشن کے دوستوں کو ہاؤس میں لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: میں جناب عامر سلطان چیئرمین و وزیر آپاٹی، قاسم نون صاحب اور ارشد محمود گبو صاحب سے کہتا ہوں کہ اپوزیشن کے ممبر ان کو ہاؤس میں لے کر آئیں۔ محمد وقار صاحب!

جناب محمد وقار صاحب: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب سپیکر! صحت کا مکملہ زیر بحث ہے اور کٹوتی کی تحریک پر ہم بات کر رہے ہیں۔ اس وقت جو 8.85-8.95 ارب روپے حکومت نے صحت کے لئے مانگے ہیں۔ ہمارا یہ خیال ہے کہ حکومت کی کارکردگی اس طرح نہیں ہے کہ یہ رقم اس کو دی جائے۔

جناب سپیکر! ازیادہ رقم دکھا دینا یا زیادہ رقم خرچ کر دینا یا اس بات کی علامت نہیں ہوا کرتی کہ واقعی کارکردگی بھی اتنی اچھی ہے۔ اگر آپ نے کارکردگی کو دیکھنا ہے تو آپ کو یہ دیکھنا چاہئے کہ عام آدمی پنجاب کے اندر جو 9,08,9 کروڑ انسان خواتین، مرد اور بچے ہیں ان کو صحت کی کیا سولت میسر ہے۔ ہم جو رقم خرچ کر رہے ہیں ان تک کس حد تک پہنچ رہی ہے اور سولت کس طرح سے حاصل ہے۔ اس لحاظ سے اگر آپ پچھلے سال کا جائزہ لیں جس میں حکومت نے 9۔ ارب روپے خرچ کئے ہیں اگرچہ انہوں نے 6۔ ارب روپے کا مطالبہ زر منظور کرا یا تھا لیکن 9۔ ارب روپے خرچ کئے گئے۔ اس کے نتیجے میں ہسپتاں کی کیا صورت تھا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اگر پنجاب کے ایک عام آدمی کو گردے کی تکلیف ہو جائے، اسے دل کا کوئی عارضہ ہو جائے یا اسے خدا نخواستہ کینسر ہو جائے یا خدا نخواستہ وہ جل جائے تو آپ دیکھیں کہ پورے پنجاب کے اندر کیا صرف لاہور یا ملتان کا کارڈک سنٹر اس قابل ہے کہ پورے پنجاب کی ضروریات کو پورا کر سکے۔ اگر خدا نخواستہ دس پندرہ یا میں ہزار آدمیوں کو یہ مرض لاحق ہو جائے تو کیا یہ اس قابل ہیں کہ ان کا علاج کر سکیں۔ میں نے جب بجٹ پر تقریر کی تو ہماری ہمن محمد مختار فرزانہ کو تکلیف ہوئی اور انہوں نے کہا کہ ہم نے اثر اساؤنڈ، ایم آر آئی اور فلاں فلاں مشینیں دی ہیں۔ میر یہی سوال ہے کہ ان سے استفادہ کرنے والے لوگوں کا تناسب کتنا ہے۔ کیا وہ چند سو ہیں، چند ہزار ہیں یا بہت بڑے پیمانے پر لوگ ان سے استفادہ کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! اصل میں حالت یہ ہے کہ جو سولیات ہم نے دی ہیں وہ بہت محدود طبقے کے لئے ہیں اور پنجاب کا بہت بڑا بیویہ ان سے محروم ہے۔ مجھے گزشتہ چند ماہ میں دو مرتبہ لاہور کے دو ہسپتاں میں جانے کا اتفاق ہوا ایک تو لاہور کے میو ہسپتال میں گیا میرے ایک عزیر کو برین ہیمیرج ہوا اور وہ چار پانچ دن وہاں داخل رہے۔ میں آپ کو on the floor of the hospital میں صفائی کا کوئی بتاتا ہوں کہ اس ہسپتال میں قدم رکھنے کی جگہ نہیں ہے، اس ہسپتال میں صفائی کا کوئی حال نہیں ہے وہاں پر ٹائٹ اور با تھر و مز کا کوئی حال نہیں ہے اور وہاں پر مریضوں کے لئے جو بیڈ رکھے گئے ہیں ان کا کوئی حال نہیں ہے۔ وہاں پر کوئی ایسی چیز اور سسٹم نہیں ہے کہ جراثیم اور مزید بیماریوں سے مریضوں کو بچایا جاسکے۔ ان کے لئے کوئی بھی انتظام نہیں ہے اور ان کے لواحقین

بے چارے کھلے آسمان کے نیچے اس ہسپتال میں اپنے مریضوں کے ساتھ رہتے ہیں اور انسان محسوس کرتا ہے کہ پتا نہیں میں بیسویں اکیسویں صدی کا انسان چودھویں اور پیندرھویں صدی میں آگیا ہوں میو ہسپتال کی یہ حالت ہے۔

جناب سپیکر! میرے اپنے بیٹے کا ایک چھوٹا سا آپریشن لاہور کے جنرل ہسپتال میں ہوا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میرے ساتھ وہاں جو سلوک ہوا اور مجھے جو وہاں کے چکر لگانے پڑے حالانکہ میں اس ایوان کا منتخب ممبر ہوں تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کسی دور دراز دیہات سے کوئی شخص اٹھ کر آئے تو اس کی کیا صورتحال ہو گی لمذاہم پیسے تو خرچ کر رہے ہیں لیکن وہ نیچے تک نہیں جا رہے۔ ان کی کوئی میخنت نہیں ہو رہی اور اس کے تیجے میں عوام کو کوئی بہتر چیز نہیں مل رہی۔

جناب سپیکر! اداکثر کے بارے میں ڈاکٹر و سیم صاحب نے بات کر لی ہے میں اس پربات نہیں کرنا چاہتا لیکن میں ایک اور بہت اہم مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں اور محترم چودھری اقبال صاحب کی خصوصی توجہ چاہتا ہوں یہ ہمارے بڑے روادار اور اچھے منظر ہیں، بڑے قابل ہیں اور ان سے امید ہے کہ یہ اس پر توجہ دیں گے کہ ہمارے ہاں ادویات کی قیمتیں آسمانوں سے باقیت کرتی ہیں۔ اگر کسی کو *complicated بیماری ہو جائے تو ہزاروں روپے کی ادویات آتی ہیں۔ اگر کسی کو خدا خواستہ دل کی بیماری ہو جائے تو جو سلا جگشنا گلتا ہے وہ سات آٹھ ہزاروں روپے کا ہوتا ہے۔ اس طرح کی ادویات، اجگشنا اور ویکسنز ہیں ان کی قیمتیں آسمانوں سے باقیت کر رہی ہیں۔ اگر اس کا ہم اپنے پڑو سی ملک سے موازنہ کریں تو وہاں یہی ادویات بہت ہی سستے داموں میسر ہوتی ہیں۔ اب مجھے نہیں پتا کہ اس کی وجہ سا کے ٹیکسوس کا سٹم ہے یا یہاں پر یہ اپورٹ کرنا چاہتے ہیں اور اس میں رکاوٹیں ہیں۔ اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمارے پڑو سی ملک میں اس سلسلے میں کیا حکمت عملی اختیار کی ہوتی ہے کہ وہاں پر life saving drugs اور باقی تمام ادویات کی بہت معمولی قیمت ہوتی ہے عام آدمی کی پہنچ میں ہوتی ہے جبکہ ہمارے ہاں یہ بڑا مشکل ہے اور ادویات بڑی مہنگی ہیں۔*

جناب سپیکر! اس سے بڑی اور گھمیز بات یہ ہے کہ ہماری مارکیٹ میں دو نمبر ادویات بہت زیادہ ہیں یہ یعنی ہمیں یہ موقع نہیں ہوتی کہ جو دوائی ہم لے رہے ہیں اور اس پر ہزاروں روپے خرچ کر رہے ہیں تو پتا نہیں کہ یہ اصلی بھی ہے یا نہیں، یہ ٹھیک بھی ہے یا نہیں ہے۔ ہمارے سامنے پنجاب کے سابق گورنر اظلاف صاحب کا کیس ہے جو بڑا مشور ہوا اور اخبارات میں آیا کہ اس

بے چارے کی موت ہی غلط ادویات کھانے کی وجہ سے ہوئی اس لئے کہ وہ جودوائی لے کر آئے تھے وہ اصلی نہیں تھی اور دونہ برتھی جس سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ اگر ایک گورنر کے ساتھ یہ ہو سکتا ہے تو پنجاب کے ایک عام شری کے ساتھ یہ کیوں نہیں ہو سکتا۔ اس کے ساتھ اس کا امکان زیادہ ہے لہذا اس پر سخت چیک کرنے کی ضرورت ہے کہ ادویات صحیح ہوں اور اس کی کوالٹی پر کوئی compromise نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہماری جو صحت کی سولیاں ہیں یہ بہت محدود تعداد میں لوگوں کو میرے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے پنجاب کی بہت بڑی آبادی عطاً حکیموں اور جعلی ڈاکٹروں کے رحم و کرم پر ہے۔ آپ دیہات کی بات کو جھوڑیں آپ کو لاہور میں، فصل آباد میں، راوی پنڈی میں تھڑوں پر لوگ مل جائیں گے کہ جو کمیں گے آپ اپنے دانت صاف کروالیں جو آپ کو کمیں گے کہ اپنے آئی وی ایڈز کا علاج بھی ہے، یرقان اور سیپاٹائمش کا بھی علاج ہے۔ اس کے علاوہ فلاں بڑے اور فلاں چھوٹے حکیم صاحب کے بڑے بڑے بورڈ آؤریزاں ہیں جو لوگوں سے ہزاروں روپے بٹورتے ہیں اور ان کو misguide کرتے ہیں جس کے نتیجے میں لوگوں کی جانیں چل جاتی ہیں لہذا صحت کے حکمے کو اس چیز کا بھی سختی سے نوٹس لینا چاہئے لیکن گزشتہ جتنے عرصے سے میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ mushroom growth کی طرح بڑھ رہے ہیں لیکن کوئی بھی چیز ایسی سامنے نہیں آئی کہ کسی فلاں شخص کو کپڑا گیا ہو اور اس کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا ہو۔ ہمارے ہاں ریسرچ کا جو فقدان ہے اس کے نتیجے میں ڈاکٹرز کو ایسی سولیاں نہیں دی جاتیں اور ایسا ماحول فراہم نہیں کیا جاتا کہ وہ ریسرچ کر کے نئی ادویات ایجاد کریں، نئی چیزیں دریافت کریں اور اپنی اس ریسرچ سے عوام تک کوئی فائدہ پہنچائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ چونکہ ہمارے ہاں ماحول conducive نہیں ہے ہمارے ہاں talent کی قدر نہیں کی جاتی اسی لئے ہمارے ڈاکٹرز باہر امریکہ، جرمنی، برطانیہ اور کینیڈا چلے جاتے ہیں اور وہ اپنا بڑا نام پیدا کرتے ہیں، لوگ ان پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کی ریسرچ کو قبل قدر سمجھتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ ہمارے ملک میں ہم اس talent کو واپس لائیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ میں آپ کو ایک اور بات بتانا چاہتا ہوں جو میرا ذاتی تجربہ ہے، میرے چھوٹے بھائی نے میڈیکل الجینرنسنگ کی ہوئی ہے، اس نے یہاں لاہور کے سو شل سکیورٹی ہسپتال میں دو مینے گزارے، اس نے مجھے بتایا کہ یہاں پر اربوں روپے کی مشینیں پڑی ہوئی ہیں اور ان ساری مشینیوں میں معقولی فرق ہے یا فرق ڈال دیا گیا ہے لیکن انہوں نے ان مشینیوں کو سرد خانوں اور سٹوروں

میں ڈال دیا ہے لیکن اسے استعمال نہیں کر رہے۔ ہم اگر کوئی مشین کسی ہسپتال کو دے بھی دیتے ہیں، کوئی MRI کی مشین دے دیتے ہیں، ایکسرے کی مشین یا الٹراساؤنڈ کی مشین دے دیتے ہیں تو نیچے یوں پر اتنی کرپشن ہے کہ اسے ٹھیک طرح سے استعمال نہیں کیا جاتا، اسے اپنے کسی مفاد کے لئے یا کسی باہر کی لیبارٹری سے ٹیسٹ کروانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔۔۔

وزیر صحت: پواہنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت پواہنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ کٹوتی کے بارے میں قواعد و ضوابط بڑے clear ہیں اور فاضل رکن کوان پر relevant ہنا چاہئے۔ اب وہ سو شل سکیورٹی ہسپتال کی بات کر رہے ہیں جو محکمہ صحت کی domain میں نہیں آتا۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ وہ relevant بات کریں۔

جناب محمد وقار: جناب سپیکر! سو شل سکیورٹی کا جو ہسپتال ہے وہ بھی پنجاب کے اندر ہے۔

جناب سپیکر: یہ لیبرڈی پارٹی کے under آتا ہے۔

جناب محمد وقار: جناب سپیکر! میں ان کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ پنجاب کے باقی ہسپتال جو محکمہ صحت کے تحت ہیں ان کے اندر بھی آپ نے جو مشینزی فراہم کی ہوئی ہے اس کا بھی حشر ہے۔ میں آپ کو ٹیکلسا کا THQ ہسپتال، سول ہسپتال راولپنڈی، جزل ہسپتال راولپنڈی کے متعلق بتاتا ہوں جو محکمہ صحت کی domain میں آتے ہیں ان کے بارے میں بتا سکتا ہوں کہ ان کے اندر کروڑوں روپے کی مشینزی پڑی ہوئی ہے لیکن انہیں صحیح طور پر handle نہیں کیا جاتا یا پھر اس کو خراب کر دیا جاتا ہے۔ اسے خراب اس لئے کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں vested interest یہ ہوتا ہے کہ باہر سے ٹیسٹ کروانے ہوتے ہیں، باہر کی لیبارٹریوں سے ان کا معاملہ ہوتا ہے جہاں پر لوگوں کو بچھج کر ٹیسٹ کروائے جاتے ہیں۔ اپنی مشینزی خراب تصور کی جاتی ہے تاکہ باہر کے لوگوں کی جیب بھی بھری جائے اور اپنی کمیش بھی وصول کی جائے لہذا اس ساری صورتحال میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ محکمہ صحت کی کارکردگی اس قابل نہیں ہے کہ انہیں ایک دھیلا روپیہ بھی دیا جائے اس لئے میری اس کٹوتی کی تحریک کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب سید احسان اللہ وقار صاحب وہ تو تشریف نہیں رکھتے تو پھر کٹوتی کی تحریک میں پیش کر دیں۔ اس کٹوتی کی تحریک پر محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ کا نام ہے لیکن محترمہ! آپ

کی طرف سے چٹ نہیں آئی، کیا آپ پولیس پر بات کرنا چاہیں گی؟

محترمہ طاہرہ منیر بجی۔

جناب سپیکر: دوسرا نام محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ کا ہے وہ بھی بات نہیں کرنا چاہتیں۔ جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے مالی سال 2007-08 کے لئے 85 کروڑ 35 لاکھ 81 ہزار روپے جو صحت کے لئے ادویات فراہم کرنے کی رقم مختص کی ہے جس کے لئے یہ کٹوتی کی تحریک تھی جس پر فاضل ارکین اپوزیشن نے بڑی کھل کر بات کی ہے۔ میں اس کی تھوڑی سی bifurcation گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ یہ رقم صوبائی سطح کی ادائیگی کے غیر ترقیاتی اخراجات جس میں ملاز میں کی تھیں اور دوسرے جاری اخراجات، ادویات کی خریداری، یوں یعنی بلز کی ادائیگی اور دیگر متفرق اخراجات پر مشتمل ہے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ صرف لاہور تک اور ایک ہی ادارے کو دے دیا گیا ہے اس کی bifurcation ہے۔ میں اس کو پڑھ دیتا ہوں، اس میں ماڈل چیسٹ کلینک لاہور کے لئے 40 لاکھ 86 ہزار روپے ہے، ٹی بی سینی ٹوریم مری جو کہ راولپنڈی میں آتا ہے اس کے لئے 4 کروڑ 17 لاکھ 34 ہزار روپے ہے، ڈینکل ہسپتال کے لئے 4 کروڑ 28 ہزار روپے ہے، چلدرن ہسپتال و نر سنگ سکول کے لئے 48 کروڑ 16 لاکھ 33 ہزار روپے ہے، اسی طرح راولپنڈی، ملتان، نشتر میڈیکل کالج اور فیصل آباد شامل ہیں اس کی بہت لمبی تقسیل ہے اس لئے میں مختصر اعرض کرتا چلوں کہ پورے پنجاب کے اندر یہ allocation ہے۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ اس میں صرف لاہور کے اوپر ہی فوکس کیا گیا ہے یہ بات درست نہیں ہے۔ اس کے علاوہ میں بڑے فخر سے اپنی حکومت کی کارکردگی بیان کرنا چاہوں گا کہ، ہمیتح سیکٹر میں عوام کے لئے طبی سروں کی بہتر فراہمی کے لئے جوانقلابی تبدیلیاں ہماری حکومت لے کر آئی ہے اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی۔

جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کے بڑے پرانے ممبر ہیں اور پرانے ساتھی بھی یہاں میٹھے ہوئے ہیں تو پہلے حکمرانوں نے بڑے اچھے Basic Health Units بنائے، ان کی بڑی اچھی بلڈنگز تھیں، میڈیکل آفیسرز کی بہت اچھی رہائشیں اور دفاتر تھے لیکن کسی حکمران کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ ان کو آباد بھی کیا جائے۔ یہ واحد وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پروفیسر الی ہیں جنہوں نے میں ہر سولت دی، اب ان میں آج کل ڈاکٹرز، Paramedics اور ادویات بھی موجود

ہیں، تقریباً 90 فیصد BHUs اب آباد ہو گئے ہیں اس میں کوئی ال دین کا چراغ نہیں جلا یا گیا ہے۔ اب ڈاکٹروں سیم اختر صاحب شاید چلے گئے ہیں، ایک تو مصیبت یہ ہے کہ یہ باتیں کرتے ہیں لیکن سنتے نہیں ہیں۔ میں بتاتا ہوں کہ آج تک کسی حکمران کو یہ توفیق نہیں ہوئی لیکن اب ایک میدیکل آفیسر incentve 24800 روپے بنیادی تنخواہ دی جاتی ہے جو BHUs میں کام کر رہے ہیں، اس سے اس کا package تقریباً 30 ہزار روپے میں بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جب وہ پبلک سروس کمیشن میں ریگولر نوکری کے لئے پیش ہو گا تو اس کو دو سال BHUs میں سروس کرنے کے معاوضے میں 30 نمبر دیئے جائیں گے، یہ دو incentve گورنمنٹ پنجاب نے ایسے دیئے ہیں جس سے ہمارے BHUs آباد ہو گئے ہیں۔ اب اس کا تیجہ یہ نکلا ہے کہ یہ آباد ہونے سے ہماری وہ عوام جن کے پاس وسائل نہیں ہیں، جو غریب ہیں جن کی آمدنی کم ہے وہ ادھر جاتی ہے لیکن بڑے لوگ تو ڈاکٹر ہسپتال سے علاج کرتے ہیں لیکن 60 سے 70 فیصد آبادی جو دیساں توں میں رہتی ہے انہوں نے کبھی ڈاکٹر کی شکل نہیں دیکھی تھی وہ quacks کے ہاتھوں لٹ رہے تھے۔ یہاں پر ہمارے فاضل دوستوں نے باتیں کیں کہ لوٹ رہے ہیں، حکیم ڈاکٹر بن کر فیصلیں لے رہے ہیں جو qualified نہیں ہیں۔ جب تک آپ کسی قوم کو qualified بندہ نہیں دیں گے تو پھر وہ disqualified لوگ یہ سارا کام دکھائیں گے اس لئے ہمارے qualified ڈاکٹرز آج ٹک BHUs میں موجود ہیں اور وہ لوگوں کو ادویات دے کر علاج کر رہے ہیں جس کی وجہ سے آپ دیکھیں کہ صوبے کے کونے کونے میں گراس روٹ یوں تک وہ سولیات جو ہر شری کو ہونی چاہیں وہ ان کو مل رہی ہیں۔ اس کے علاوہ RHCs ہیں، ہم نے ایک reference system بنایا ہے کہ اگر BHUs میں ایک مریض کا علاج نہیں ہو سکتا جو serious ہے تو اس کو ہم RHC میں refer کرتے ہیں جہاں پر ہمارے سپیشلیست موجود ہیں، آپ لیشن تھیٹر موجود ہیں اور ان کو ہم state of art ہے ہیں تاکہ ہر قسم کی سوتیں وہاں پر موجود ہوں۔ پھر اس سے اوپر اگر کوئی serious ہو تو اس کو reference system کے تحت THQ میں بھجتے ہیں، خدا نخواستہ اگر اس سے بھی زیادہ کوئی serious ہو تو پھر اس کو DHQ میں بھج دیتے ہیں۔ یہ ساری exercise کرنے کا پروگرام یہ ہے کہ جیسے کہا گیا ہے کہ لاہور پر focused ہے اور لاہور کو ہی سارے پیسے دیئے جا رہے ہیں۔

جناب والا! آپ کو پتا ہے کہ پنجاب کے کونے کونے سے بہاؤ پورے، ذیرہ غازی خان

سے مریض سارے آتے ہی لاہور میں ہیں اس لئے کہ یہ facilities ان ہسپتاوں میں نہیں تھی۔ اس کو decentralized کرنے کا مطلب یہ ہے کہ لاہور کا پریش کم کیا جائے اور grass root level پر جو basic health یا primary health کو پہنچایا جائے۔ ہم نے اس کو decentralized کرنے کے لئے اور کیا کیا ہے۔ آپ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیاولو جی کو دیکھ لیں کہ پورے پنجاب کا پریش اس ہسپتال پر تھا اور اس میں گورنر پنجاب اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے جزء جیلانی خان نے یہ پودا لگایا تھا اور آج کل ہماری حکومت نے اس کو تن آور درخت بنایا۔ یہ state of the art ہسپتال ہے۔ اس میں خیر حضرات نے بھی ہماری بڑی مدد کی ہے اور پنجاب کے کونے کونے سے وہاں پر مریض آتے تھے ہم نے اس کو decentre اس طرح کیا ہے کہ ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیاولو جی بنایا ہے اور اگر آپ اس کو دیکھیں تو پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیاولو جی سے بہتر ہسپتال بنائیا ہے اس پر اربوں روپے خرچ کئے ہیں اور اس کو well-equipped کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر کام آگیا ہے کہ ڈاکٹر زبہر out drain ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب کو پتا ہے اور وہ گئے بھی تھے کہ ہم نے اس ہسپتال میں کام کرنے کے لئے باہر کے ڈاکٹروں کو invite کیا ہے۔ ان کے انترویوز ہو چکے ہیں اور وہ پاکستان آنے والے ہیں ان کو package state of the art رہائشیں اور، بہترین cater for کریں تاکہ ملتان میں بیٹھ کر ہمارا وہ جو علاقہ ہے ڈیرہ غازی خان اور بہادر پور کا اس کو ملتان میں رہا۔ اس کا افتتاح کریں تاکہ لاہور کا پریش کم کیا جاسکے۔

جناب سپیکر! اسی طرح state of the art ہسپتال ملتان میں یہاں پر رانشاء اللہ خان کمہ رہے تھے کہ جی فیصل آباد میں توکوئی، آپ وہاں کے رہنے والے ہیں اور اگر آپ نے کبھی visit کیا ہو اور وہ ہسپتال دیکھا ہو تو وہ بھی پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیاولو جی سے کم نہیں جو کہ فیصل آباد میں بن رہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اسی طرح کا ایک فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیاولو جی institution ہے جو مکمل ہو چکا ہے۔ اس کی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے اور اب اس کو operational کرنے والے ہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب اس کا افتتاح کریں گے وہ بھی انشاء اللہ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیاولو جی لاہور کے مقابلے کا ہو گا۔ یہ ساری facility ہم پنجاب کے کونے کونے

میں اس لئے پھیلار ہے ہیں تاکہ لاہور سے پریشر کم کیا جائے اور لوگوں کو ہر کونے کے اندر facility دی جائے۔ اسی طرح کا ایک ہسپتال وزیر آباد میں بھی بن رہا ہے۔ اس کے علاوہ اور facilities کیا کیا جائے رہے ہیں۔ وہ میں آپ کو تھوڑا ساعٹ کرتا ہوں۔ ڈاکٹروں کی کمی کو کم کرنے کے لئے اور میڈیکل ایجو کیشن کو promote کرنے کے لئے دو میڈیکل یونیورسٹیاں لاہور میں بنائی گئی ہیں۔ ایک کنگ ایڈورڈ یونیورسٹی ہے اور دوسری ہیلٹھ سائنسز یونیورسٹی ہے اس کے علاوہ دو میڈیکل کالجز کا قیام کیا گیا ہے جن میں لڑکے داخل ہونا شروع ہو گئے ہیں اس کے علاوہ جو کم ترقیاتی اضلاع ہیں وہاں پر ہم میڈیکل کالجز میں داخلے کے لئے 30 سیٹوں کا اجراء کیا گیا ہے تاکہ غیر ترقیاتی علاقت سے بھی لوگ ڈاکٹربن کر سکیں۔ اس کے علاوہ جناح ہسپتال لاہور میں زرسوں کے لئے بی ایس سی زنسنگ کالج کا قیام عمل میں آیا ہے۔ پہلے وہا تھی qualified ہوتی تھیں ان کا گرید بھی ہم improve کیا ہے اور ان کی بنیادی ایجو کیشن کو بھی improve کیا ہے تاکہ بہتری آسکے۔ اس کے علاوہ نشتر ہسپتال ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی، جہنگ، لیہ، گوجرانوالہ کے DHQs میں سیٹیں سکین گا کر دیئے ہیں تاکہ ان لوگوں کو لاہور نہ آن پڑے۔ اس کے علاوہ جناح ہسپتال لاہور میں کینسر کے مریضوں کے لئے liner accelerator کی سولت میا کی ہے۔

جناب سپیکر! میو ہسپتال لاہور، نشتر ہسپتال ملتان، اور جناح ہسپتال لاہور میں کینسر کے مریضوں کے لئے سو تین فراہم کی ہیں۔ نئے قائم ہونے والے اضلاع منڈی بساوالدین، پاکپتن، لودھراں اور نارووال میں نئے DHQs کی تعمیر شروع کر دی ہے تاکہ جو نئے اضلاع بننے ہیں وہاں بھی کم از کم ایک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال موجود ہو۔

جناب سپیکر! اس ساری facility کو میا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پنجاب کا ہر شری یہ محسوس کرے کہ اس کے ساتھ equal status کا برہتا ہو رہا ہے تاکہ یہ جو جاوید صدیقی صاحب محرومیوں کی بات کرتے رہتے ہیں۔ ایسا تاثر پاکستان اور پنجاب میں نہ پایا جائے۔ پھر چلدڑن ہسپتال لاہور، نشتر ہسپتال ملتان اور راولپنڈی جزء ہسپتال میں waste waste incinerators کو بہتر طریقے سے ضائع کیا جاسکے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ان حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے والپس ایوان میں تشریف لائے)
(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر آپاشی بپائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وزیر آپاٹی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، فرمائیں!

وزیر آپاٹی: جناب سپیکر! آپ نے مجھے اور رانا خان صاحب کو اپوزیشن کو منانے کے لئے بھیجا تھا۔ ہم نے ان سے بات چیت کی ان کی مربانی کہ وہ لوگ یہاں تشریف لے آئے ہیں۔ Basically جو بات آگے بڑھی وہ کہتے ہیں کہ زینت خان صاحب اور آغا غلام حیدر صاحب نے جو کیا ہے اس کو apologize کریں اسی شرط پر وہ اندر آئے۔ میری درخواست ہے کہ چونکہ آپ نے بھیجا تھا اور آپ کے نوٹس میں لارہے ہیں لہذا براہ مربانی اس معاملے کو resolve کر دیا جائے۔ اس میں کوئی حرج نہیں پڑتا کہ وہ apologize کر لیں۔

جناب سپیکر: اپوزیشن صرف معذرت پر ہی اتنا کرتی ہے یا میرے فیصلے کا انتظار کرے گی۔ جب آپ معذرت کرنے پر خوش ہیں تو ٹھیک ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! ہم آپ کے فیصلے کو prefer کرتے ہیں۔ وہاں پر جب چیز صاحب اور نون صاحب سے بات ہوئی تو وہاں یہ بات بھی ہوئی تھی لیکن ہم آپ کے فیصلے کو prefer کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو پھر فیصلے کا انتظار کتنا کرنے پڑے گا؟

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! فیصلے کا انتظار کتنا کرنے پڑے گا؟

جناب سپیکر: آپ کی زبان سے یہ الفاظ تو زیب نہیں دیتے۔ آپ binding تو نہیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! فیصلے کا انتظار کتنا کرنے پڑے گا؟

جناب سپیکر: ایک رولنگ فوری طور پر دے دی ہے اور دوسرا کے متعلق ہم یہ چاہتے ہیں کیونکہ یہ ایک اہم issue ہے۔

جناب سپیکر: اس پر رولنگ بھی جلدی آجائے گی۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے اس میں رولنگ نہیں دیتی۔

جناب سپیکر: فیصلہ تو دینا ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: لیکن اس فیصلے کی جو نوعیت ہے اور جو متعلقہ روول ہے وہ آپ پڑھ لیں۔ اگر آپ مناسب بھیں تو روول آف بنس پڑھ لیں۔ آج کے علاوہ آپ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: آج کے بعد نہیں کر سکتے۔

رانا شناہ اللہ خان: جی، نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: مجھے دکھائیں۔ آپ رول نمبر بتائیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! رول نمبر 210۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! اس میں چیز کی discretion ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: نہیں، اس میں discretion والی بات نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! جب کوئی ممبر پوائنٹ آف آرڈر raise کرتا ہے تو وہ 209 کے تحت

آتا ہے اور اس میں آپ نے رولنگ دینی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: رول نمبر 209 ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! رول نمبر 209 تو یہ ہے کہ کوئی ممبر پوائنٹ raise کرے تو اس پر

آپ نے رولنگ دینی ہے۔ وہ رولنگ آپ reserve بھی کر سکتے ہیں اور فوری طور پر بھی دے

سکتے ہیں۔ یہ جو معاملہ ہے کہ اگر کوئی ممبر disturb کرتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ:

- (1) The Speaker shall preserve order and shall have all powers necessary for the purpose of enforcing his orders.
- (2) The Speaker may direct any member whose conduct is, in his opinion, grossly disorderly, to withdraw immediately from the Assembly, and any member so ordered to withdraw shall do so forthwith...

اب اس میں forthwith کے لفظ ہیں کہ اگر کوئی ممبر جو ہے وہ

آنکھ پر grossly disorderly in your opinion کرتا ہے اس کے لیے disorderly behave

اسے forthwith کرنے کا کہیں گے اور وہ ممبر جو ہے withdraw immediately

اسی وقت اپنے آپ کو ہاؤس کی sitting withdraw کرے گا۔

جناب سپیکر: ابھی sitting چل رہی ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ جو آپ کو ہیں، یہ جو Chair کی powers for the smooth running of the business of the House ہیں یہ powers ہیں۔ ان کا اس کے علاوہ کوئی اور مقصد نہیں ہے اور at any time جب آپ کی رائے میں disorderly your opinion, in the opinion of the Chair کوئی ممبر کر کریں گے کہ وہ behave کرتا ہے تو یہاں پر لفظ ہے کہ immediately آپ اس کو direct withdraw کرے اور وہ ممبر withdraw forthwith گایں یعنی He will leave کرے۔ اب بات یہ ہے کہ جس وقت اس ممبر نے the House disorderly behave کیا یا تو آپ اس withdraw کرنے کا کہیں گے یا پھر آپ انہیں کہیں گے کیونکہ یہ ممکن نہیں یا ناہ، یہ اس کی spirit ہے۔ مثال کے طور پر کوئی ممبر آج بات کرے یا پر وسیٹ گکو آج withdraw کرے اور آپ دوسرے، تیسرا، چوتھے دن اس کو disturb کرے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ابھی تو آج ہاؤس چل رہا ہے اور دوسرے یا تیسرا دن کی توبات ہی نہیں ہوئی۔ میں نے یہی کہا ہے کہ میں اپنا فیصلہ دوں گا۔ ابھی انتظار کریں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! اگر آپ کہیں تو میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔ یہاں immediately withdraw کا لفظ ہے یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ جس وقت یہ آپ behavior کے سامنے آئے اور آپ نے اسی وقت اس کو withdraw کرنے کے لئے direction ہے اور اس نے اپنے آپ کو withdraw کرنا ہے۔ یہ آپ پر تھا اور آپ اس وقت خود دیکھ رہے تھے اور اس میں کوئی انوٹی گیشنا یا انکوارٹی والی بات نہیں ہے تو یہ powers آپ کو ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاءِ منیر اس پر بہتر جواب اور رائے دے سکیں گے۔ اس میں forthwith immediately کے الفاظ ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ کی طرف سے یقین دہانی آگئی کہ آپ نے رولنگ دینی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی

پر ہمیں insist نہیں کرنا چاہئے کہ آپ اسی وقت استعمال کریں۔ May کا الفاظ ہے it discretion کہ سپیکر صاحب کی discretion ہے کہ سپیکر صاحب جب چاہیں وہ فیصلہ کریں۔ May means میں کوئی compulsion نہیں ہے so سے مراد یہ ہوتا ہے کہ آپ نے فیصلہ کرنا ہے اور آپ نے یقین دہانی کروائی ہے کہ آپ وہ فیصلہ دیں گے۔

جناب سپیکر! اگر میں غلط نہیں ہوں تو اس سے پہلے بھی اس معزز ایوان کی ایسی بے شمار روایات موجود ہیں کہ اگر کسی ممبر کی رکنیت معطل کی گئی یا کسی کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی تو وہ رونگ then and there نہیں دی بلکہ چیمبر میں جا کر آپ رونگ دیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ کی طرف سے assurance آ رہی ہے کہ آپ نے فیصلہ دینا ہے تو میں صرف آپ کو اتنا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جو بھی آپ کا فیصلہ ہو گا، میں سمجھتا ہوں کہ اس پورے ہاؤس پر binding ہے اور من و عن اس کو تسلیم کیا جائے گا لیکن اب اس بات پر insist کرنا کہ ابھی فیصلہ دیا جائے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب رویہ نہیں ہے۔ یہاں لفظ May کا ہے آپ بھی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! میں محترم راجح صاحب سے یہ کہوں گا کہ رول 210 کا سب رول آپ دیکھ لیں کہ اس میں May کا لفظ ایسے نہیں ہے جیسے لاہ مفسٹر صاحب فرمائے ہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر آپ چاہیں یانہ چاہیں لیکن اگر آپ چاہیں تو پھر یہ ہے کہ:

The Speaker may direct any Member

اب اگر آپ نہیں چاہتے تو یہ آپ کو enforce نہیں کیا جاسکتا کہ آپ اس بات کو ضرور چاہیں اور یہ آرڈر جو ہے یہ اپنا اختیار استعمال کریں لیکن اگر آپ یہ چاہیں کہ Member whose آپ کی رائے میں ممبر نے may conduct in your opinion کا لفظ آپ کی رائے سے منسلک ہے کہ اگر آپ کی رائے میں ممبر نے disorderly behave کیا ہے تو may withdraw ہاں پر ہے تو پھر آپ کیا کریں گے؟ آپ immediately withdraw کرے یعنی sitting کیا کریں کہ وہ sitting کی بقیہ کارروائی سے The Member so ordered to withdraw shall do so forthwith and shall absent ہو۔

غیر حاضر ہو گا۔ اس میں may کا لفظ آپ کے اختیار استعمال کرنے کے ارادے سے ہے کہ اگر آپ کی opinion میں آپ چاہتے ہیں یا نہیں چاہتے لیکن اگر آپ چاہتے ہیں تو پھر آپ نے withdraw کرنا ہے اور ممبر نے forthwith immediately کرنا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں نے کسی کو کوئی پنسل نہیں ماری۔ یہ محترم ساری خواتین دیسے ہی میری آئندیوں جیسی ہیں۔ اصل میں حسن مرتفع صاحب اصل رشدی ہیں اور انہوں نے سارا کام کیا ہے۔ میں نے کسی کو کوئی پنسل نہیں ماری۔ (نصرہ ہائے تحسین)

معزز ممبر ان حزب اختلاف: آغا صاحب معافی مانگیں، معافی نہیں مانگی گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! اگر میری کسی بات سے کسی کی دلآزاری ہوئی ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتفع صاحب اپنی نشست سے کھڑے ہو کر

پوائنٹ آف آرڈر پکارتے رہے)

وزیر آپا شی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر آپا شی: جناب سپیکر! آپ نے مجھے منانے کے لئے بھیجا تھا تاکہ ایوان کی کارروائی چل سکے اور اپوزیشن آگئی ہے تاکہ ایوان کی کارروائی چل سکے نہ کہ اس لئے کہ ایوان کی کارروائی کو روکا جائے جبکہ آغا صاحب نے معذرت بھی کر لی ہے اور میرے ساتھ اپوزیشن نے یہی طے کیا تھا کہ یہ معذرت کر لیں تو ہم اس بات پر راضی ہو جائیں گے اور رولنگ کے لئے press نہیں کریں گے تو جب آغا صاحب نے معذرت کر لی ہے تو اب ایوان کی کارروائی چلائی جائے اور میرا خیال ہے کہ رولنگ کی اب ضرورت نہیں رہے گی۔

معزز ممبر ان حزب اختلاف: معافی نہیں مانگی گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! اگر میری کسی بات سے کسی کی دلائری ہوئی ہے تو میں معافی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پورے ایوان نے سنایا ہے کہ آغا صاحب نے مذمت کر لی ہے معافی مانگ لی ہے اور بیگم زینت صاحبہ سے میں گزارش کروں گا کہ وہ ہاؤس سے تشریف لے جائیں اور تین دن اس ایوان میں نہ آئیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر بیگم زینت خان ہاؤس سے باہر چلی گئیں)

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضی floor نے ملنے پر احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: یہاں پر سدرن پنجاب کے حوالے سے محرومیوں کی بات کی گئی۔ اس حوالے سے میں تھوڑی سی تفصیل بیان کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو سدرن پنجاب پر خصوصی مرتبی فرمائی ہے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی طرف سے دی جانے والی رولنگ پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور آپ نے اس چیز جس کے اوپر آپ تشریف فرمائیں، اس کی غیر جائزی اور اس کے تقدس کو ملاحظہ خاطر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بلند کیا ہے اور آپ کے اس فیصلے سے نہ صرف اس ہاؤس بلکہ آنے والے ہاؤسز بھی اس رولنگ سے اچھی مثال حاصل کریں گے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات آپ کے حصے میں آئی ہے کہ آپ نے حکومتی بخیر کی ایک معزز ممبر کو اگر انہوں نے otherwise behave کیا ہے تو آپ نے اس کے متعلق جو فیصلہ کیا ہے اور فوری طور پر اسی sitting میں فیصلہ کیا ہے۔ میں اس کے اوپر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ساری اپوزیشن کی طرف سے میں اس کو سراہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر جیل خانہ جات: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ اس ہاؤس کا ماحول ہے اور اس میں ہمیشہ یہ

روايت رهي ہے کہ جب بھي کسی معزز ممبر سے سماً یا جان بوجھ کر کوئی ايي غلطی ہوتی ہے تو اس پر معدرت آ جاتی ہے تو پھر ہاؤس کی ہميشہ یہ رائے ہوتی ہے تو اس کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح رانا صاحب نے فرمایا کہ وہ آپ کے اس فیصلے کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں تو حکومتی بخوبی سے بھی ہم آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کیونکہ آپ نے پچھلے سال ہے چار سال سے ہر فیصلہ بالکل کوئی جانبداری سے نہیں کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب پیکر: جی، شکریہ

وزیر جیل خانہ جات: جناب پیکر! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ ہم آپ کے فیصلے کو تسلیم بھی کرتے ہیں اور آپ کے اس فیصلے کو appreciate کرتے ہیں۔ شکریہ
رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب پیکر! میں اپنی پارٹی کی طرف سے آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس مدبر آنے، حوصلے کے ساتھ اور رولنگ کے مطابق آپ نے فیصلہ کیا ہے اس سے اس اسمبلی کا وقار بلند ہوا ہے، ایک جموروی ادارے کا وقار بلند ہوا ہے اور ان شاء اللہ ہم آپ کو assure کرتے ہیں کہ ہماری طرف سے کوئی بھی ایسا رکن نہیں ہو گا جو غیر سیاسی اور غیر اخلاقی اقدام اٹھائے۔

جناب پیکر: جی، شکریہ۔ مجھے پورے ایوان سے یہی موقع ہے۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جناب پیکر! ہماری طرف سے سید اکبر خان نوائی صاحب نے بات کر دی تھی میں صرف اس میں اتنا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج جس وجہ سے اس سارے ماحول میں کشیدگی پیدا ہوئی تھی میں مجموعی طور پر پوری صورت حال پر آپ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں اور آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ نے پورے اس ہاؤس کے جذبات کی ترجیحی کرتے ہوئے آج جو بھی فیصلے اور جو بھی رو لنگزدی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ ساری اس ہاؤس کی ترجیحی ہے اور ہمارے جذبات کی ترجیحی ہے۔ جس issue پر آپ نے جو رو لنگ دی ہے وہ بھی اور جو ممبران کے conduct پر دی ہے وہ بھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی۔

سید احسان اللہ وقار ص: پاؤ ائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میرے خیال سے شاہ صاحب! کافی ہو گیا ہے۔

سید احسان اللہ وقار ص: جناب سپیکر! آپ کی پسلی رو لنگ ہمارے ایمان کے تقاضوں کے مطابق تھی میں اس پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا دنیا اور آخرت میں اجر عطا فرمائے۔ دوسری رو لنگ آپ نے اس باؤس کا وقار سر بلند کرنے کے لئے دی ہے میں اس پر بھی اپنی طرف سے اور اپنے تمام ساتھیوں کی طرف سے آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب کو جنوبی پنجاب کا بڑا گلہ رہتا ہے کہ جنوبی پنجاب کی طرف توجہ کم ہوتی ہے تو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں وزیر اعلیٰ پنجاب کو جنوں نے جنوبی پنجاب کو top priority دی ہوئی ہے اور سب سے بہتر منصوبے اور سب سے زیادہ اخراجات والے منصوبے جنوبی پنجاب میں بن رہے ہیں۔ میں نے ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیا لو جی کی بات کر دی ہے میں باقی منصوبوں کی تھوڑی تفصیل عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ملتان میں unit burn بن رہا ہے جس کی لگت 229 ملین روپے ہے۔

چلدرن کمپلیکس ملتان جو ڈیڑھ سو بیسروں کا ہے وہ ایک ہزار ملین کی لگت سے بن رہا ہے۔ نشر ہسپتال میڈیکل کالج بلاک 266 ملین روپے سے بن گیا ہے۔ لودھراں ضلعی ہسپتال میں 394 ملین روپے اخراجات آئے ہیں۔ ڈسٹرکٹ ہسپتال پاکپتن 80 ملین روپے سے بن رہا ہے۔ بساوپور میں 372 Kidney Transplant and Dialysis Centre رہا ہے اور مکمل ہونے کو ہے۔ بساوپور میں کارڈیا لو جی سر جری بلاک 300 ملین روپے سے بن رہا ہے۔ ڈسٹرکٹ ہسپتال ڈی جی خان 438 ملین روپے سے بن رہا ہے اور زید میڈیکل کمپلیکس رحیم یار خان 4800 ملین روپے سے بن رہا ہے۔ شیخ زید میڈیکل کمپلیکس 16.50 اس کا تخمینہ ہے جس پر 4.8 خرچ ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے جنوبی پنجاب کا مختصر ساجائزہ پیش کیا ہے اس کے علاوہ ملتان میں نر سنگ کالج جس میں بی ایس سی کی کلاسز شروع ہو رہی ہیں اور صوبہ پنجاب کے اساتذہ کے لئے پیش package بھی دیا جا رہا ہے۔ موجودہ حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ نہ صرف ہاؤس جاپ کرنے والے ڈاکٹروں کے package میں خاطر خواہ اضافہ کیا ہے بلکہ پنجاب میں پوسٹ گریجویٹ ٹریننگ کا آغاز کیا ہے جو کہ بین الاقوامی معیار کے مطابق ہے اس کے علاوہ ہمارا ایک ممبر نے کما تھا کہ ریسرچ کے بارے میں کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ یہ دیویونیورسٹیاں ہیں اور یونیورسٹی کا ادارہ ہی ریسرچ کا ہوتا ہے اگر اس میں ریسرچ نہ ہو تو وہ یونیورسٹی کس بات کی ہے؟ اس کے علاوہ میدیکل کالج کے بیشتر اساتذہ مختلف موضوعات پر ریسرچ کر رہے ہیں۔ پنجاب ڈویلپمنٹ سوشن سروس کے پروگرام ٹینکنیکل اسٹنٹ کے تحت ریسرچ جاری ہے جس میں میدیکولیگل سروس، تھیمل اور ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتاں کے ماضی پلان، نر سنگ اور پیرا میدیکل کی تعلیم اور ہسپتاں میں طریق کار کو بہتر بنانے کے لئے ساری ریسرچ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! پھر کہا گیا کہ پنجاب میں پرائیویٹ میدیکل کالجوں کے جو تعلیمی حالات ہیں وہ بہت برقے ہیں اس کے متعلق کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے پنجاب میں پرائیویٹ میدیکل کالج میں تعلیمی معاملات پاکستان میدیکل اور ڈینکل کو نسل کے مرودجہ طریق کار کے تحت طے کئے جاتے ہیں اور امتحان یونیورسٹی آف ہیلیک سائنسز جو ہے اگر آپ جا کر ان کے امتحان لینے کا نظام دیکھیں تو ان کا امتحان لینے کا بہترین نظام ہے اور اس میں پوری secrecy ہے اس میں ہیرا پھیری کا امکان ایک فیصد بھی نہیں ہے۔ یہ سارا جو کام ہو رہا ہے اس پر کوئی بجائے دادخیں دینے کے اس پر بڑی تنقید کی گئی ہے اور پھر کہا گیا کہ میدیکل کالجوں میں جو امتحان ہے اس کا معیار بہت کم ہے۔ یہ بھی باتیں درست نہیں ہے پرائیویٹ میدیکل کالج ایک طرح سے حکومت کی معاونت کر رہے ہیں کہ ملک کے اندر بہتر ڈاکٹر پیدا ہوں اور ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کیا جاسکے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ریکولر ڈاکٹروں کی سروس کے معاملات پر ہمارا پر بہت بحث ہوئی کہ ان کو ریکولر نہیں کیا جا رہا ہے۔ کنٹریکٹ کی سروس پوری دنیا میں چل رہی ہے لیکن ہم نے کنٹریکٹ کے ڈاکٹروں کو اتنا اعلیٰ package دیا ہے کہ وہ اگر BHU میں جا رہے ہیں تو وہ اس package کی وجہ سے جا رہے ہیں۔ ان کو جو permanent کرنے کے لئے کہا گیا تو بہت سارا

سروس سٹرکچر permanent ہے باتی کو کرنے کے لئے معاملہ وزیر اعلیٰ کے پاس زیر غور ہے اور انشاء اللہ وہ پہلی فرست میں اس پر اپنا فیصلہ صادر فرمائیں گے۔ یہاں پر ڈاکٹروں کی حاضری کے بارے میں بھی بات ہوئی۔ ایک تو طریقہ یہ ہوتا ہے کہ آپ ڈنڈا پکڑ کر شروع کر دیں کہ کون حاضر ہے، کون حاضر نہیں ہے اور ایک طریقہ یہ ہے کہ آپ انہیں بہتر incentive جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ BHU آباد ہی اس لئے ہوئے کیونکہ ان کو incentive بہتر دیجئے گئے ہیں اگر ان کو ڈنڈا پکڑ کر چلاتے تو آج تک وہ کسی حکومت سے نہیں چلے اس لئے ہم نے ان کو بہت پیار محبت سے اور ان کو اچھا package کر دی ہے کہ آپ اپنی حاضری بھی دیں، کام بھی کریں اور عوام کے لئے سولتین بھی مہیا کریں۔ اس کا راست کیا ہے؟ اس کا راست یہ ہے کہ میں نے خود ایک یونین کو نسل کے اندر، ہیلٹھ میڈیا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہ، ہیلٹھ میڈیا میں نے شر میں بھی دیکھا ہے وہاں پر ڈاکٹروں کے لئے مریض دیکھنے کی فی اوسط میں، پچھیں اور تیس سے زیادہ نہیں تھی۔ اس میں ہر ڈاکٹر نے ایک ہزار مریض شام تک دیکھا ہے اور ایک ہزار مریض کو مفت دوائی دی ہے۔ یہ impact کو ساختہ لے کر چلنے کا اور ڈاکٹروں کو جو زیر اعلیٰ پنجاب نے دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ جنتی کٹوتی کے اوپر باتیں ہوئی ہیں مجھے لگتا تھا کہ کہہ رہے ہیں کہ ہیلٹھ کے لئے پیسے اور زیادہ دیجے جائیں لیکن آخر میں انہوں نے کہہ دیا کہ کٹوتی کی تحریک کو منظور کیا جائے اور مطالبہ زر کو نامنظور کیا جائے۔ مجھے اس چیز کی سمجھ نہیں آئی اس لئے میں آپ کو کہوں گا کہ ہیلٹھ کی سولتین جتنی پنجاب میں دی جائی ہیں، ہم پورے پاکستان میں مثال دے کر اجازت چاہوں گا کہ ایمرو جنی سروس SAP پروگرام کے تحت ہم نے مضبوط کی ہے آپ کسی بھی ہسپتال میں چلے جائیں آپ ٹیچنگ ہسپتال چلے جائیں، ضلع کے کسی ہسپتال میں چلے جائیں یا نگارام کی ایمرو جنی دیکھ لیں اور میو ہسپتال کی ایمرو جنی دیکھ لیں۔ میو ہسپتال کی ایمرو جنی پنجاب میں سب سے بڑی ایمرو جنی ہے ہر مریض کو مفت دوائی مل رہی ہے اور پانچ سے دس ہزار کا انجمنش مفت مل رہا ہے جو ہارٹ ایلک کی صورت میں لگتا ہے اور اس طرح کی سولت کسی بھی صوبے میں نہیں ہے۔ رانا صاحب نے نگارام کے ہسپتال کے بارے میں کہا کہ بڑی state of art بلڈنگ بنی ہوئی ہے شکرے انہوں نے بڑے اچھے الفاظ اس کے بارے میں استعمال کئے۔

جناب سپیکر! ادارے بننے بنے کچھ دیر لگتی ہے اس کو well-equipped کرنے میں بھی ٹاٹم لگتا ہے، شاف بھرتی کرنے کے لئے بھی دیر لگتی ہے اسی طرح ملتان کے بارے میں بھی یہی اعتراض آیا کہ بلڈ گنز توبہت بنی ہیں لیکن ان میں کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔ اداروں کو بنانے میں کچھ وقت تو لوگ جاتا ہے۔ اس میں شاف بھی لانا ہوتا ہے، اس میں equipment بھی لانے ہوتے ہیں اور وہ ہم کر رہے ہیں۔ یہ ساری چیزیں process میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایکر جنسی DHQ میں بھی جا کر دیکھیں تو ایکر جنسی میں ایسی تبدیلی آئی ہے کہ وہ انقلاب سے کم نہیں ہے اور کسی بھی ہسپتال میں چلے جائیں اس لئے میری بھروسہ گزارش ہے کہ مطالبہ زر کو منظور کیا جائے اور کشوی کی تحریک کو رد کیا جائے۔ بت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"8۔ ارب 85 کروڑ 35 لاکھ 81 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر

خدمات صحت کم کر کے ایک روپیہ کردوی جائے۔"

(تحریک ناظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 8۔ ارب 85 کروڑ 35 لاکھ 81 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اقدامات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 2007-08 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے مساوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

PC-21018 مطالبہ زر نمبر

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 2۔ ارب 68 کروڑ 64 لاکھ 10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2008 کو ختم ہونے والے مالی سال 2007-08 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے مساوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:
 ایک رقم جو 2۔ ارب 68 کروڑ 64 لاکھ 10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر
 پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2008 کو ختم
 ہونے والے مالی سال 2007-08 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا
 اخراجات کے ماسوادا میں اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت
 کرنے پڑیں گے۔"

مطالبه زر نمبر PC-21018 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ارکین کی طرف
 سے موصول ہوئی ہے جناب قاسم ضیاء، رانا شاء اللہ خان، رانا آفتاب احمد خان، جناب ارشد محمود گبو،
 جناب سمیع اللہ خان، سید ناظم حسین شاہ، شیخ ابیاز احمد، سید احسان اللہ وقاراں، راجہ محمد شفقت خان
 عباسی (ایڈو وکیٹ)، جناب عامر فدا پر اچہ، جناب اشتیاق احمد مرزا، جناب جمانزیب امیاز گل، راجہ
 ریاض احمد، ملک اصغر علی قیصر، سید حسن مر تقی، لالہ ٹکلیل الرحمن (ایڈو وکیٹ)، چودھری ابیاز
 احمد سماں، جناب تنور اشرف کارہ، ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب احسان الحن حسن نوازیا، محترمہ
 عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ فرزانہ راجہ، محترمہ فائزہ احمد، جناب پرویز رفیق، ڈاکٹر اسد اشرف، جناب
 مجتبی شجاع الرحمن، رانا مشود احمد خان، جناب افضل سلطان ڈوگر، چودھری اصغر علی گجر، ڈاکٹر سید
 وسیم اختر، راجہ محمد طارق کیانی، بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن، جناب محمد افضل مرزا، ڈاکٹر نادیہ
 عزیز، جناب محمد ریاض شاہد، ڈاکٹر اسد معظوم، جناب فیض اللہ کموکا، جناب علی حسن رضا قادری،
 چودھری زاہد پروین، میاں سعود حسن ڈار، چودھری محمد شبیر، میجر (ریٹائرڈ) احسان الہی چودھری،
 جناب طاہر اختر ملک، حاجی محمد ابیاز، جناب مشتاق احمد (ایڈو وکیٹ)، سید مظفر حسین کاظمی،
 جناب محمد اشرف خان سوہنا، ملک محمد اسحاق پچ، ملک محمد ارشد جوہر راں، مخدوم سید محمد خمار حسین،
 پیر مشتاق احمد شاہ، میاں سیف اللہ اویسی، راؤ ابیاز علی خان، جناب محمد یار مونکا، جناب شاہد انجم،
 میاں محمد اسلام (ایڈو وکیٹ)، بخنیبر جاوید اکبر ڈھلوں، جناب جاوید حسن گجر، شیخ عزیز اسلام،
 محترمہ نشاط افزاء، محترمہ صغیرہ اسلام، محترمہ طلعت یعقوب، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈو وکیٹ)،
 محترمہ نور النساء ملک، محترمہ نجیبی سلیم، محترمہ صیحہ بیگم، محترمہ صائمہ بخاری، محترمہ عذر ابا،
 جناب نوید عامر، راجہ محمد علی، راجہ ارشد محمود، چودھری محمد ایاز، ملک ابرار احمد، شیخ تنور احمد، جناب
 محمد نواز ملک، جناب عمران اشرف، جناب بالا یاسین، جناب محمد آجasm شریف، مراثیق احمد،

چودھری عبدالغفور خان، جناب محمد افضل کوکھر، چودھری سجاد حیدر بھر، میاں یاور زمان، بابو نفیس، احمد انصاری، ڈاکٹر نزیر احمد مسٹھوڑو گر، مراغی احمد اچلانہ، ملک محمد اقبال چنڑ، چودھری محمد شفیق انور، محترمہ پروین مسعود بھٹی، محترمہ افشاں فاروق، محترمہ خالدہ منصور، محترمہ نگت پروین میر، محترمہ شہناز سلیم، جناب کامران مائیکل، جناب محمد وقار، چودھری محمد شوکت صاحب، محترمہ طاہرہ منیر، محترمہ زیب النساء قریشی۔ یہ تحریک کون پیش کریں گے؟
رانا ثناء اللہ خان: جی، جناب سپیکر! ---

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں گے۔

RANA SANA ULLAH KHAN: Sir, I move that:

"The total amount 2,686,410,000/- on account of demand No. PC-21018 Agriculture be reduced to Rs.1/-"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"2- ارب 68 کروڑ 64 لاکھ 10 ہزار روپے کی کل رقم بدلہ مطالباً نمبر PC-21018 زراعت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

MINISTER FOR AGRICULTURE: I oppose it.

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت اسے oppose کرتے ہیں۔ جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! موجودہ دور میں جو ایگر یکلچر ہے وہ بھی ایک جدید اور ریسرچ based صنعت ہے۔ اب دنیا میں اس کے اوپر اتنی ریسرچ ہوئی ہے کہ وہی فصل جو آج سے کوئی چالیس یا پچاس سال پہلے فی ایکڑو من یا چار من ہوتی تھی وہ پروڈکشن اب پچاس، ساٹھ من پر پہنچ گئی ہے۔ یہ جو ڈپارٹمنٹ ہے اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ حالت یہی ہے کہ اگر کسی سال موسمی حالات بہتر ہوں تو فصل تھوڑی سی بہتر ہو جاتی ہے اور اگر موسمی حالات بہتر نہ ہوں تو فصل بُری اور کم ہو جاتی ہے تو اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ محکمہ جو ہے یہ 2- ارب 68 کروڑ 64 لاکھ 10 ہزار روپے کی ان کو اس سال میں تنخواہیں دی جائیں گی تو اس کے اوپر محترم اودھی صاحب مجھے دو تین باتوں کا جواب دے دیں۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ محکمہ جو ہے یہ تقریباً گپٹے تین ارب روپے کے اوپر پل رہا ہے۔ اس گپٹے کی کسان کے لئے output کیا ہے یعنی کسان کو اس نے دیا کیا

ہے؟ یہ فرمادیں کہ یہ ان کا جو ریسرچ بجٹ تھا، انہوں نے جو پچھلے سال رکھا، یہ اس کی تفصیل میرے پاس ہے۔ پچھلے سال انہوں نے Agriculture Improvement & Research improvement کے لئے اور اس شعبہ اب جیسا کہ ان الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایگر یلچر کی میں ریسرچ کے لئے گورنمنٹ نے کتنے پیسے رکھے یہ 2.75۔ ارب کی ہم بات کر رہے ہیں، اس معزز ہاؤس میں جو مطالبہ زراس وقت منظوری کے لئے پیش ہے وہ سب تجوہیں اور الاؤنسز ہیں، اس میں سے کوئی ایک پیسا بھی کسی کسان کے لئے نہیں ہے یا اس سے کسان کو کچھ حاصل نہیں ہونا۔ کسان کو حاصل وہ ہو گا جو اس محکمہ کی output ہو گی۔ اس مجھے کی output مجھے تو سوائے لودھی صاحب کے اور کوئی نظر نہیں آتی۔ صرف لودھی صاحب بطور منشی ممال پر میٹھے ہیں اور یہ ایگر یلچر امپرومنٹ اینڈ ریسرچ ہے اس پر انہوں نے پچھلے سال 83 کروڑ 11 لاکھ 87 ہزار روپے رکھے تھے۔ انہوں نے پورے سال میں خرچ کیا کیا ہے؟ 17 کروڑ 71 لاکھ 64 ہزار روپے۔ یہ کتنی افسوسناک بات ہے کہ ایک وہ ڈیپارٹمنٹ یا ایک وہ شعبہ جس کے ساتھ ہماری 70 فیصد آبادی منسلک ہے اور جو ہماری درکنگ فورس ہے اس کا اندازہ ہے کہ 35 فیصد جو افرادی قوت ہے وہ اس شعبے سے منسلک ہے۔ یہ شعبہ ریسرچ کے اوپر base کرتا ہے۔ اگر وہ ریسرچ جو دنیا میں ہوئی ہے اور اگر ہم نے وہ دنیا سے حاصل نہ کی ہوتی تو میرا خیال ہے کہ ہم آج بہت پیچھے ہوتے۔ اس کے اوپر ہم اپنی ریسرچ کیا کر رہے ہیں، ہمارا اس کے اوپر کیا جائے؟ وہ یہ ہے کہ ہم نے صرف 83 کروڑ روپے رکھے تھے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ بہت کم تھے۔ ایگر یلچر میں ریسرچ کے لئے پورے سال میں 83 کروڑ کی رقم کوئی رقم نہیں ہے لیکن اس میں سے بھی آپ دیکھیں کہ انہوں نے 17 کروڑ پر 9 کروڑ 24 لاکھ روپے خرچ کئے ہیں۔ یہ اتنا بڑا محکمہ ہے، پونے تین ارب روپے تجوہیں لے رہے ہیں لیکن ریسرچ کے اوپر گورنمنٹ نے تو صحیح رقم رکھی ہے، 83 کروڑ روپے بہت تھوڑی رقم تھی اور اس کے بعد وہ رقم بھی خرچ نہیں ہوئی [کیونکہ یہ سارے ڈیپارٹمنٹ monitor کر رہے تھے۔ انہوں نے کیوں یہ پورے پیسے خرچ نہیں کر دیے؟]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ وہ معزز وزیر ہیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! وہ قصور وار تو ہیں۔ اگر ان کو پونے تین ارب روپے تنخوا ہوں کے لئے دیئے جائیں تو یہ اس کی بجائے 3۔ ارب روپے خرچ کر لیں۔ پچھلے سال ان کو اخراجات جاریہ کے لئے جتنی رقم دی تھی انہوں نے اس سے زیادہ خرچ کی ہے۔ یعنی جو رقم تنخوا ہوں کے لئے ہو وہ تو پوری بلکہ اس سے زیادہ خرچ کرتے ہیں اور جو رقم research and improvement کے لئے ہے اس میں سے نصف بھی خرچ نہیں کی گئی بلکہ one fourth خرچ کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لودھی صاحب قصور وار ہیں۔ یہ سارا سال سوئے رہے ہیں اور محکمہ نے withdraw improvement میں بالکل کوئی کارکردگی نہیں دکھائی اور یہ رقم اسی طرح سے agriculture کے لئے کل 68 کروڑ 12 لاکھ اور 20 ہزار روپے کی رقم رکھی ہے۔ اس کے علاوہ ریونیو میں غالباً انہوں نے تھوڑا سا اضافہ کیا ہے۔ یہ expenditures ہیں اور development کے بعد جوان کا expenditures ہے اس میں انہوں نے پچھلے سال ایک ارب 18 کروڑ روپے رکھے تھے اور اس میں سے تقریباً 18 کروڑ روپے کم خرچ ہوئے ہیں وہ بھی پورے خرچ نہیں ہوئے۔ اب انہوں نے اس میں 2.5۔ ارب روپے خرچ کرنے کا کامہ ہے۔

جناب سپیکر! اب میں محترم لودھی صاحب کی توجہ اس جانب دلوں گا کہ وہ یہ ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ یہ جو اگر یکلچر ڈپارٹمنٹ ہے وہ ان کو دیتا کیا ہے اور اس کے مطابق یہ اس محکمہ سے کس حد تک انصاف کر رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ 35 فیصد افرادی قوت اور 70 فیصد آبادی اگر یکلچر کے ساتھ attached ہے۔ اس میں ان کو پچھلے سال ایک ارب 49 کروڑ اور 30 لاکھ روپیہ زرعی انکم ٹیکس حاصل ہوا ہے جو کہ پرانا نشانہ ریونیو ہے۔ اس سال انہوں نے اس کا تخمینہ ایک ارب 76 کروڑ 17 لاکھ 40 ہزار روپے کا لگایا ہے۔ اس کے علاوہ ان کو 4۔ ارب 84 کروڑ 98 لاکھ 97 ہزار روپے لینڈ ریونیو میں ملیں گے۔ اس طرح سے باقی تمام صوبائی receipts میں سے بھی کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے ان کو ریونیو ملے گا۔ مثال کے طور پر زراعت کی دوسری مددات میں سے بھی اگر یکلچر کا حصہ آتا ہے لیکن صرف ان دو شعبوں زرعی انکم ٹیکس اور لینڈ ریونیو کی مدد میں سے حکومت کو پچھلے سال 10۔ ارب 7 کروڑ 99 لاکھ 59 ہزار روپے حاصل ہوئے۔ یعنی وہ محکمہ، وہ پروفیشن جس سے ان کو پچھلے سال 10۔ ارب سے زائد آمدن ہوئی ہے اس پر اس کی improvement کے لئے، اس کی رسماں کے لئے انہوں نے صرف 17 کروڑ روپے خرچ کئے

ہیں۔ اس سال ان کو ان مدت میں سے 11۔ ارب 69 کروڑ 70 لاکھ 27 ہزار روپے کی آمدن حاصل ہو گی جبکہ انھوں نے اس کی ریسرچ اور improvement کے لئے کیا رکھا ہے؟ صرف 68 کروڑ روپے رکھے ہیں یعنی میں سمجھتا ہوں کہ ہماری آبادی کا 70 فیصد براہ راست اور باقی 30 فیصد indirect جس شعبے سے منسلک ہے اور 10/11۔ ارب روپے اس شعبے سے آمدن حاصل کر رہے ہیں۔ صرف 68 کروڑ روپے اس کی research and improvement کے لئے خرچ کرتے ہیں اور باقی 2.75۔ ارب روپے کی تباہیں وغیرہ لے کر ایک بہت بڑا مکملہ انھوں نے پلاہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس مکملہ کے ساتھ انصاف نہیں ہے۔ لودھی صاحب! مجھے یہ فرمادیں کہ پچھلے دو یا تین سالوں میں آپ کے مکملہ نے نئی ریسرچ کر کے کون کون سانیج نئی ریسرچ سے گندم یادوسری بنیادی اہمیت کی حامل فصلوں میں انھوں نے کون کون سانیج نئی ریسرچ سے دریافت کیا ہے، یہ بتائیں کہ pesticides میں گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے، کیا اس حوالے سے انھوں نے کوئی فیکٹری لگائی ہے یا کوئی بڑا منصوبہ بنایا ہے، یہ فرمائیں کہ کھاد کی shortage، کھاد کی منگلائی پر انھوں نے زمینداروں کو facilitate کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں اور کوئی نئے کارخانے لگائے ہیں یا اس قسم کا کوئی منصوبہ بنایا ہے؟ یعنی حکومت کی کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے کہ جس سے زراعت یا کسان کو benefit ملے۔

جناب پیغمبر: ہاؤس کا time مزید ایک گھنٹہ extend کیا جاتا ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب والا! کسان کی جو output ہے اس کی قیمت حکومت نے مقرر کرنی ہوتی ہے جبکہ inputs کی قیمتیں مارکیٹ اپنے طور پر مقرر کرتی ہے اور یہ شعبہ براہ راست 11۔ ارب روپیہ انکم ٹکیں اور لینڈریونیو کی صورت میں دے رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی نا انصافی ہے کہ آپ اس کی research and improvement پر صرف 17 کروڑ روپے خرچ کریں جبکہ ان کو تباہیں پونے تین ارب روپے کی دیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس مطالبه زر کو نامنظور کرنا چاہئے۔ شکریہ

جناب پیغمبر: جی، شکریہ۔ ڈاکٹر سید و سیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید و سیم اختر: جناب پیغمبر! یہ جو مطالبه زر پیش کیا گیا ہے، پانچ ماں بجٹ ہے اور ہر سال زراعت کے حوالے سے مطالبات زر ہاؤس کے اندر پیش کئے جاتے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ یہ جو اتنی بڑی رقم مکملہ زراعت کو دی جاتی ہے وہ کس لئے دی جاتی ہے اور یہ اتنی بڑی فوج ظفر موج جو

محکمہ زراعت کے ساتھ منسلک ہے افسران بھی ہیں، الہکاران بھی ہیں یہ کس لئے بھرتی کئے گئے ہیں؟ اس کے دو ہی مقاصد ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ کسان جو کہ اس پورے محکمہ کے حوالے سے اصل اکائی ہے اسے ریلیف دیا جائے۔ یہ صوبہ تو بالکل زراعت کے اوپر چل رہا ہے اور پاکستان کی معیشت agro-based ہے تو کسان کو facilitate کرنے کے لئے، اس کے جو مسائل ہیں انھیں حل کرنے کے لئے، اس کی جو روزمرہ کی مشکلات ہیں اس کے ازالے کے لئے یہ محکمہ ہے تاکہ وہ بالکل کھلے ذہن کے ساتھ، بغیر کسی مسئلے کے اپنا بہترین input دے تاکہ اس کے نتیجے میں پہلے مرحلہ پر کسان خود خوشحال ہو اور وہ جو پیداوار دے اس سے پنجاب اور پورے ملک کی معیشت کو بھی استحکام نصیب ہو۔

جناب والا! دوسرا چیز ریسرچ کے حوالے سے ہے۔ موجودہ دور میں جو صورتحال چل رہی ہے اس حوالے سے راتا صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے۔ پنجاب کی زمینیں بھی اسی طرح زرخیز ہے جس طرح انڈیا کے ایسٹ پنجاب کی زمینیں ہے۔ وہاں پر گندم کی اوسمی پیداوار 60 من فی ایکڑ ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہاں ہمارے پنجاب میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں لودھراں میں میدیکل پر یکٹس کرتا ہوں مجھے یاد ہے کہ تین سال قبل میرا ایک دوست میرے پاس آیا اس کی اڑھائی مرلے زمین ہے۔ اتفاق سے اس سال بارشیں بر وقت ہو گئیں موسم بھی اچھا ہا اور سب سے بڑھ کر اللہ رب العالمین نے بڑی مرbanی کی جس کے نتیجے میں گندم کی بڑی bumper crop ہوئی۔ جب وہ میرے پاس آیا تو میں نے اس سے ایسے ہی پوچھا کہ آپ کی فی ایکڑ اوسمی کتنی آئی ہے تو اس نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب میری فی ایکڑ اوسمی 80 من آئی ہے۔ میں یہ سن کر بڑا ہیراں ہوا اور میں نے اس سے دوبارہ پوچھا کہ آپ نے کیا کما تو اس نے پھر کہا کہ میری اوسمی پیداوار 80 من فی ایکڑ آئی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ہماری زمینیں اچھی ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر کسان کو facilitate کیا جائے اور proper time پر ہر چیز اس کے access کے اندر ہو تو یہ پنجاب بھی بہت کچھ دے سکتا ہے۔

جناب والا! بہاولپور میں 64 لاکھ ایکڑ اراضی پر چولستان محیط ہے اور پنجاب کے اندر جتنی زمین کاشت کی جاتی ہے وہ اس کا 1/3 بنتا ہے۔ یہ سارے کا سارا barren ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہاں سے کچھ نکل نہیں سکتا۔ جب وہاں پر بارش ہوتی ہے تو پھر وہاں سے بہت کچھ نکلتا ہے۔ وہاں چولستان میں 8 لاکھ کے قریب لا یوٹاک ہے۔ چولستان میں جو کچھ آگتا ہے وہ اس سے گزارہ کرتے

ہیں اور پاکستان کی معیشت کے اندر یہ لا یو شاک اپنا حصہ ڈالتا ہے۔ ہر سیزین میں اور بالخصوص جب گرمیوں میں بارش نہیں ہوتی تو اسکی کیفیت ہوتی ہے کہ کسان لا یو شاک لے کر مجبوراً وہاں سے ماہیگیر یہٹ کرتا ہے اور بہت سارے جانور مر جاتے ہیں۔ وہ لوگ سڑکوں کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں اور شروں سے بھوسہ وغیرہ خرید کر اور انھیں کھلا کر ان کا گزران کرتے ہیں۔ اب اگر محکمہ زراعت نے اس پر ریسرچ کی ہوتی اور وہاں گھاس اور دوسری چیزیں introduce کرتے تو اس کے تیج میں چولستان ہمیں بہت زیادہ output دے سکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس طرف حکومت کی کوئی توجہ نہیں ہے اور محکمہ زراعت کا اس حوالے سے کوئی پروگرام نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں کسان کو facilitate کرنے کی بات کر رہا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے کسان کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ بے چارہ قرض دیتا ہے۔ قرض دینے کے لئے بہت سارے بنک ہیں اور ملکی سطح پر زرعی ترقیاتی بنک بھی ہے۔ بڑے کسان کے پاس تو پیسے موجود ہوتے ہیں اس لئے وہ قرضہ نہیں لیتا لیکن چھوٹا کسان جس کی زمین چار، پانچ، بارہ ایکڑ، یا ایک مراع ہے اس نے گزارہ کرنا ہوتا ہے اس لئے وہ بنکوں سے قرضے لیتا ہے۔ اگر اس کی فصل خراب ہو جائے تو اس حوالے سے محکمہ زراعت کے پاس اس کے لئے کوئی remedy نہیں ہے۔ حالانکہ اگر developed countries میں فصل خراب ہوتی ہے تو وہ کسان محکمہ زراعت کو اطلاع کرتا ہے کہ آپ آکر میری فصل دیکھ لیں اسے یہاں لگ گئی ہے یا کسی اور وجہ سے خراب ہو گئی ہے۔ اس کی اطلاع پر محکمہ زراعت آتا ہے اس کا سروے کرتا ہے اور اس کی assessment کرتا ہے اور اس پر کسان کی جو inputs ہوتی ہیں وہ اسے ادا کی جاتی ہیں لیکن ہمارے پاس اس قسم کا کوئی سسٹم موجود نہیں ہے۔ اگر فصل خراب ہو جائے تو چار پانچ یا بارہ ایکڑ کا کسان جس نے بنکوں سے چند ہزار روپے قرض لئے ہوتے ہیں اس کے پاس اور کوئی چیز نہیں ہوتی جس سے وہ قرضے کے واپسی کا بندوبست کرے۔ اصل قرض تو بعد کی بات ہے اگر وہ سود بھی ادا نہیں کر پاتا تو زرعی بنک کے پاس تحصیل دار ریکوری آتے ہیں اور انھیں بھیر بکریوں کی طرح جیپوں میں بھر کر حوالات کی نذر کر دیتے ہیں اور کسان بے چارہ کچھ کرنے کے قابل نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ اس حوالے سے احتجاج بھی نہیں کر سکتا۔

جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے اس حوالے سے آپ کی مربیانی سے اس ایوان میں ایک قرارداد پیش کی تھی کہ زرعی ترقیاتی بنک سابق سود معاف کرے۔ میں نے اصل قرضے کے معافی کی بات نہیں کی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ کسان قرضہ والپس کرے گا لیکن اس کے سود کو معاف

کر دیا جائے اور آئندہ تمام بنکوں کو یہ ہدایت کی جائے کہ وہ کسانوں کو غیر سودی قرضے دیں۔ ایوان میں اس قرارداد کو دونوں طرف سے appreciate کیا گیا اور قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی پھر وہ وفاقی حکومت کو بھیجی گئی لیکن میں اس حوالے سے محکمہ زراعت کی ناکامی سمجھتا ہوں کہ پنجاب کا یہ ایوان جو ممبر ان کی تعداد کے حوالے سے پاکستان کا سب سے بڑا پارلیمنٹی ہاؤس ہے ہمہاں سے متفقہ طور پر قرارداد پاس ہو کر وفاقی حکومت کو گئی لیکن محکمہ زراعت نے اس کو pursue نہیں کیا اور یہ کسان کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جو شرمندہ تغیری ہونے والا نہیں ہے اور وہ اسی طرح مشکل میں پڑا ہوا ہے۔ کسان ٹیلی فون کر کر کے پوچھتے ہیں کہ وہ قرارداد آئی تھی۔ ان بے چاروں کو کیا پتا کہ قرارداد تو ہاؤس نے بڑی درد مندی اور اغلاص کے ساتھ پاس کی تھی لیکن محکمہ زراعت اس حوالے سے اپنی کارکردگی دکھانے میں صفر ہے۔

جناب سینکر! میں کسانوں کو facilitate کرنے کے حوالے سے بات کر رہا تھا جو محکمہ زراعت نے کرنا ہے۔ میں کائن ایریا سے تعلق رکھتا ہوں وہاں پر کائن گندم اور گنایہ تین major crops ہوتی ہیں۔ کائن ہماری cash crop ہے۔ پنجاب کی صورتحال یہ ہے کہ پورے ملک میں جتنی بھی کپاس پیدا ہوتی ہے اس کا 68 فیصد حصہ پنجاب پیدا کرتا ہے۔ دنیا کے اندر بھی کائن کی پیداوار کے حوالے سے ہمارا جو تھا پاچواں نمبر ہے لیکن المیری یہ ہے کہ جب کائن کا سیزن ہوتا ہے تو ظاہر ہے بیماریاں آتی ہیں پھر ان پر ادویات کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر ظلم یہ ہے کہ محکمہ زراعت پنجاب کے اندر کرم کش ادویات کی ایک فیٹری بھی لگانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ ساری کی ساری ادویات کا raw material باہر سے import کیا جاتا ہے۔ صرف اس لئے import کیا جاتا ہے کہ اس پر سرکاری الہکار بہت زیادہ کمیشن وصول کرتے ہیں اور جب وہ نیچے آ جاتا ہے تو ان کے پاس testing کا نظام موجود نہیں ہے۔ وہ جس طرح اس کی devolution کرتے ہیں اور جس طرح اس میں رنگ ڈال کر کسانوں کو سپلانی کرتے ہیں اس کے قصے کہانیاں ہر سیزن میں اخبارات کے اندر آتے ہیں۔

جناب والا! میں خود اس بات کا شاہد ہوں کہ بہاو پور میں ایک دکاندار نے مجھے کہا کہ کسان نے مجھے شکایت کی تو اس نے ایک لال بیگ کو پکڑا اور دوائی میں ڈال دیا حالانکہ اس دوائی کی devolution نہیں ہوئی تھی بلکہ اس پر لکھا تھا آپ نے اسے ایک ایکڑ پر ڈالنا ہے تو اتنے لیٹر میں اس کی devolution کرنی ہے لیکن اس دکاندار نے اس کی devolution کرنے بغیر اس کا ڈھکن کھولا اور لال بیگ کو اس میں ڈال دیا۔ لال بیگ پانچ منٹ تک اس میں موجود رہا اور جب اسے نکالا تو

وہ پھر کر کے اڑ گیا یعنی فیلڈ کے اندر یہ کیفیت موجود ہے لیکن ملکہ اس حوالے میں بھی اپنی کار کردگی دکھانے میں بالکل ناکام ہے۔ اس حوالے سے محض تجوہ ہیں مردوڑی جاری ہیں۔

جناب والا! اس حوالے سے کھاد pre-requisite ہے لیکن یہ بات بالکل اظہر من لشمن ہے اخبارات میں آتا ہے اور ہاؤس بھی اس بات کا گواہ ہے کہ جب ڈی اے پی کی ضرورت ہو گی تو حکومت کے مقرر کردہ ریٹس پر ڈی اے پی کبھی بھی دستیاب نہیں ہو گی۔ اس کی بلیک مار کینٹنگ ہو گی اور کسان کو بڑی تگ و دو کے بعد ڈی اے پی لینا پڑتی ہے۔ میں یہ بات بھی جانتا ہوں کہ اس وقت ڈی اے پی کے جور میں چل رہے ہیں ملکہ زراعت اسے کنٹرول کرنے میں ناکام رہا ہے جس سے کسان زرعی ادویات یا کھاد کا استعمال نہیں کر سکتا اس کے نتیجے میں نقصان کس کا ہوتا ہے؟ ٹھیک ہے کچھ نہ کچھ نقصان کسان کا ہو جائے گا لیکن اصل نقصان تو پنجاب کا ہوتا ہے تو میں عرض کروں گا کہ اس حوالے سے جو خامیاں اور کوتا ہیاں ہیں۔ ان کو redress کرنا چاہئے۔ میں کرم کش ادویات کی بات کر رہا تھا بات تھوڑی سی موضوع سے ہٹ بھی جاتی ہے لیکن آپ کی مربانی کہ آپ ٹائم دیتے ہیں ظاہر ہے یہ ایک فورم ہے جس پر ہم نے یہ باتیں کرنی ہیں۔ ملکہ زراعت کا یہ کام ہے کہ وہ دیکھے کہ سبزیوں کے اوپر کس قسم کا سپرے ہو رہا ہے اور کس ٹائم پر ہو رہا ہے؟ میں آپ کو یہ بات بتاؤں کہ 90% نیصد سبزیوں کے اوپر سپرے ان ادویات کا ہو رہا ہے جو جب سبزی کے ساتھ touch ہوتا ہے اس کے اندر چلا جاتا ہے اور اس کے ساتھ وہ permanently adhere ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ fix ہوتا ہے۔ اس کے بعد اگر اس سبزی کو پانچ پانچ گھنٹے باہل بھی لیں تو وہ اس سے disassociate نہیں ہوتا لیکن جب وہ سبزی کسی انسان کے پیٹ میں جاتی ہے۔ پیٹ کے اندر کمیکلز ہیں acids، وہاں پر chemical reaction ہوتا ہے وہ کرتا ہے۔ medical disassociate ہوتا ہے اور اس کے بعد جو نقصان اس نے کرنا ہوتا ہے وہ کرتا ہے۔ statistical data موجود ہے کہ یہ جو کرم کش ادویات ہیں اس کے نتیجے میں کینسر کا مرض پیدا ہوتا ہے۔

جناب والا! کسی زمانے میں جب میں سٹوڈنٹ تھا۔ مجھے یاد ہے کہ پانچ سال میڈیکل کالج میں، میں نے پڑھا تو وہاں پر ایک کینسر کا مریض آیا اور پانچ سال کے اندر ایک کینسر کا مریض آیا اور وہ میڈیکل وارڈ میں داخل تھا پورے میڈیکل کالج کے لئے وہ عجوبہ تھا اور لوگ بار بار آکر اس کو دیکھتے کہ کینسر کا مریض ہے۔ آج کیفیت یہ ہے کہ ہر وارڈ کے اندر پانچ پانچ، جچھ جچھ کینسر کے

مریض ہیں ہر گھر کے اندر اللہ معاف کرے یہ بیماری مختلف شکاؤں میں موجود ہے، مختلف قسم کے کینسر موجود ہیں۔ proved Medically یہ بات ہے کہ اس میں جو بہت بڑا حصہ ہے وہ pesticides کا بے مہابة استعمال ہے۔ پھر کسان جانتا نہیں ہے یا پھر اپنے مقادرات کے لئے ایسا کرتا ہے۔ بالعموم ایسا ہوتا ہے کہ صبح سبزی آٹھ بجے منڈی کے اندر فروخت کرنی ہے چھ بجے وہ اس پر پسروے کرے گا اور اس کو مارکیٹ میں لے کر آجائے گا۔ یہ چیزیں تو محکمہ زراعت نے دیکھنی ہیں اور جو اتنی لمبی فیلڈ فورس ان کے پاس ہر حوالے سے موجود ہے۔ محکمہ شاریات علیحدہ بننا ہوا ہے لیکن اس حوالے سے کارکردگی نہ ہونے کے برابر ہے اور جب فصل اچھی ہو جاتی ہے تو وزیر زراعت صاحبِ مہاں پر کھڑے ہو کر بڑے فخر کے ساتھ سینہ تان کریں یہ بات کرتے ہیں کہ دیکھیں ہماری پالیسیوں کے نتیجے کے اندر اتنی گندم پیدا ہوئی ہے۔ ہماری پالیسیوں کے نتیجے کے اندر اس دفعہ کپاس کی bumper crop ہوئی ہے۔ حالانکہ اس کے اندر ان کی کارکردگی کا حصہ بالکل صفر ہوتا ہے۔ میرا مطالبه یہ ہے کہ انہوں نے جو رقم مانگی ہے اپوزیشن نے تو مطالہ کیا کہ اس کو ایک روپیہ کر دیا جائے۔ میں یہ مطالہ کرتا ہوں کہ اس کو ایک پیسا کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب محمد وقار!

جناب محمد وقار: شکریہ۔ جناب سپیکر! زراعت کا محکمہ زیرِ بحث ہے اس حوالے سے ہمارے ملک میں اور خاص طور پر پنجاب کو اللہ تعالیٰ نے ایک بہت زرخیز میں دی ہے۔ قرآن پاک کے الفاظ میں بلدة طیبه و ربک الغفور ایک زرخیز میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے اور ایک بخشش کرنے والا، کرم کرنے والا اللہ بھی ہمارے ساتھ ہے لیکن ہمارا یہ پنجاب اور اس کے پینتھیں چھتھیں اضلاع یہ جو گندم، چاول اور کپاس کی پیداوار دیتے ہیں وہ پیداوار بعض اوقات پاکستان کے سولہ کروڑ عوام کے لئے بھی پوری نہیں ہوتی لیکن اگر ہم compare کریں مشرقی پنجاب سے اور میں وزیر زراعت کی بھی توجہ چاہوں گا کیونکہ انہی کو ہم اپنی بات سنارہ ہیں لیکن وہ اپنی گفتگو میں مشغول ہیں۔

جناب سپیکر! بھارتی پنجاب کے 24 اضلاع ہیں اور ان کے مشرقی پنجاب کا رقبہ بھی ہمارے پنجاب سے کم ہے لیکن وہ سو کروڑ کی آبادی کے لئے بعض اوقات گندم فراہم کرتے ہیں، چاول فراہم کرتے ہیں، گنا فراہم کرتے ہیں اور ان کی پیداوار فی ایک جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا ہم سے زیادہ ہے لیکن ہمارا جو پنجاب ہے جو اسی طرح کی آب و ہوا، اسی طرح کی زرخیز میں اور اسی پانی

سے سیراب ہوتا ہے لیکن ہماری یہ crop، ہماری یہ پیداوار اور فصل بہت کم ہے۔ اگر اس پر میں سوچوں یا اس کی جو وجہات ہیں وہ تلاش کروں تو نظر آتا ہے کہ ہمارے ہاں جو پانی ہے وہ پوری طرح ہم کاشتکار کو نہیں دیتے اور اس میں بہت سارے مسائل کسان کو face کرنے پڑتے ہیں۔ خاص طور پر وہ کسان جن کی زمینیں tail پر ہیں انہیں بروقت پانی نہیں ملتا، پورا پانی نہیں ملتا اس کے لئے ہمارے پاس کوئی تبادل ذریعہ بھی نہیں ہے اور ٹیوب ویل کا کوئی ایسا نظام بھی نہیں ہے۔

پانی کی سٹورینج کے لئے جو ڈیم بنانے کی ضرورت ہے اور اس irrigation system کو جو مزید پھیلانے کی ضرورت ہے اس پر بھی ہم توجہ نہیں دیتے اور بعض اوقات اس پر بھی سیاسی نعرے لگاتے ہیں لیکن اپنی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کوئی عملی اقدام نہیں اٹھاتے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے پڑو سی ملک میں کسان کو بجلی پر subsidy دی جاتی ہے اور سستی بجلی فراہم کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ انہیں گرین ڈیزیل فراہم کیا جاتا ہے جو کم ریٹ پر ہوتا ہے لیکن ہم اپنے کسان کو کوئی ایسی facility دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب والا! بھی کھاد کی بات بھی ہوئی ایک تو یہ کہ کھاد کی کواٹی کیسی ہے اور دوسرا بات یہ ہے کہ جب ضرورت ہو تو کیا وہ مارکیٹ میں موجود ہوتی ہے اور کسان اسے آسانی سے حاصل کر سکتا ہے۔ تیسرا بات یہ ہے کہ کیا اس کی قیمت اتنی ہوتی ہے کہ کسان اس کو استعمال کر کے فصل کی لაگت کو اپنی پکنچ میں رکھ سکتا ہے یا نہیں، یہ ساری باتیں ہیں۔

اس کے بعد ہماراں پر ریسرچ کی بات بھی ہوئی کہ ہم نے اس پر کتنا target کیا ہے کہ اپنی زمین سے اور زرخیز میں سے زیادہ سے زیادہ فی ایک پیداوار حاصل کر سکیں۔ میں اس سلسلے میں چند تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ پہلی تجویز تو یہ ہے کہ اگر ہم یہ target بنالیں کہ جتنا خوشحال ہمارا کسان ہو گا اتنی خوشحال ہماری زراعت ہو گی اور اتنی اچھی ہماری زراعت ہو گی۔ اگر ہمارا کسان خوشحال نہیں ہے اگر اسے بروقت اس کی محنت کا شر نہیں ملتا، اسے بروقت اس کی کوششوں کا صلح نہیں ملتا تو پھر پاکستان میں گندم کا بھی بحران آتا رہے گا، پاکستان میں اور پنجاب میں چینی کا بھی بحران آتا رہے گا اور سارے بحران آتے رہیں گے لیکن اگر آپ نے کسان کی خوشحالی کے لئے کام کئے، اس کو قرضے فراہم کئے اس کو facilitate کیا اور اس پاکستان کی ایک بہت بڑی آبادی کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ شرکوں کو چھوڑ کر اور دوسرا کاروبار اور صنعت کو چھوڑ کر farming کرنا شروع کر دیں، کھیتی بڑی کرنا شروع کر دیں، اپنی زمینوں پر توجہ دینا شروع کر دیں اور یہی ان کا ذریعہ آمدن بن

جائے تو آپ دیکھیں گے کہ پاکستان زراعت کے لحاظ سے کتنا خوشحال بن جائے گا۔
 جناب سپیکر! پوری دنیا کے اندر فصلوں کے مختلف زون بنائے جاتے ہیں اور کام جاتا ہے کہ یہاں پر گندم اگائی جائے گی، یہاں پر کپاس اگائی جائے گی اور یہاں پر چاول اگائے جائیں گے لیکن ہمارے ہاں ایک ہی زمین پر مختلف فصلیں اگائی جاتی ہیں۔ اس سے زمین کی جو capacity ہے وہ کم پڑ جاتی ہے، اس کی استعداد پر فرق پڑتا ہے یہ بات بھی ہمیں سوچنی چاہئے اور اس پر بھی ہمیں ریسرچ کرنی چاہئے کہ ہم اس کے لئے زون مقرر کر دیں کہ جو فلاں فلاں علاقے ہیں اس میں فلاں فصل ہو گی اور اس کو جب ہم develop کریں گے تو انشاء اللہ اس سے ہمارا کام آسان ہو گا۔

جناب سپیکر! اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ محکمہ زراعت، آپاشی، خوارک اور ایگر یلچر مارکینگ کا ہے ان چاروں مکھوں کی آپس میں co-ordination بڑی ضروری ہے۔ انہیں صرف ایگر یلچر کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ جب تک Irrigation والے زراعت والے خوارک والے اور ایگر یلچر مارکینگ والے آپس میں بیٹھ کر کوئی strategy نہیں بنائیں گے تو بہتری نہیں آئے گی۔ کسان ایک فصل تو پیدا کر دیتا ہے لیکن اسے ساک کرنا اور اسے عوام تک پھیلانا یہ محکمہ خوارک والوں کا کام ہے۔ اسے بین الاقوامی طور پر اس کی بہتر مارکینگ کرنا یہ مارکینگ والوں کا کام ہے لیکن اگر یہ split ہیں گے یہ ایک کامنہ شاخ کی طرف ہو گا اور دوسرے کامنہ جنوب کی طرف ہو گا joint strategy نہیں بنائیں گے تو یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ اس لئے ان چاروں کو مل بیٹھ کر کام کرنا چاہئے۔ اصل میں تو یہ ایک ہی وزارت ہے جس کو چاروزارتوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ان چاروں کو مل بیٹھ کر کوئی strategy بنانی چاہئے اس لئے کہ یہ اس ملک کی بقاء کا مسئلہ ہے۔ آئندہ آنے والی نسلیں جو ہیں ان کے لئے یہ ایک بہت بڑا problem ہو گا کہ اگر ہم نے آج اس وقت کوئی decision نہیں لیا۔

جناب سپیکر! آخوندی بات میں کرنا چاہتا ہوں کہ جس کو ہم اکثر minus کر دیتے ہیں۔ جب اچھی فصل ہوتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ہماری اچھی پالیسی تھی اور جب خراب فصل ہوتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ موسم ٹھیک نہیں تھا، جب خراب فصل ہوتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ قدرت نے ہمارا ساتھ نہیں دیا اور جب اچھی فصل ہوتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ہماری پالیسیاں اچھی تھیں۔ قرآن پاک اس بارے میں بالکل clear ہے قرآن پاک کا clear موقف ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا کہ سورہ نوح کی آیت ہے فَقُلْتُ أَسْتَغْفِرُكُمْ وَإِنَّكُمْ إِذَا هُنَّ عَنْ حَدَّتِي مُرْجِعٌ إِلَيْكُمْ ۝

لَمْ يُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَيْنَ وَيَعْلَمُ لَكُمْ حَتْنٌ وَّيَعْلَمُ أَنَّهُمْ هُنَّا ^{۱۰} میں نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہو، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو وہ تمہارے اوپر بارش بر سائے گا۔ ابتو بیل اللہ علیکم مبارکاً اس استغفار کے نتیجے میں آسمان سے تم پر بارش بر سائے گا۔ لَمْ يُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَيْنَ وَيَعْلَمُ أَنَّهُمْ هُنَّا تمہاری مدد کرے گا تمہیں اولاد دے کر اور مال دے کر وَيَعْلَمُ لَكُمْ حَتْنٌ وَّيَعْلَمُ أَنَّهُمْ هُنَّا تمہارے لئے جنتیں اگائے گا تمہارے لئے باغات اگائے گا تمہارے لئے نسریں جاری کرے گا۔ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے کسی اچھی بات کی امید نہیں رکھتے و جنم تمہارے لئے جنتیں اگائے گا، تمہارے لئے باغات اگائے گا، تمہارے لئے نسریں جاری کرے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے کسی اچھی بات کی امید نہیں رکھتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایک دفعہ قحط آگیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور سورۃ نوح کی یہ آیات پڑھیں اور پھر استغفار کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ نے نماز استغفار نہیں پڑھی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے آسمان کے وہ دروازے کھلکھلایے ہیں جہاں سے بارش نازل ہوتی ہے لہذا ہمیں اپنے طرز عمل کا بھی جائزہ لینا چاہئے۔ اپنے رب سے استغفار کرنا چاہئے تو ہمارا رب ہمارے لئے زمین کو مزید رخیز بنادے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے اور رانا صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ بات تو تسلیم کی ہے کہ جب اچھی فصل ہو تو کہتے ہیں کہ موسم اچھا آیا اور خراب فصل ہو تو اس کی ذمہ داری ہم پر ڈال دیتے ہیں لیکن ایک بات ضرور ہے کہ یہ اچھی بات ہوئی کہ جب سے اس حکومت کو موقع ملا تو اللہ تعالیٰ کی مریبانی سے ہماری فصلیں اچھی ہو رہی ہیں۔ اگر 4 سال کو examine کیا جائے تو میں اس بات کو چند الفاظ میں complete کر دیتا ہوں کہ اگر اس کا پچھلے 4 سال سے موازنہ کر لیں تو میں انسیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ figure work کیا تھا۔ رانا صاحب بحث کے work کے expert ہیں اور ہمارے وزیر خزانہ نے بڑی خوبصورتی سے ان کے figure work کے جواب دیئے ہیں لیکن میں اس detail میں نہیں جاؤں گا۔

جناب سپیکر! میں صرف آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر گندم کی بات کی جائے تو 2002-03 کی میں نے figure کی میں نے 2002-03 میں بیان کرتا ہوں۔ میں گندم ایک کروڑ

51 لاکھ ٹن پیدا ہوئی۔ یہ ملکی پیداوار تھی لیکن اس دفعہ 07-2006 میں اللہ کی مریانی سے ایک کروڑ 80 لاکھ ٹن گندم پنجاب میں پیدا ہوئی۔ ابھی دو ماہ بعد اور figure آئے گی۔ اللہ کی مریانی سے یہ figure دو کروڑ ٹن تک جائے گی۔ میں یہ بھی بتاتا جاؤں کہ ملکی ضروریات 2 کروڑ 15 لاکھ ٹن ہے جس میں سے ایک کروڑ 80 لاکھ ٹن گندم قدرت نے آپ کو دی ہے، یہ گندم کیسے ہوئی؟ اس میں ایگر یکچھ ڈیپارٹمنٹ نے contribute کیا ہے، ہمارے سامنے انہوں نے contribute کیا ہے، ہمارے کسانوں نے contribute کیا ہے۔ ہم نے انہیں ٹارگٹ دیئے۔ انہوں نے گندم کی کاشت کے ٹارگٹ پورے کئے، پھر پیداوار کا ٹارگٹ پورا کیا۔ اس میں گندم کے نیج کی contribution ہے، اس میں زمین کی contribution ہے، اس میں ٹیکنالوجی کی contribution ہے، اس میں سامنے انہوں کی contribution ہے اور اس میں ہمارے کسان بھائیوں کی contribution ہے جنہوں نے محنت کر کے ایک کروڑ 80 لاکھ ٹن گندم پیدا کی ہے۔ اگر یہ اس گورنمنٹ یا اس ڈیپارٹمنٹ کو نہیں ہے تو پھر یہ credit کس کو ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ میرے دوست نہیں مانتے تو اللہ تعالیٰ کی مریانی سے یہ credit ہمارے سامنے انہوں اور ہمارے کسانوں کو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! پھر آپ کی طرف آئیں آپ کو علم ہے کہ پچھلے سال ہم نے ایک کروڑ 12 لاکھ بیل پیدا کی جبکہ ملک میں ایک کروڑ 30 لاکھ بیل پیدا ہوتی ہے۔ یہ 81/82 فیصد کا ٹن ہمارے پنجاب میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ credit اگر جاتا ہے تو اس گورنمنٹ کو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ credit جاتا ہے اور اگر رانا صاحب برانہ منائیں تو پھر میں یہ کہوں گا کہ یہ credit صدر پاکستان جزء مشرف کو جاتا ہے اور پھر یہ credit چیف مسٹر پنجاب کو جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ارشد محمود گبو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! وہی صاحب نے کہا ہے کہ یہ credit جزء پرویز مشرف کو جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اگر یہ کہہ دیتے کہ یہ credit لش کو جاتا ہے تو میرا خیال ہے یہ بڑا اچھا ہوتا کہ یہ اس credit کی آخری حد تور ڈیتے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ یہ point of order valid نہیں ہے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! انہوں نے سنانہیں ہے میں نے چیف منٹر پنجاب کا بھی ذکر کیا ہے جن کی سربراہی میں یہ ہو رہا ہے۔ میں نے صدر پاکستان کا نام اس لئے لیا ہے کہ صدر پاکستان first time direct agriculture کا نام لیتے ہیں۔ وزیر اعظم کا نام direct agriculture monitoring کر رہے ہیں۔ یہ credit کا نام نہ جائے تو کمال جائے؟ چیف منٹر کو تو جائے گا ہی جائے گا۔

جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی تھی کہ یہ نیج ہمارے ساتھ انہوں نے پیدا کیا ہے اور اس نیج کو کسانوں نے استعمال کیا ہے اور ہم اس میں جتنی شیخوالوجی لے کر آئے ہیں وہ سب اس گورنمنٹ کا credit ہے۔

جناب سپیکر! اگر پنجاب کی بات کریں تو rice 95 percent کے پنجاب میں ہوتا ہے اور اگر گندم کی بات کریں تو 85 فیصد گندم آپ کے پنجاب میں پیدا ہوتی ہے۔ کاش کی بات کریں تو 82 فیصد کپاس آپ کے پنجاب میں پیدا ہوتی ہے اور مجھے فخر سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر آم کی بات کریں تو وہ بھی پنجاب میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر citrus کی بات کریں تو وہ بھی پنجاب میں پیدا ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا صاحب! ہم نے پچھلے سال rice سے 70۔ ارب روپیہ foreign exchange کمایا ہے اور پھر 2۔ ارب 21 کروڑ روپیہ ہم نے citrus سے کمایا اور ایک ارب 92 کروڑ روپیہ ہم نے آم کی فصل سے فارم ایچیجن کمایا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور یہ اس ٹھیکانے کا کریڈٹ ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے کیا اقدام کئے ہیں۔ رانا صاحب نے یہ کہا کہ ٹھیکانے کے کچھ نہیں کیا۔ میں اس پر کہہ رہا ہوں کہ اگر کچھ نہیں کیا تو پھر اللہ تعالیٰ کی مربانی بھی آہستہ آہستہ اللہ کی مربانی سے ہم نے پانچ سال پورے کئے ہیں اور میں یہ بھی بتا دوں کہ انشاء اللہ ہمارے کریڈٹ میں یہ جائے گا اور ہماری کارکردگی پر اگلا دور بھی اسی پاکستان مسلم لیگ کا ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے کیسے پلانگ کی کہ 2003 میں جب یکم جنوری کو اس گورنمنٹ نے حلف لیا تو اس وقت کیا ہو رہا تھا ماشاء اللہ ہمارا ہاؤس جس میں 90 فیصد زیندار اور کاشتکار بھائی ہیں۔ میری طرف یہ تمام جملے اٹھ رہے تھے کہ یہ pesticides میں کیا ہو رہا ہے۔ رانا صاحب نے pesticides کی بات کی ہے اور میں بڑا خوش ہوں کہ انہوں نے اس پاؤنٹ کو اٹھایا ہے۔

آپ غور کریں اور ریکارڈ کو نکالیں کہ کوئی آدمی نہیں تھا کہ جو یہ کہہ رہا تھا کہ pesticides ہمیں تباہ و بر باد کر رہی ہیں۔ یہ اسی گورنمنٹ کی پلانگ کا نتیجہ ہے کہ جب ہم نے اقتدار سنjalah اگر 1999 کی بات کریں تو 14 فیصد آمیزش ہو رہی تھی اور 2003 میں آئے تو 8 فیصد آمیزش ہو رہی تھی اور آج اللہ کی سربراہی سے، ہماری مختوقوں سے، آپ کی مختوقوں سے اور کسانوں کی مختوقوں سے اس گورنمنٹ کی وجہ سے یہ 2 فیصد رہ گئی ہے۔

سید احسان اللہ وقاری صاحب: پاؤ ائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاری صاحب: جناب سپیکر! انہوں نے بتایا ہے کہ 1999 میں 14 فیصد آمیزش ہو رہی تھی اور اب کم ہو کر 2 فیصد رہ گئی ہے۔ جب 14 فیصد ہو رہی تھی تو اس وقت بھی لوڈھی صاحب وزیر تھے کیا یہ اس وقت خود کروار ہے تھے؟

وزیر زراعت: اس وقت میں وزیر زراعت نہیں تھا۔ اس وقت کرتے دھرتے رانا صاحب تھے۔ (تفہم)

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! میں تو اس وقت وزیر زراعت نہیں تھا بلکہ چودھری اقبال صاحب وزیر زراعت تھے اور چودھری اقبال صاحب 14 فیصد آمیزش کروار ہے تھے۔ یہ بڑی زیادتی کی بات ہے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم نے اس کو کنسول کیا ہے۔ Pesticides کا ایسا معاملہ ہے جو نسلوں کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ یہاں پر pesticides کی کوئی پانچ سو کے لگ بھگ کپنیاں کاروبار کرتی ہیں۔ ہم نے کسی پر رعب نہیں ڈالا۔ ہم نے کسی کو ذلیل و خوار کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ہم نے شروع میں ان سے ڈائیلاگ کئے۔ ہم نے یہ لیور استعمال کیا اور انہیں کہا کہ آپ کاروبار کرتے ہیں اور کہتے ہیں، آپ کاروبار کریں ہم آپ کو کچھ نہیں کہیں گے لیکن اگر آمیزش کریں گے تو پھر قانون حرکت میں آئے گا۔ اگر آپ ایمانداری سے کاروبار کریں گے اور روزی کمائیں گے تو ٹھیک ہے لیکن کسانوں کا خون مت چو سیں۔ اگر خون چو سیں گے تو پھر میں سختی کروں گا۔ اس میٹنگ کی بات چل گئی اور انہوں نے اس پر عمل کیا اور تعاون کیا اور اب 2 فیصد آمیزش رہ گئی ہے اور فصل میں اضافے کا مین کریڈٹ اس بات کو جاتا ہے کہ آمیزش کم ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے حکمت عملی اپنائی ہے۔ ہم نے کسی کو ہودھات نہیں کیا۔ ہم نے کسی کو اس طرح سزا نہیں کروائیں باوجود اس کے کہ قانون موجود ہے لیکن اگر کوئی پکڑا گیا تو میں نے جیسے ملتان میں اس عملے کو بھی اور اس pesticides والوں کو بھی مثال بنایا۔ یہ کریڈٹ کس کو جاتا ہے۔ یہ کریڈٹ اس گورنمنٹ کو جاتا ہے، چودھری پروین اللہ کو جاتا ہے اور میں پھر کہوں گا کہ صدر پاکستان کو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اس دفعہ ہم نے بجٹ میں 99 کروڑ روپیہ ریسرچ کے لئے رکھا ہے۔ ہم چار فصلوں کو corporate mode میں لارہے ہیں۔ اس کو اس طرح کر رہے ہیں کہ ان کو independence کے تحت اس کو رجسٹر کریں گے۔ اس کا چیف ایگزیکٹو اور چیئرمین ایکسپرٹ لگائیں گے۔ لاکھوں کی تنخواہیں آف کر کے ان کو لے کر آئیں گے۔ اس میں کائن ہے، چاول ہے، citrus ہے، آم اور گنا ہے۔ ہم ان کو ایڈمنیشن پر independence کے تحت وظیفوں کا independence qualified کرنے کے لئے ہم ان کو باہر سے independence کو باہر سے رہے ہیں۔ ہم ان کو ریسرچ میں ہم اکیڈمی کے لئے رہے ہیں اور یہ اس لئے دے رہے ہیں چونکہ اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی زراعت ہے۔ اس میں 75 فیصد پنجاب کے لوگ اور 71 فیصد پاکستان کے لوگ اس سے منسلک ہیں۔ ہم اس کو آگے لے کر چلنا چاہتے ہیں اور اس دفعہ ہم تقریباً ایک ارب روپیہ ریسرچ پر خرچ کریں گے۔

رانا شناہ اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ یہ بتائیں کہ یہ ایک ارب روپیہ کمال reflect کیا گیا ہے۔ وزیر زراعت: میں بتا رہا ہوں۔

رانا شناہ اللہ خان: میرے پاس کتاب ہے، آپ بتائیں۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں لودھی صاحب سے کہوں گا کہ ماشاء اللہ یہاں پر ایکسپرٹ جی ایم سکندر صاحب بیٹھے ہیں۔ ان سے پوچھ لیں کہ وہ ایک ارب روپیہ

کد ہر ہے۔

جناب سپیکر: یہ پاؤ ائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

وزیر زراعت: یہ آپ کا وقت ہے کہ ان سے پوچھیں، ہم ان سے نہیں پوچھا کرتے۔ ہم نے پنجاب ایگر لیکچر ریسرچ بورڈ (PARB) کو active کر دیا ہے جس کو 1972-1973 میں اسی اسمبلی نے پاس کیا تھا اور آج تک وہ خاموش تھا۔ ہم نے اس کو highly qualified active کیا ہے اور ایم ڈی بی ایم ایس کا کام یہ ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے ایم ڈی ایمپورٹ کیا ہے۔ اس ملک میں پہلے وزیر اعظم ایمپورٹ ہوتے تھے یہ کہتے ہیں کہ ایم ڈی ایمپورٹ ہوا ہے۔ وہ ایم ڈی کون ہے اور یہ بتائیں کہ ایک ارب روپیہ کمال پر لکھا ہوا ہے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ حوصلہ توکریں۔ دیکھیں کہ باہر کام کرتے ہوئے ڈاکٹر کوادر لے کر آئے ہیں جو پاکستانی ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ PARB کیا ہے، ہم نے 72 کروڑ روپیہ کو competition کروائیں گے، یونیورسٹی میں بھی، پرائیویٹ سیکٹر میں بھی ریسرچ کروائیں گے۔ 26 کروڑ روپیہ ریسرچ کو دیا ہے، 72 کروڑ روپیہ اس کے لئے دیا ہے اور یہ 99 کروڑ روپیہ جو تقریباً ایک ارب روپیہ بتا ہے جو ہم نے صرف ریسرچ کے لئے رکھا ہے۔ یہ صفحہ نمبر 50 ہے رانا صاحب اس کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: لودھی صاحب! آپ آگے چلیں رانا صاحب کو فخر کا پتا ہے۔

سید احسان اللہ وقار: جناب سپیکر! پاؤ ائنٹ آف آرڈر۔ دوسرے منظر زان کو تنگ کر رہے ہیں اور نیچے سے ان کو misguide کر رہے ہیں۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے لیکن اللہ کی مرحومی سے میں بہت کچھ جانتا ہوں اور میں یہ آپ کو زبانی بتارہا ہوں۔

سید احسان اللہ وقار: جناب سپیکر! یہ فخر تو بتائیں۔

جناب سپیکر: پہلے یہ اپنی تقریر ختم کر لیں پھر فخر پر یہ بعد میں آئیں گے۔ لودھی صاحب! ابھی کتنا مزید تاثم لیں گے آپ؟

وزیر زراعت: جیسے ہی رانا صاحب کمیں گے میں ختم کر دوں گا۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! یہ اب بتادیں ایک ارب روپے کے متعلق اور صفحہ نمبر 50 میں نے کھوا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ابھی وہ وائندھ اپ کرنے لگے ہیں۔

رانا شناہ اللہ خان: یہ میں نے صفحہ نمبر 50 کالا ہوا ہے اس میں تو اگر یکلچر پر کمیں بھی ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ کتابوں سے نہیں دیکھتے۔ انہوں نے زبانی بتا دیا ہے کہ 75 کروڑ ایک ہے، 22 کروڑ ایک ہے اسی طرح سے انہوں نے زبانی ہی بتا دیا ہے۔

وزیر زراعت: رانا صاحب! آپ آرام سے گھر جا کر دیکھ لینا۔ اگر غلط ہوئے تو ہم بعد میں پھر ملیں گے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! اگر میں نے گھر جا کر دیکھنا ہے لیکن میں نے تو پہلے ہی دیکھا ہے اور مجھے تو ایک ارب روپیہ ریسرچ کے لئے کمیں نظر نہیں آیا۔ اسی طرح لوڈ ہی صاحب نے ایک دفعہ قائدِ اعظم کے متعلق کہہ دیا کہ انہوں نے فیصل آباد میں یہ کہا لیکن وہ بات بھی بعد میں سچی ثابت نہیں ہوئی تھی۔ اب یہ صفحہ نمبر 50 کا کہہ رہے ہیں تو یہ بتائیں کہ کہاں پر ایک ارب روپیہ کا ذکر ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! انہیں بات کرنے دیں۔ لوڈ ہی صاحب! بلیز وائندھ اپ کریں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ازرعی تحقیق کے لئے 26 کروڑ 50 لاکھ اور PARB کے لئے 72 کروڑ 30 لاکھ روپے رکھے ہیں اور انہوں نے ریسرچ کرنی ہے۔ دوسرا بات یہ ہے کہ جو pesticides کی آپ نے بات کی ہے تو pesticides میں ہماری ایک کمپنی یہاں پر لگ رہی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایک یکلچر ہمارا ہم ادارہ ہے لیکن pesticides کا کوئی کارخانہ آج تک نہیں بنایا ہے۔ آپ کو بتا ہے کہ چانداور پاکستان کا 1951ء میں ایک معاهدہ ہوا تھا اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ آپ نے pesticides سے میں ہیں لیکن اگر آپ چاہیں گے تو ہم کارخانے لگانے کے لئے آپ سے تعاون کریں گے۔ یہ جو ہماری پرائیویٹ کمپنیاں ہیں ان کا یہ کام تھا جو آج تک نہیں ہوا لیکن آج پھر اس حکومت کو اور صدر پاکستان کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ ایک کارخانی یہاں پر پاکستان میں لگ رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں تقریر اگر کرتا جاؤں تو کافی لمبی ہو جائے گی لیکن ایک بات میں ضرور کروں گا کہ ہم نے اس بجٹ میں غریبوں کے لئے کوشش کی ہے، ہم نے اپنا خلوص دکھایا ہے، ہم نے ان کو uplift کرنے کی کوشش کی ہے اور ہم نے ہر ڈیپارٹمنٹ میں progress کی ہے لیکن طبقات کو ہم نے لڑایا نہیں ہے۔ ہم نے کسان اور مالک کو نہیں لڑایا، ہم نے مزدور اور مالک مکان کو نہیں لڑایا، ہم نے کسان اور آجر کو مزدور سے نہیں لڑایا، ہم نے روٹی کپڑا مکان کا صرف نعرہ نہیں لگایا بلکہ ہم نے غریبوں کے لئے اس بجٹ میں روٹی کا بندوبست عملی طور پر کیا ہے۔ 45 فیصد روزگار انشاء اللہ یہ زراعت پیدا کرے گی۔ اس کے علاوہ ہم نے کوئی غلط نعرے نہیں لگائے بلکہ ہم عملی طور پر آج پانچ سال پورے کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ ہم عوام میں جائیں گے، آپ بھی جائیں اور ہم بھی جائیں گے۔ میں نے پہلے بھی کہا کہ جو باہر قیادت بیٹھی ہے ان سے کہیں کہ تشریف لا جائیں اور یہاں پر ایکشن لڑیں پھر اللہ تعالیٰ کامیاب کرے گا جو اسے منظور ہو گا، وہ ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"2۔ ارب 68 کروڑ 64 لاکھ 10 ہزار روپے کی کل رقم بدلہ مطالبه

نمبر 21018-PC زراعت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک ناظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ ارب 68 کروڑ 64 لاکھ 10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،

گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2008 کو

ختم ہونے والے مالی سال 2007-08 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے

قابل ادا اخراجات کے مساواں گیر اخراجات کے طور پر بدلہ مطالباً "زراعت"

برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالباً زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اب اجلاس کل بروز جمعۃ المبارک مورخہ 22۔ جون

2007 کو صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔